DAMAGE BOOK

188326

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٨ ج - ع Accession No. ٤١٩٧

Author عبد الباقي سبسواني

Title حسنوة العلماء

before the date last marked below.

الیاقوت والمرجان فی ذکر علماء سهسوان

BABU BOOK DEPOT

المعروف

Checked 1975

حیوۃ العلماء

مولفہ

مولنا سید محمد عبد الباقی سهسوانی دام فیضہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ پبلشر منتظم

در مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ طبع شد

سنہ ۱۹۲۲ء
۱۳۴۰ھ

فہرست مضامین کتاب حیوۃ العلماء بسہسوان ضلع بدایون

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ کتاب	۳۷	مولوی سید قدرت اللہ رح
۲	سبب تالیف کتاب	۳۸	مولوی سید عبد العلی رح
۴	مناجات	۴۰	مولانا محمد حسن رح
۵	تاریخی وجغرافیائی حالات	۴۱	مولانا مفتی سید ظہور احمد رح
۱۰	آمد سادات کرام	ایضاً	مولانا حافظ سید اولاد احمد رح
۱۴	ماخذ کتاب ہذا	۴۳	مولانا حضرت سید سراج احمد رح
۱۵	مولانا محمد صدر الدین رح	۵۲	مولوی سید نیاز احمد شہید رح
۱۶	مولانا خواجہ سید محمد عطاء اللہ رح	۵۳	مولانا حکیم سید نذیر احمد شاہ رح
۱۸	مولانا مفتی سید ابو محمد رح	۵۶	حکیم محمد بدر الدین فاروقی رح
۱۹	ہزبر بیشہ ولایت خواجہ	۵۷	حکیم مولوی نیاز احمد فاروقی رح
	مفتی سید نظر محمد رح	۵۸	حکیم مولوی سید اسد علی رح
۲۱	مولانا مفتی سید نور احمد رح	ایضاً	مولانا سید محمد عبد الحسیب رح
۲۱	مولانا خواجہ سید آل احمد شاہ رح	۶۰	حکیم مولوی سید اشفاق حسین رح
۲۴	تاج الاولیا حضرت مولانا	ایضاً	حکیم مولوی نور الحسن فاروقی رح
	سید محمد تاج الدین حسن رح	۶۱	حکیم مولوی سید الہی بخش رح
۳۱	مولانا سید مبارز علی رح	۶۲	مولوی سید نیاز حسن رح
۳۶	مولانا خطیب معین الدین رح	ایضاً	مولوی حکیم سید محمد یعقوب رح

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۶۴	مولانا سید امیر حسن محدث رح	۱۰۴	مولوی میر یاد علی رح
۷۰	مولوی سخاوت حسین رح	۱۰۵	مولوی سید عبد العمد شاہ رح
۷۱	حکیم مولوی قاضی سید احمد حسن رح	۱۰۷	مولوی سید محمد نذیر رح
۷۲	حکیم مولوی امداد حسین زبیری رح	۱۰۸	مولوی سید پرورش علی سلمہ
ایضاً	حکیم محمد مصطفےٰ علی صدیقی رح	۱۰۹	حافظ مولوی شیخ امیر حسن ثانی رح
۷۳	حضرت مولانا شاہ سید محمد سعید رح	۱۱۰	مولوی حافظ سید غلام جیلانی رح
۷۵	شمس العلماء حاجی مولانا	۱۱۱	مولوی حافظ میر احمد رح
	سید امیر احمد رح محدث	۱۱۲	شمس العلما حافظ سید محمد امین سلمہ
۸۰	برہان المتکلمین حاجی مولانا	۱۱۴	مولوی انعام حسین رح
	سید عبد الباری محدث رح	۱۱۵	مولوی خطیب محمد اسمعیل انصاری
۹۰	مولانا محمد بشیر محدث فاروقی رح	۱۱۶	ابو الفضایل سید آل محمد شاہ سلمہ
۹۷	مولوی سید حضور احمد رح	۱۱۷	مولوی حکیم سید عبد الواحد رح
۹۸	حاجی مولوی سید سبط احمد رح	۱۱۸	حکیم مولوی عبد الرشید فاروقی سلمہ
۹۹	حکیم خورشید حسن فاروقی رح	۱۱۹	مولوی محمود حسن زبیری رح
۱۰۰	حکیم محمد نذیر فاروقی رح	۱۲۰	مولوی سید اسرار حسن سلمہ
ایضاً	حکیم مولوی مظہر علی فاروقی رح	۱۲۱	مولوی سید محمد الیاس سلمہ
۱۰۲	حکیم محمد ضیاء الحسن فاروقی رح	۱۲۲	مولوی سید جمیل احمد سلمہ
ایضاً	مولوی سید سلطان حسن رح	۱۲۳	مولوی محمد شاکر حسین نکہت صدیقی
۱۰۳	حکیم مولوی سید محمد رح	۱۲۵	مولوی حکیم سید محمود عالم رح
ایضاً	حکیم انوار حسین صدیقی رح	۱۲۷	حکیم مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ اللہ

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۳۳	مولوی محمد نذیر حسین فاروقی رح	۱۴۹	ست سعیدہ شفیقہ بیگم سلمہا اللہ۔
۱۳۴	مولوی قاضی سید اظہر علی سلمہ	ایضاً	ست عزیزہ حسنی بیگم سلمہا اللہ
۱۳۵	مولوی محمد تقی انصاری رح	〃	گزارش مؤلف سلمہ کتاب ہذا
۱۳۶	مولوی سید خلیق احمد سلمہ	۱۵۱	ترجمہ احوال حضرت مصنف از
ایضاً	مولوی حکیم سید آغا علی رح		مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے
۱۳۷	مولوی امیر احمد قریشی سلمہ	۱۵۹	نسب نامہ سادات مودودیہ چشتیہ
۱۳۸	مولوی حکیم سید منظفر علی رح	۱	سہسوان۔
۱۳۹	ابو العلا مولوی سید نظر احمد سلمہ	۱۶۰	تقریظ منظوم حکیم مولوی
۱۴۰	مولوی سید افتخار احمد ساحر سلمہ		سید اعجاز احمد معجز سلمہ اللہ تعالے
۱۴۲	مولوی سید مصباح الحسن سلمہ	از صفحہ ۱۶۱ تا صفحہ ۱۶۴	قطعات تاریخی
۱۴۳	ایضاً حکیم سید عقیل احمد سلمہ		
۱۴۸	حکیم سید حفظ الرحمن سلمہ	از صفحہ ۱ تا صفحہ ۸	تقاریظ علماء بابت کتاب ہذا
۱۴۹	ایضاً حکیم محمد عبد الحفیظ خان سلمہ		
۱۴۹	التماس مؤلف کتاب ہذا	از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۸	ضمیمہ بابت تحریم ربوا
۱۴۴	سیدہ عالمہ شمس النساء رح		
۱۴۴	ایضاً ست صالحہ لحاظ النساء رح	از صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۹	ضمیمہ بابت قصہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام مندرجہ قرآنجید
۱۴۴	الست الشریفہ مسماۃ عفیفہ رح		
۱۴۷	الست المکرمہ احتشام النساء سلمہا اللہ	از صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۳۲	مناجات منظوم فارسی از مولف کتاب حیوۃ العلماء۔
۱۴۸	الست الذکیہ مصطفائی بیگم سلمہا اللہ۔		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اما بعد باقتضائے مشیت الٰہی ۲۷- ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ ہجری مطابق ۱۹- نومبر ۱۹۱۱ء روز یکشنبہ سے نہایت ۲- جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ ہجری و ۹- مئی ۱۹۱۳ء روز جمعہ تک محلہ لال باغ حضرت گنج شہر لکھنؤ مین میرا قیام رہا اس زمانہ مین وہان کے اکثر نامور علمائے دین و اولیائے متقین کی مجالس مذاکرہ علمیہ مین بطور تفنن طبع شریک ہوتا تھا جیسے مشہور مقتدائے قوم مولنا عبد الباری صاحب فرنگی محلی جو خدمات قومی و مذہبی مین نمایان دلچسپی رکھتے ہین اور حاجی مولنا شاہ عین القضاۃ صاحب جنکا زہد و تقوی اس دور آخر مین غنیمت سمجھا جاتا ہے آپ کے ذاتی مصارف سے ایک مدرسہ تعلیم قرآن مجید و قرارت و تجوید و علوم صرف و نحو و حدیث بڑے پیمانہ پر جاری ہے جسمین صدہا طلبہ غیر مستطیع تعلیم پاتے ہین اور انکے لیئے قیام و خوراک و پوشاک کا انتظام بھی مدرسہ ہی کی جانب سے ہے جزاہ اللہ خیرا- اور گاہ گاہ محب مکرم مولنا حکیم سید عبد الحئی صاحب ناظم

ف۱ مین حسام الملک صفی الدولہ جناب نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر بن امیر الملک والاجاہ حضرت مولنا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم مغفور کی کوٹھی پر بوجہ مراسم قدیم مقیم رہا مین آنجناب کی قدر افزائی کا بدل ممنون ہون- منہ

ف۲ آپ نسبًا قدوۃ المجاہدین حضرت مولنا سید احمد شہید رائے بریلوی کے ہم جد ہین جو ۱۲۴۶ھ ہجری مین بمقابلہ راجہ رنجیت سنگھ جہاد فی سبیل اللہ مین شہید ہوئے حضرت مولنا شاہ محمد اسمعیل و مولنا محمد عبد الحئی رحمہما اللہ بھی اسی معرکہ مین آپ کے ہمراہ شہید ہوئے- سید اعجاز احمد عفی عنہ ۱۲

ندوۃ العلما کی صحبت علمی مین اتفاق شرکت ہوا آپ نے ایک مرتبہ باثنائے تذکرہ اہل علم فرمایا کہ "ہم نے علماے ہند کا ایک مبسوط تذکرہ بزبان عربی لکھنا شروع کیا ہے آپ اپنے وطن سہسوان کے علماے نامور کے حالات تحریر کر دیجئے تاکہ تذکرۂ مذکورہ مین درج کیئے جائین سہسوان مین بکثرت علما وفضلاے کاملین گذرے ہین مگر انکا ذکر خیر کہین تفصیل کے ساتھ نہین دیکھا گیا" مین نے ہر چند اپنی ناواقفی کا عذر واقعی پیش کیا فرمایا جو کچھ حالات کم وبیش معلوم ہو سکین وہی سہی۔ بحسن اتفاق دو مہینہ کے اندر ہی میرا وطن جانا ہوا اور اس خیال کو اپنے ساتھ لیتا گیا بعض اعزہ سے اس امر خیر مین امداد کا خواہان ہوا مگر انھون نے ایک نے اعتنائی کے ساتھ روکھا سوکھا جواب دیا جس سے شوق وارادہ مین کمی پیدا ہو گئی اسی حالت اُمید ویاس مین مخدومی مولوی سید[1] ابن حسن صاحب دکرمی منشی محمد فاخر حسین صاحب صدیقی فاخر تخلص سے کچھ تذکرہ آگیا ہر دو اصحاب نے میرے خیال کو بنظر استحسان دیکھا اور سرسری طور پر کچھ یادداشتین بزور قوت حافظ ایک ورق پر لکھا کر رہنمائی کی اور بعض مسودات غیر مطبوعہ کا پتا بتایا جن سے بہت کچھ مادۂ تالیف کتاب راقم کے ہاتھ آیا بس اسی ورق کو اس عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد سمجھنا چاہیئے اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ افسردہ طبیعت کا حوصلہ پھر تازہ ہو گیا اور اسی دن سے احوال علما کی تلاش وجستجو شروع ہو گئی۔ مجھکو فخر خاندان علامہ زمان عزیزی **مولوی سید اعجاز احمد** سلمہ ربہ کا بمزید ادعیہ ماثورہ صلاح وسعادت شکر گزار رہنا چاہیئے

[1] یہ ہر دو بزرگ معمر بعمر ۹۲ و ۹۷ سال معزز رؤسا وزمیندار ان قصبہ سہسوان سے علمی مشاغل سے دلچسپی رکھنے والے ہین اول الذکر کے مختصر حالات ضمناً درج کتاب نمبر ۲۰ ہین۔ موخر الذکر ریختہ کے نام آور دیرگو شاعر اور منشی قلمیہ شکوہ آبادی کے سرمایۂ ناز شاگرد ہین نہایت مستقل مزاج پختہ وضع خوش عقیدہ مسلمان ہین کلام صنف غزل ہین اور مراعات تغزلی سے مملو ہے کتاب قانون شریعت محمدی رد شرک وبدعت مین آپ نے تالیف فرما کر طبع کرائی یہ فیض صحبت اہل علم ہے ۔ آپ کی وفات ۱۲۔ رجب ۱۳۲۵ ہجری مطابق ۱۳۔ مئی ۱۹۱۷ع یکشنبہ وقت دوپہر ہوئی۔ نجات فاخر مادہ تاریخ فتیجہ طبع وقاد مولوی سید ابو احمد سلمہ ربہ ہے ۱۳۳۵ھ
سید اعجاز احمد سہسوانی غفرلہ۔

جنھون نے بکمال محنت وعرقریزی بہت سے علماے کرام کے حالات اجمالی وتفصیلی تحریر کرکے مقام بسولی ضلع بدایون سے میرے پاس قصبۂ رالیسین[1] علاقۂ ریاست بھوپال مین بھیجے اس تحریر سے واقعی تصنیف کتاب کو بہت بڑی مدد ملی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک سرسبز وشاداب چمن آپ کے پیش نظر ہے اسکے سوا ترتیب و تہذیب کتاب مین بھی عزیز موصوف نے خاص حصہ لیا ورنہ چند عُلما کے مختصر وناتمام وغیر مربوط حالات کے سوا مین کیا لکھتا عافاہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الآفات والمحن وحفظہ عن شر وما اھل الحقد والاحن جہان تک مجھسے ممکن ہوا مین نے تحقیق وانکشاف حالات واقعیہ مین تقصیر نہین کی تاہم اپنے جہل وقصور بشری کا اعتراف کرتے ہوئے عزیزان نیک منش سے باادب ورجا استدعا کرتا ہون کہ جو کچھ کمی وبیشی ناخواستہ ہوگئی ہو بہ نیک نیتی خود حاشیہ پر تحریر فرماوین یا زمرۂ علما وفضلا سے کسی بزرگ کا تذکرہ بسبب عدم تیسّر حالات درج کتاب ہونے سے رہگیا ہو میرے نسیان ونقصان بشری پر محمول کرکے جداگانہ بطور تتمہ ضم کتاب کردین بمضمون شعر ؎

قبا گر حریر ست و گر پرنیان	بنا چار حشو ش بود درمیان

عیب جوئی ونکتہ چینی سے معاف فرمائین گو فطرت انسانی کا اقتضا یہ ہے۔ ؎

صد نقش ہنرداری دکس را نظری نیست	چون رفت خطائے ہمہ را چشم بر است

جن حضرات نے کوئی سوانح عمری لکھی ہے وہ خیال کرسکتے ہین کہ ایک شخص کے حالات لکھنے مین کسقدر خون جگر کھانا اور دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے چہ جائیکہ سینکڑون عُلما کے حالات جمع کرنا اور صحیح واقعات کو غیر صحیح سے بہ تحقیق وتنقید جُدا کرنا اسمین

[1] مخدومی حضرت مؤلف دام فیضہ نے تاریخ رای سین بکمال تحقیق وجہد بلیغ تصنیف فرمائی ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگی ۱۲ سید شہزاد علی عفی عنہ۔

[2] جب مسودہ تیار ہوگیا تو اکثر احباب واعزہ کی پسند وبیحد اصرار سے مستقل کتاب کی صورت مین بناچاری طبع کرانا پڑا۔ ۱۲ منہ

کیا کچھ مصائب کا سامنا ہوگا۔ سوا اس کے مین سات سو میل پر وطن سے دور بیٹھکر یہ لکھ رہا ہون تو کسقدر دشواری ہوگی اُسپر طرّہ یہ کہ کوئی صاحب عزیزان وطن سے میری کسی تحریر کا جواب حسب منشا نہین دیتے۔ مجھکو اس قدر فرصت اور فکر معاش سے فراغ نہین کہ ایک مدت کے لیے صرف اسی غرض سے قیام وطن اور مزید تلاش و تجسس کتب و مسوّدات کے لیے بار بار سفر اختیار کرون اور خدمت ملازمت سے سبکدوش ہو جاؤن ناچار حالات و معلومات ماحضر پر اکتفا کیا گیا۔ التماس۔ چونکہ علمائے مذکورین مین ایک گروہ اہل کمال کا فن شریف طب سے بھی موصوف نظر آیا اس لیئے بعض ایسے حذاق و ماہرین طب کو بھی جگہ دینا پڑی جو علوم عقلیہ و نقلیہ مین کوئی خاص پایہ نہین رکھتے کتب درسیۂ رسمیہ پڑھ کر فن طب کو باقاعدہ حاصل کیا اور نامور معالج و طبیب ہوئے ناظرین پُر تمکین بمطالعہ حالات خود تفریق و امتیاز فرمالینگے۔ ہر چند کہ مین نے تلاش و تجسس حالات علمائے متقدمین مین حتی الامکان کمی نہین کی تاہم مجھکو اعتراف کرنا ضرور ہے کہ بہت سے علمائے گرامی متقدمین کے حالات نہ لکھ سکا کیونکہ اِن کے حالات مفصل و مجمل دستیاب نہوئے لہذا اُن کے ذکر خیر سے مجبور رہا اگرچہ معمر بزرگون سے اکثر متقدمین کی نسبت سُنا کہ فلان فلان اپنے عصر مین بڑے نامور عالم باعمل ہین مگر اُن کی نسبت کیا لکھتا ناچار ترک اولیٰ سمجھا علماء مذکورہ و متروکہ مین اکثر سیاسات تمدنی و مہمات ملکی وغیرہ مین بیحد قابل و نامور تھے اور غزوات و جہاد کفّار مین بڑی بڑی خدمات دینی و ملکی انجام دین مگر اُنکا حال ہر جگہ لکھنا مکررات کا درج کرنا ہے لہذا اس سے اجتناب کیا الا ماشاءاللہ۔

مناجات بحضرت مجیب الدعوات

یا الٰہی یا غفور یا رحیم خاص تیری بارگاہ اقدس و اعلےٰ مین عاجزانہ و مخلصانہ دُعا

کرتا ہون مین بندۂ عاصی سیاہکار صرف تیری رحمت وسیع کا اُمیدوار ہون مجھ سے کوئی طاعت وعبادت بخلوص نیت نہین ہوئی جس سے اُمید گلو خلاصی ومغفرت آخرت کر سکون۔ اس ناچیز مسوّدہ کو جو تیرے عباد مخلصین واولیاے متقین کا تذکرہ ہے تیری سرکار مین پیش کر کے تیری قبولیت اور عزت وحرمت دارین کا ملتجی ہون اس ہدیۂ محقر کو زیور قبول سے مزین فرما کر مطبوع طبائع اولی العلم فرما اور اس مذنب خاطی کو محض اپنے وفور رحمت سے بخش دے کیونکہ مین تجکو وحدہٗ لاشریک لہٗ بصدق دل جانکر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ گواہی دیتا ہون اور تیرے بندہ خاص مقبول بارگاہ سرور کائنات حضرت خاتم النبیین والرسل محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو رسول برحق مان کر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی بخلوص قلب شہادت دیتا ہون اور اپنے نفس کو گنہگار ترین اُمت مرحومہ سمجھتا ہون۔ مین تیرے اور تیرے نبی کے احکام کو فرض وسنت بے شک ولاریب واجب الاتباع جانتا ہون تو بلاشبہ نکتہ نواز غافر الذنب قابل التوبہ وارحم الراحمین ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حرّرہ محمد عبد الباقی غفرلہٗ سہسوانی مقام رئیسین ریاست بھوپال ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۷۔ صفر سنہ ۱۳۳۲ھ۔

دیباچہ لکھنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ سہسوان کے تاریخی وجغرافیائی حالات مختصر طور پر قبل از مقصود درج کتاب کردون جو کہ ناظرین والاشان کے لیے باعث ازدیاد بصیرت ہین وباللہ التوفیق۔

تاریخی وجغرافیائی حالات سہسوان

سہسوان ایک قدیم شہر قسمت بانس بریلی ملک روہیل کھنڈ صوبۂ ممالک متحدۂ آگرہ

واودھ مین بدایون سے ۲۵ میل جانب غرب واقع ہے ابتداے عملداری انگریزی مین ایک مدت تک صدر ضلع رہا اوراب دفتر ضلع شہر بدایون مین ہے۔ پانسو برس سے پہلے حالات بتانے کے لیے یہان کی تاریخ بالکل خاموش ہے البتہ پُرانے کھنڈر اور منہدمہ عمارات کے اونچے اونچے سر بفلک ٹیلہ دیکھنے والون کو انقلاب عظیم کا پتا دیتے ہین لفظ سنبسوان کی اصل حسب تصریح محققین سنسنسر ہا ہن سے ماخوذ ہے اور یہ یہان کے راجہ کا نام تھا جو پہلی صدی عیسوی مین خاندان راجہ سالباہن سے۔ یہان حکمرانی کرتا تھا۔ بعض سنگین کتبے جو کہنہ عمارات کے کھنڈرون سے حاصل ہوئے صدہا سال قبل مسیح کا پتہ ونشان دیتے ہین ابتداے عہد انگریزی مین بعض کتبے محققین آثار قدیمہ نے کلکتہ بھیج دیے اور قدیم زبان کے ماہرون نے انکو پڑھا کہا جاتا ہے کہ یہ مقام راجگان قنوج و دہلی کا شکارگاہ وسیرگاہ تھا واللہ اعلم بالصواب زمانہ ترقی اسلام مین آخر عہد سلاطین مغلیہ تیموریہ تک یہان حکام والاقدر بجمعیت فوج سوار و پیادہ متعین رہے ابتداً شیوخ زبیری وافاغنہ شہر انتظام ملکی وسرداری کے لیے منتخب ہوتے رہے۔ عہد البری ۹۷۰ھ ہجری مین قلیچ[1] خان چوگان بیگی یہان کا حاکم ذی اختیار و اقتدار تھا اُسی کے زمانہ مین مُلّا عبدالقادر مشہور مورخ کا قیام کئی سال یہان رہا۔ قدیم حکومت اسلامی کی ایک شاندار یادگار یہان کا وہ سنگین کتبہ ہے جو سکندر ثانی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد مین تعمیر قلعہ عظیم کا پتا دیتا ہے یہ خوشنما تحریر بحروف مبنت طغراے خط ثلث ہے الفات متصلہ خطوط مستقیمہ طویلہ ہین جو مثل انگشتان کشیدہ متوازی نظر آتے ہین تمام عبارت ایک موٹی سطر مین ڈیڑھ گز طویل ہوگی یہ تبھرا اب صحن جامع مسجد مین پڑا ہے

[1] یہ قلیچ خان چوگان بیگی سورت و گجرات کا بھی صوبہ دار رہا ہے اس نے پرتگیزیون کو جو ہمیشہ دریا مین ڈکیتی کیا کرتے تھے چند مرتبہ تباہ کیا ۱۲ تاریخ گجرات مولفۂ شاہ تراب معتمد خاص اکبر شاہ۔ فارسی مطبوعۂ ٹائپ آہنی۔ ۱۲

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ عبارت کتبہ نذر ناظرین ہے[1]

بنائے این حصن رفیع الارکان از برائے مامن اہل ایمان بفرمان
مجلس اعلےٰ خدایگان زبدۂ سلاطین جہان سایۂ رحمان علاء الدنیا والدین
الواثق بنصر اللہ المجاہد فی سبیل اللہ ابو المظفر محمد شاہ السلطان
ناصر امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ تاریخ غرہ جمادی الاولےٰ روز جمعہ
مبارک بسال ہفتصد سال از ہجرت نبی علیہ السلام والتحیۃ۔

ممکن ہے کہ مجھ سے حل عبارت مین لفظی تقدم و تاخر ہو گیا ہو کیونکہ سوا دخط بالکل غیر مانوس ہے۔ اب قلعہ کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے مگر اب سے اسّی سال پیشتر اندرون قلعہ کی شاہی مسجد کے آثار نمایان تھے وہ مُسن بزرگ جن کی عُمر نوّے سال سے متجاوز ہے مسجد مذکور کی شکستہ فصیلین ریختہ دیوارین وہ دردہ کنوان اور دروازہ قلعہ کے پُرانے کھنڈر بچشم خود دیکھنا بیان کرتے ہین اب اسی کی بنیاد پر مُسلمانان شہر نے جدید مسجد جامع نہایت عالی شان و خوشنما بصرف کثیر سنہ ۱۳۰۳ ہجری مین تعمیر کی اور بکمال جد و جہد دو سال کے اندر تکمیل[2] کو پہونچ گئی مگر افسوس ہے کہ تعمیر دروازہ ہنوز ناتمام ہے۔ بسعی ملک العلما مولنا الحاج حضرت سیّد عبد الباری صاحب سہسوانی رحمہ اللہ تعالےٰ مبلغ دو ہزار روپیہ والی ریاست بھوپال سے چندہ مین وصول ہوا۔ اس تعمیر بنظیر کی تاریخین شعرائے نازک خیال نے بصنائع عجیبہ و غریبہ بکثرت لکھین۔ ایک قطعہ تاریخ اردو

[1] سلطان علاء الدین نے سنہ ۶۹۵ھ مین تخت نشین ہو کر اسی سال بدایون پر فوج کشی کر دی سلطان رکن الدین شاہ بدایون بعد جنگ شکست کھا کر بھاگ گیا سکندر ثانی فاتحانہ داخل بدایون ہوا جشن فتح کیا حوالی سہسوان مین بھی مقیم رہا اسی زمانہ مین غالباً تعمیر قلعہ سہسوان واقع ہوئی اور سنہ ۷۰۰ھ مین اتمام کو پہونچی۔ اس سے قبل بمعیت عم خود سلطان جلال الدین خلجی بھی اس جگہ ایک مدت تک اسنے قیام کیا تھا۔ مقالہ دوم تاریخ فرشتہ۔ ۱۲

[2] یہ مسجد زیر اہتمام مقتدائے عالم حضرت عم مکرم مولنا الحکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہ ابتدا سے انتہا تک تعمیر ہوئی للہ الحمد۔ ۱۲

جو اندرونی محراب مسجد مین سنگ مرمر پر کندہ ہے سادہ ونے تکلف ہے۔ وہو ہذا۔

کیون نہ غش ہو مسجد جامع پہ دل — اس نزاکت پر ہے کیسی استوار
حسن و خوبی مین عمارت اسکی ہے — سہسوان کو باعث صد افتخار
سال ختم اس کی بنا کا اے جمیل — کر رقم ہے خانۂ پروردگار

یہ مسجد جامع مرتفع حصہ زمین پر قریب قاضی محلہ واقع ہے۔ یہان آثار قدیمہ ہنود[۱۳] سے ایک چشمہ بصورت تالاب سر سوتہ[۱۵] نام تفرجگاہ خاص و عام آبادی سے ایک میل جانب شمال معبد اہل ہنود ہے یہ ایک طویل و عریض سنگین و پختہ حوض ہے جو ہر وقت پانی سے لبریز رہتا ہے طول تخمیناً پندرہ گز اور عرض کچھ کم ہے اندر اترنے اور نہانے کے لیئے ہر طرف طویل پتھر کی سیڑھیان ہین۔ تیرتھ کے خاص ایام مین دور دراز مقامات سے عام ہنود پنڈت۔ سادھو۔ جوگی۔ بیراگی۔ بھگت۔ امیر غریب مرد عورت جوق جوق یہان آکر نہانے اور غسل کرنے کو اپنے گناہون کا کفارہ جانتے ہین۔ اکثر ہنود مرد و عورت روزانہ صبح کو غسل کرتے ہین۔ پانی اس مین ہمیشہ تا سینہ و کمر رہتا ہے حالانکہ بذریعہ ایک نالہ بدر رو کے ہر وقت نکلتا رہتا ہے بقول مشہور سبب یہ ہے کہ اس مین متعدد چشمے ہین اسی لیے اس کا پانی کبھی کم ہی نہین ہوتا۔ حوض کے کنارہ بجانب غرب ایک شر قدویہ پختہ و وسیع دالان بنا ہے جو سادھو دن کے رہنے اور ٹھہرنے کے لیے وقف ہے دالان کی پشت پر کیوڑہ کی بیچ در بیچ گھنی جھاڑیان دور تک چلی گئی ہین کیوڑہ کی پیداوار اس کثرت سے دوسری جگہ نہین سنی گئی اس مفرح جان و دل کا مخزن جغرافیہ مین سہسوان ہی بتایا جاتا ہے بلاد اطراف و جوانب کے اہل شوق نے بہت تدبیرین کین اور یہان سے جڑین و شاخین منگا کر

[۱۵] سر سوتہ لفظ مرکب بمعنی سر چشمہ ہے یا مفرد سرسوتی سے ماخوذ ہے جو ایک ہندو دیوی کا معبود ہے گویا کہ سورج کنڈ ہنود ہی یہ بہت قدیم ہے کیا عجب کہ راجگان دہلی و قنوج کے عہد مین تعمیر ہوا ہو۔ ۱۲ منہ

باغون مین لگائین مگر نخل اُمید سرسبز نہوا یہان کیوڑہ کے درخت متعدد جگہ ہین اور یہ سرزمین اِسکے لئے مخصوص ہے۔ اگرچہ گلاب جنبلی بھی آبادی کے متصل بکثرت پیدا ہوتا ہے اور انکی باقاعدہ کاشت کی جاتی ہے۔ چند سال ہوئے کہ جیون رام بقال قوم مہیسری بھگت نے سرسوتہ کے شمال ایک سنگین حوض جو عرض وطول مین اِس سے کچھ کم ہے تعمیر کرایا ہے یہ بھی آب سرد کا قدرتی چشمہ ہے جو سرسوتہ سے پانچ چھ جریب بجانب غرب ہے اِس پر کتبہ سنگین بخط ہندی نصب ہے۔ ایک اِسلامی یادگار قدیم زیارت حضرت میران صاحب آبادی سے سمت جنوب مین ہے پختہ احاطہ کے اندر مقبرہ جسپر عظیم الشان گنبد ہے واقع ہے مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت سید محمد ابراہیم شہید[1] کا ہے جو ابتداے اِشاعت اِسلام مین تخمیناً آغاز پانچوین صدی ہجری کو بجمعیت حضرت سید مسعود سالار غازی رح کفار و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے یہان تک پہونچے اور شہید ہوئے ہر موقع پر راجگان ہنود سے سخت محاربے ہوئے حضرت سید سالار رح کا یہ سفر جہاد اجودھیا سے قنوج تک اِسی راستہ سے ہوا۔ تعمیر مقبرہ و احاطہ و مسجد وغیرہ بعض اُمراے دربار جہانگیر بادشاہ کی کوشش سے یہان انجام کو پہونچی۔ سلطنت تیموریہ کے ضعف و زوال پر سہسوان رُہیلہ کی حکومت سے نکل کر نواب شجاع الدولہ وزیر سلطنت وصوبہ دار اودھ کے زیر حکومت ہوگیا آخر کار بائیس سال کے بعد ۱۱۷۴ھ مین بعہد نواب سعادت علی خان والی لکھنؤ و اودھ ملک روہیلکھنڈ بقبضۂ گورنمنٹ انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی آگیا اور بلحاظ خوبی موقع و عمدگی آب و ہوا و کثرت شکار سرکار نے سہسوان کو صدر مقام ضلع بنایا اور ایک مدت تک اِس حال پر رہا بعدہ ۱۲۵۳ھ مین دفتر ضلع بدایون کو منتقل ہوا شہر کا موجودہ جغرافیہ

[1] آپ حضرت سید سالار مسعود غازی رح کے معتمد خاص و مشیر نظام فوجی تھے جو ۴۲۴ھ کو ہند مین تشریف لاکر بجہاد و غزا اعلاے کلمۃ اللہ فرماتے رہے۔ از اخبار الاخیار مؤلفہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی ۱۲ منہ۔

یہ ہے کہ آبادی بتیس ہزار نفوس ہے مسلم و ہنود تقریباً مساوی تعداد مین ہین اور مسلمانون مین بجز مذہب سنت و جماعت کے دوسرا فرقہ نہین ہے ہنود کی حالت تعلیمی و اقتصادی رو بترقی ہے آبادی کے اکثر محلے غیر متصل ہین مساجد بکثرت و آباد ہین ولله الحمد۔ قاضی محلہ مخصوص اہل اسلام و شرفاے سادات و شیوخ کا ممتاز مسکن ہے ثروت و وجاہت و علم و فضل و عزت مین خاص حیثیت رکھتا ہے۔ سہسوان سے بجانب جنوب پانچ چھ میل پر دریاے گنگا موجزن ہے بحالت طغیانی یہ فاصلہ کم ہوجاتا ہے۔ لطافت آب و ہوا و اعتدال موسمی کے باعث وبائی امراض دیگر مقامات کی طرح یہان نہین پھیلتے فصلی تغیرات کا اثر بھی کم ہوتا ہے حشرات الارض و موذی جانورون کی بہت کمی ہے۔ لوگ عموماً ذکی و ذہین علوم و فنون و صنعت و حرفت سے فطری مناسبت رکھتے ہین۔ اکثر نام آور تحصیل کمال و کسب ہنر مین یگانۂ آفاق گزرے ہین اسی لئے اہل نظر سہسوان کو خطۂ یونان کے لقب سے پکارتے اور اس سرزمین کو دیگر مشہور قصبات و بلاد مردم خیز پر ترجیح دیتے ہین۔ یہان کے تمدن و تہذیب و ترقی علم و فضل کی مجمل تاریخ یہان سے شروع ہوتی ہے کہ سہسوان مین سادات کرام کی آمد ساڑھے چار سو سال سے بماموری عہدہ ہاے جلیلہ قضا و انتظام ملکی و فوجی منجانب دربار سلاطین اسلام ہوئی اور خدمات مفوضہ کی وجہ سے ان حضرات کا قیام یہان ہوا رفتہ رفتہ بعد حصول جاگیرات و معافیات مستقلہ و حقوق وراثت منصب و جاگیر سلسلۂ سکونت بالاستقلال قائم ہوگیا۔ اولاً زبدۂ سادات عظام حضرت مولٰنا خواجہ سید محمد اسمٰعیل بن صفوۃ الاولیا حضرت ملک العلما[1] خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ نقوی مودودی چشتی قدس سرہما جنکا خاندان آغاز عہد سلاطین

[1] آپ نے دربار سلاطین لودھی سے خطاب ملک العلما پایا اور ہمراہی صاحبزادہ خود بھی رونق افروز سہسوان ہوئے اور یہین وفات پائی ۱۲ شرف السادات۔

اسلام دہلی[1] سے دربار شاہی مین معزز و محترم چلا آتا تھا اور اُنکے آبا و اجداد قدیم سے مخدوم و مقتدائے انام و ندیم و مشیر سلاطین عظام رہے تھے عہد سلطان سکندر[2] شاہ لودھی بن سلطان بہلول مین بحصول جاگیر و منصب قضا یہان تشریف لائے اور مقیم ہوئے۔ آپ نے کمال دیانت و معدلت و زہد و ورع و پابندی شریعت غرا کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے اور مکارم و فضائل کسبی و تقدس و نجابت وہبی کے سبب دربار سلطانی مین آپ کا اکرام و احترام بخلوص عقیدت و ارادت کیا جاتا تھا اور مراتب و مناصب و جاگیر و معافیات دوامی نسلاً بعد نسل عطا ہوتے رہے چنانچہ جناب ممدوح کی وفات کے بعد آپ کے خلف رشید حضرت خواجہ قاضی القضاۃ مولنا سید محمد عبدالشکور شہید رح جو کمالات علمی و عملی و برکات ظاہری و باطنی مین مثل آبائے کرام فائق الاقران تھے باضافہ منصب و مواضع[3] معافیات دائمی مسند قضائے سہسوان و مضافات پر متمکن ہوئے اور اس خطہ کو اپنا وطن و مسکن بنایا۔ ان ہر دو بزرگ رم کی توجہ و برکات سے یہان کی حالت مین نمایان تغیر ہوا پدر و پسر کی پنجاہ سالہ کوششون نے اہل سہسوان کو شاہراہ تہذیب و تمدن پر لا ڈالا ہزارہا کفار ہنود کو مومن اور مومنون کو متبع شریعت بنادیا سیکڑون جاہل آپ کے فیض سے اہل علم و فضل ہوگئے

---

[1] حضرت خواجہ سید محمد خطیر رح جو جناب قاضی محمد اسمٰعیل رح کی ساتوین پشت ماقبل ہیں ۷۰۰ھ مین شہزادۂ محمد شاہ شہید ولیعہد سلطان غیاث الدین بلبن کے اتالیق و معتمد خاص امور ملکی و فوجی تھے جاگیر ملتان و پنجاب کا عہدہ انتظام کیا جنگ تاتار مین سخت زخمی ہوئے اور محمد شاہ شہید ہوا پھر غیاث الدین نے آپکو وزیر بنایا آپکی سعی سے کیخسرو بن محمد شہید ولیعہد ہوا مگر بعد وفات غیاث الدین امرا نے معزالدین کیقباد کو تخت نشین کیا اور ولیعہد شہید کیا گیا اور خواجہ صاحب کو داخلہ دہلی کی ممانعت ہوئی۔ جب سلطان جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۸۸ھ مین آپ کو پھر عہدۂ وزارت دیا بعد علاء الدین خلجی نے بھی خلعت وزارت بیش کیا عبارت مقالۂ دوم تاریخ فرشتہ یہ ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید خطیر را کہ بہ نیکی ذات و پسندیدگی صفات و اصابت رای و رزانت فکر ملکی و فوجی اشتہار کمال داشت بعہدۂ وزارت ممتاز گردانید و مہمات و قوام سلطنت برای صوابدید آنحضرت واگزاشتند

[2] خواجہ سید محمد اسمٰعیل بعہدۂ قضائے سہسوان ۹۱۷ھ مین مامور ہوئے سکندر شاہ لودھی نے ۹۱۷ھ سے ۹۲۳ھ تک سلطنت کی اس

[3] آپ کو علاوہ معافیات و جاگیر موروثی ۴۰ گانون سرکشتہ دربار شاہی سے بطور معافی دوام نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوئے سند فرمان سلطانی موجود ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سہسوانی۔

طلبۂ علم مقامات دور دور دراز سے آکر یہاں مستفید ہوئے اور طالبان معرفت وحقیقت کو ہدایت کی روشنی مین منزل مقصد کا پتا ملا۔ الحاصل حضرت قاضی القضاۃ مورث اعلاے سادات موودویۂ سمسوان خواجہ سید عبدالشکور شہید رح نے غایت احترام و وجاہت دینی ودنیوی وافادۂ خلق اللہ وفصل خصومات وعدل وسیاست شرعی کے ساتھ قریب تیس سال کے وسادۂ قضا وحکومت کو رونق دی آخرکار بروز جمعہ یوم عاشورا ے محرم ۹۴۷ھ مین بعض اشرار جہال کے ہاتھ سے مسجد قاضی محلۂ چوک مین بحالت تلاوت قرآن شریف شربت شہادت نوش فرمایا۔ مادۂ تاریخ (بے شبہ شہید شد) ہے آپ ضرب تیغ سے شہید ہوئے اور بیگناہ خون کے قطرے اوراق مصحف مجید پر گرے جو تبرکاً ابتک محفوظ ہے مرقد شریف مسجد چوک مین ہے۔ اسی سال ہندوستان کی سلطنت مین انقلاب عظیم رونما ہوا نصیر الدین محمد ہمایون کی حکومت کا دور اول ختم ہوکر شیر شاہ سوری مالک تاج وتخت ہوا قاضی صاحب شہید رح کے عم نامور حضرت خواجہ سید عبداللہ معروف بشاہ پنجمین حاکم سنبھل کی داد خواہی پر قاتلون اور مفسدون کو سزاے مناسب دی گئی۔ آپ کے پانچ صاحبزادے جو سپہر مجد وکمال کے رخشندہ ستارے حایۂ فضائل صوری ومعنوی سے مزین تھے بہ تجدید فرامین سلطانی وارث مناصب جلیلہ قضا وافتا وتولیت اوقاف وحکومت مالی وملکی ہوکر موردانعامات وخلعت وجاگیر ہوئے۔ اسماے سامی یہ ہین۔ مولنا قاضی محمد صالح۔ مولنا مفتی محمد فاضل۔ خواجہ صدرالدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بنگی مولنا محمد قاسم۔ مولنا محمد ہاشم رحمہم اللہ تعالے۔ یہ سب حضرات دربار سلاطین عصر مین

---

۱ ہمایون ۹۳۷ھ سے ۹۴۷ھ ماہ رجب تک دس سال بادشاہ ہندوستان رہا پھر بسبب غلبۂ شیر شاہ افغان یکایک بھاگ کر ایران چلا گیا پھر دوبارہ ۹۶۳ھ مین ہندوستان پر متصرف ہوکر چند ماہ حکومت کی اسکی وفات کے بعد جلال الدین اکبر تخت نشین ہوا ۱۲ منہ۔

۲ نسخۂ کتاب بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی آپ کے دست مبارک کا لکھا ہوا بوسیدہ وکرم خوردہ ناتمام مین نے دیکھا خاتمہ کے ورق پر ۹۹۲ھ ہجری درج ہے کاتب نے جابجا اپنے محققانہ حواشی کتاب پر لکھے ہین عبارت خاتمہ مع نام ونسب کاتب ومہر ودعاے ختم مندرج ہے ۱۲ سید اعجاز احمد سمسوانی عفی عنہ۔

بزمرۂ علمائے دین و اولیائے متقین و ارکان و اعیان سلطنت مقرب و محترم رہے جیساکہ اسناد و فرامین و شقہ ہائے ہمایونی و اکبری و جہانگیری سے ثابت ہے اِن کے بعد اِن کے اخلاف بھی دربار شاہجہانی و عالمگیری وغیرہ مین معزز و معتمد اور مناصب موروثی پر فائز رہے۔ زمانہ مابعد مین یعنی آج سے سو سال کے اندر بذریعۂ کسب معاش و حصول امارت و ریاست بعض سادات مودودیہ شکوریہ نے دور و دراز شہرون مین سکونت اختیار کی اور اب اِن کی اولاد و احفاد بعزت و احترام وہان مسکن گزین ہے مثلاً ریاست بڑودہ۔ گجرات و لکھنؤ۔ و بانس بریلی۔ و مراد آباد وغیرہ مین علم و فضل و ثروت و عزت مین محسود زمانہ ہین حضرت قاضی صاحب شہید رح کی نسل اُنکے فرزندون کی جانب منسوب ہوکر پانچ قبائل مین منقسم ہے۔ صالحی فاضلی۔ حاکمی۔ قاسمی۔ ہاشمی۔ ان سب خاندانون مین گزشتہ چار سو سال کے اندر بڑے بڑے نامور حکام و رؤسا و اُمرا اور جلیل القدر علما و فضلا جامع علوم عقلیہ و نقلیہ و صلحاے متقین و اولیاے کاملین ابدال و اقطاب زمانہ و اتقیاے حاذق و شعراے نازکخیال و نشیان انجوبہ نگار و غازیان صف شکن و شجاعان تیغ زن تعداد کثیر مین شہرۂ آفاق ہوئے اور ان کے کمالات کی برکت اور فیضان صحبت سے دیگر قبائل شہر و مردمان وطن نے بھی ترقی کے زینہ پر قدم رکھا اور بنیع فضائل علمی و عملی ہوئے مگر افسوس کہ اُن اسلاف باکمال کے جانشین زمانۂ حال مین النادر کالمعدوم کا حکم رکھتے ہین اور تقریباً پچاس سال سے ابواب فضائل علوم و فنون مسدود اور ترقی دینی و دنیوی کے وسائل مفقود نظر آتے ہین علماے نام آور کی اولاد تغیرات زمانہ کے شکوہ سنج اور صلحا و اولیا کی ذریت تلاش وجود معاش مین خستہ حال ہے اُمرا و رؤسا کے اعقاب پریشان روزگار اور دلیران شیرافگن کے اخلاف زمانہ کے ہتر ستم کا شکار ہین۔ اب نہ کوئی باکمال بزرگون کے نام کو لوچھتا ہے

نہ کہین شرافت و نجابت بکتی ہے سلف کے آثار کمال مٹ گئے کتبخانے برباد ہوگئے قیمتی و نادر روزگار کتابین ردی مین فروخت ہوئین مسودات قلمی بیاضہائے تاریخی و علمی بوسیدہ ہوکر خاک ہوگئین غرضکہ ہماری منزل مقصود کا پتا دینے والے بھی یکسر نابود ہوگئے اور اخلاف کو ان کے اسلاف کے علمی و عملی کارنامے بتانیوالا بھی کوئی نہین رہا اور باوجود سخت جدوجہد و کمال جستجو تالیف کتاب ہذا کے لئے صرف حالات علما و فضلا بھی کمابینغی دستیاب نہوسکے اور۔ بحکم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ مَا تَیَسَّرَ پر قناعت کرتا ہون۔ یہان یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ اِس ناچیز تالیف کا مآخذ مندرجۂ ذیل ذرائع مین محدود ہے۔ اوّلاً بزرگان ثقات کی معتبرہ روایات اور اُن کے چشم دید حالات متاخرین ثانیاً اسناد و فرامین شاہی جو ابتک بفضلہٖ اعیان خاندان کے پاس محفوظ ہین ثالثاً کتاب شرف السادات تالیفۂ حضرت عم مکرم سیدنا و مولٰنا عارف باللہ حکیم سید نذیر احمد شاہ مودودی چشتی قدس سرہ الباعیاض مشتمل بر مضامین مفیدۂ مہمۂ مثل تحقیق نسب سادات مودودیہ و شجرۂ بزرگان و سیر بعض علما و صلحاء قلمی یادگار حضرت اخی المعظم علامہ حاجی مولٰنا سید محمد عبدالباری رحمہ اللہ تعالےٰ خامساً اپنی تحقیقات اور اساتذۂ کرام کی معلومات اور یہ زیادہ تر فضلاے متاخرین کے حالات مین ہے اور مصنفات

لہ خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان حضرت سیدنا قطب الدین مودود چشتی نقوی رضی اللہ عنہ قاضی سید محمد عبدالشکور شہید رحمہ کے شجرۂ نسب مین پندرھوین پشت ہین اور حضرت خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ بواسطہ سے امام عالیمقام حضرت علی نقی علیہ و علےٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتے ہین مزار اقدس مقام چشت مین ہے جو ہرات سے بجانب شمال دو منزل ہے سال وفات ۵۲۷ھ بعہد سلطان معزالدین سنجری ہے آپکی اولاد مین یہ کرامت مشہور و آزمودہ ہے کہ سگ دیوانہ اور سانپ کا زہر آپر اثر نہین کرتا اور اگر کسی سگ گزیدہ کے زخم پر وہ اپنا لعاب دہن لگا دین یا اُسکو کھلا دین تو وہ بھی اچھا ہوجاتا ہے ہزارہا بندگان خدا اس دوا سے الحمدللہ فائدہ اٹھا رہے ہین مشاہدات کا انکار نہین کیا جاسکتا اور کرامات الاولیا حق عقیدۂ اسلام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ سے خلق کثیر بطریق معرفت مین فیضیاب ہوئی اور آپ کی اولاد مین بھی بڑے بڑے بزرگان دین و اولیاے کاملین علما نامور ہوئے ہندوستان مین و ربلاد سلاطین اسلام مین ہمیشہ زیر و امیر و وزیر و مشیر رہے اور مناصب رفیعہ و مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ منہ ۱۲۔

اہل علم و آثار متبرکہ علمیہ ما بین مسودات مبیضات سے صرف ان کا ذکر لکھا ہے جو مطبوع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہین یا اپنے و دیگر اعزہ وطن کے کتب خانون مین خود فقیر کی نظر سے گزرے ہین یا عزیز گرامی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہٗ ربہٗ نے بچشم خود دیکھین ما و شما کے مقالات اور عام لوگون کی روایات پر کان نہین دھرا اور مہما امکن شاعرانہ مداحی و متعصبانہ نکتہ چینی اور عبارت آرائی سے اجتناب ملحوظ رکھا اگر اہل وطن اسکو دیکھین اور سبق عبرت لین تو اُن کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہین۔

(۱) حضرت مولانا سید صدر الدین محمد حاکم الملقب بشاہ ولایت بندگی رحمہ اللہ

آپ قاضی القضاۃ خواجہ سید محمد عبد الشکور شہید نقوی مودودی چشتی رح کے تیسرے فرزند ہین۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ یہ پانچون بھائی جو اجداد سادات مودودیہ سہسوان ہین سب علوم و فنون ظاہری و باطنی و فضائل صوری و معنوی مین مثل اب و جد رح یگانہ و شہرۂ آفاق تھے ہر ایک نے مسند علم و ارشاد پر رونق افروز ہو کر افادۂ علوم و ہدایت خلق و تبلیغ اسلام مین عمر عزیز صرف فرمائی اور بندگان خدا کو چشمۂ فیوض و برکات سے دور دور تک سیراب کیا۔ چونکہ حقیر کو ان حضرات کے تفصیلی حالات و سنین ولادت و وفات بہم نہ ہو سکے اس لئے صرف بنا بر قبولیت عام و حسن عقیدت اہل عصر آپ کی ذات قدسی صفات کو منتخب کیا اور حالات ضروری بسعی تمام حاصل کیے۔ آپ کا زمانۂ تولد قریب سنہ ۹۴۰ھ ہے بعد شہادت والد بزرگوار رح برادران معظم سے تحصیل علوم ظاہری کی بعد دار الخلافہ دہلی کا سفر کیا اور وہان بقیہ درس حد تکمیل کو پہونچا کر بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی خلیفہ اکبر شیخ المشایخ حضرت عبد العزیز شکر بار قدس سرہٗ کے ہاتھ پر کی اور اجازت و خلافت بحصول خرقہ و تاج

لیکر[1] سہسوان تشریف لائے۔ درس علم و وعظ و ارشاد خلق مین زیادہ وقت صرف فرماتے اور خاص اوقات مین عبادت و مجاہدہ و ریاضت مین مشغول ہوتے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے اور درجہ فضیلت کو پہونچے آپکے چھوٹے بھائی مولنا سید محمد ہاشم تلمیذ رشید صاحب درس و فیض عام ہوئے آخر مین آپنے کنج عزلت اختیار فرمایا اور خدمت[2] تولیت اوقاف بلدۂ سہسوان اپنے بھائی مولنا سید محمد قاسم رح کو تفویض فرمائی اور مسند درس و تدریس مولنا محمد ہاشم رح کو عنایت کی آپکی برکات ظاہری و باطنی و کرامات و خرق عادات کا شہرہ عالمگیر ہوا اہل حاجت رؤسا و امرا و وزرا تک خدمت باسعادت مین حاضر ہوکر ملتجی دعا ہوتے تھے آپ کے متعدد خلفاے مجاز ہوئے جنسے سلسلۂ بیعت و ارادت جاری رہا وسعت و تبحر علوم و فنون مین بھی اپنا مثل نہین رکھتے تھے۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند مریدین و معتقدین کے ساتھ زیارت قبور و فاتحہ خوانی کے لیے آبادی سے سمت جنوب تشریف لے گئے اور اُس موقع پر جہان میران صاحب شہید کا مزار ہے پہونچے اور ہمراہیون سے فرمایا کہ یہان ایک مجاہد شہید دفن ہین اور انھین کے پہلو مین انکا گھوڑا مدفون ہے یہ کہکر حضرت سید محمد ابراہیم شہید رح اور انکے گھوڑے کے مدفن کا نشان زمین پر بنا دیا اور اُنکے حالات بیان فرمائے لوگون کو نہایت تعجب ہوا بعض امراے دربار سلطان جہانگیر جو حلقۂ مریدین مین اس وقت ہمرکاب تھے تعمیر مقبرہ و احاطہ مین ساعی ہوئے چنانچہ بحکم بادشاہی وہ عمارت عظیم الشان معہ مسجد وغیرہ بہت جلد تیار ہوگئی کما ذکرناہ سابقًا اس سے پہلے کسی کو واقعات اور نام و نشان قبر و صاحب قبر معلوم نہ تھا۔ ایک مقرب ندیم بادشاہ جہانگیر کو خدمت با برکت مین خاص عقیدت و ارادت تھی اور انجام کار وہ بزرگ دربار شاہی سے قطع تعلق کرکے آستانۂ عالی

[1] شرت السادات ذکر حضرت شاہ محمد حاکم بندگی رض ۱۲ منہ [2] بیاض حضرت اخی المعظم علیہ الرحمۃ ۱۲

حاضر ہوئے اور اپنی آخر عمر تک خدمت اقدس مین رہے اور یہیں ہی مین وفات پائی قبر متصل مزار میران صاحب شہید ہے۔ آپ کی برکات و کرامات کثیرہ مشہور و زبان زد خاص و عام ہین اس مختصر مین لکھنے کی گنجایش نہین وفات شریف بعمر ۹۶ سال سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین بماہ جمادی الاخریٰ ہوئی مرقد مطہر اندر احاطۂ مسجد پیرزادگان قاضی محلہ مین ہے مقبرہ پختہ ہے۔ آپ کا لقب شاہ ولایت ہے خاندان مین مدت تک سجادہ نشینی کا سلسلہ جاری رہا معافیات و تولیت وقف خیر آپ کی اولاد مین ابتک موجود ہین اسناد معہ فرامین شاہی متعدد ہین۔

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ ولایت نتیجہ طبع عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہٗ ربہٗ

چو گشتہ رہگرائے عالم قدس	محمد حاکم ملک ہدایت
پئے سال وصالش گفت معجز	کبیر اولیا شاہ ولایت
	۱۰۳۳ ھ

(۲) حضرت مولنا خواجہ شاہ محمد عطاء اللہ ثانی قدس سرہٗ بن مولنا سید محمد ہاشم رح

آپ حضرت شاہ ولایت رح کے حقیقی بھتیجے اور علوم ظاہری و باطنی مین آپ کے تلمیذ رشید و مرید و خلیفہ اکبر ہین اولیاے کاملین و عرفاے واصلین مین آپ کا مرتبہ اعلےٰ و ارفع ہے بعد وفات مرشد شریعت و طریقت حضرت شاہ ولایت رح آپ مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے چونکہ حامل فضائل صوری و معنوی تھے طلبۂ علوم

لہ کتاب ہذا مین اکثر قطعات تاریخ اُردو و فارسی و عربی و مادہ ہاے تاریخ آیات قرانی اسی علامۂ زمان و محسود دوران کے نتائج طبع ہین جو فی البدیہہ بفرمایش راقم الحروف تصنیف و استنباط فرماتے ہین و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۱۲ منہ

ظاہری و مشتاقان فیوض باطنی کو یکسان مستفید فرمایا اور مرجع خلائق و مقتدائے عالم ہوئے۔ مریدین و طلبہ علم کو ہمراہ لیکر اکثر غزوات و جہاد فی سبیل اللہ کیئے اور کفار و مشرکین کو بارہا شکست دی اعلاے کلمۃ الحق و اشاعت اسلام بزبان ارشاد و تیغ و سنان کوشش بلیغ فرمائی کفار ہنود بتعداد کثیر آپ کے دست مبارک پر بطیب خاطر ایمان لائے اور صدہا منکرین و مشرکین بمعائنۂ کرامات و خوارق عادات مشرف باسلام ہوئے شرف السادات مین لکھا ہے کہ "حضرت شیخ نور الدین بزرگ سنبھلی نے کتاب اسرار العارفین مین آپ کے حالات و کمالات و کرامات و فضائل علمی و عملی کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے" افسوس کتاب مذکور باوجود تلاش محرر سطور کو نہ ملی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مدت تک آپ کی یہ شان رہی کہ کبھی جذب و سکر کا غلبہ ہوگیا اور کبھی سلوک غالب آگیا اور اس زمانہ مین ریاضت و عبادت جنگل مین پسند فرماتے اور شب و روز وہین مقیم و شاغل رہتے آپ کی ہیبت و رعب سے عموماً دلون پر اثر ہوتا تھا وفات آنجناب بعمر نود سال سنہ ۱۰۹۴ ہجری مین ہوئی کذا فی شرف السادات مزار مقدس وطن مین آپ ہی کی تعمیر کردہ مسجد کے متصل پختہ حجرہ کے اندر ہے قبر پر نہایت رعب و جلال برستا ہے

قطعۂ تاریخ وفات شریف ثمرۂ فکر عزیز معجز سلمہ ربہ۔

چو آن سرور اولیاے گرامی	خرامید در صحن بستان رضوان
چو تاریخ جوئی پئے سال رحلت	ز معجز بشنو۔ نخبۂ اہل عرفان

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولنا مفتی سید ابو محمد بن حجۃ اللہ مولنا مفتی سید محمد عاقل فاضلی رحمہما اللہ

آپ جد محرر سطور کے جد عالی منزلت تھے ولادت شریف اوائل صدی دوازدہم ہجری

عہد سلطان محی الدین عالمگیر غازی[1] مین ہے آپ اہل بیت علم و دودمان فضل و کمال سے تھے۔ علوم معقول و منقول و فروع و اصول کے امام اور کمالات و فضائل صوری و معنوی مین مشار الیہ انام تھے علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام و اصول مین مجتہد اور احیاے سنت و ردّ بدعت و وعظ و ارشاد خلق مین دین برحق کے مجدد تھے تحصیل علوم و فنون اپنے والد علامہ رح سے فرمائی اور بعد وفات آن حضرت وارث درس و افادہ و منصب افتا ہو کر خلق اللہ کو فیوض و برکات سے متمتع[2] فرمایا عہد بادشاہ محمد شاہ غازی مین پچیس[25] سال تک فرائض شرعی انجام دیے اور سنہ ۱۱۵۵[3] ہجری کے قریب وفات پائی چند شقہ و پروانجات شاہی اور ایک فرمان مسجل بمہر سلطانی آپ کے نام کا ہنوز موجود ہے جس سے آپ کی جانب بادشاہ کی عقیدت مخلصانہ اور آپ کی حالت زہد و دیانت و فضل و تقدس ظاہر ہوتی ہے آپ کے بعد خلف رشید آپ کے مفتی خواجہ سید نظر محمد رح تمکن مسند افتا ہوئے

(۴) ہز ببیشۂ ولایت حضرت مولنا خواجہ[4] مفتی سیّد شاہ نظر محمد نقوی مودودی چشتی قدس سرہٗ

ولادت باسعادت تقریباً سنہ ۱۱۴۰[4] ہجری مین ہے۔ چودہ[14] سال کی عمر مین آپ علوم درسیہ متداولہ و حفظ کلام الٰہی سے فراغ حاصل کر کے رموز طریقت و معارف حقیقت کی جانب مائل ہوئے اور مجاہدۂ نفس و تزکیۂ باطن و ریاضت و شغل خلوت مین فرمانے لگے عمر شریف کا پندرھواں سال تھا کہ بعد قضاے حضرت والد علامہ رح مسند افتا پر بفرمان سلطانی متمکن ہوئے چندے علوم ظاہری کے درس و افادہ پر متوجہ رہے بعدہ بو نور جذبۂ ذوق معرفت یکایک گھر سے نکل گئے اور بارہ[12] سال تک کسی کو

[1] وفات عالمگیر غالباً سنہ ۱۱۱۸ ہجری ۱۲ منہ [2] از بیاض حضرت برادر معظم قدس سرہ ۱۲ منہ [3] والد ماجد جد راقم تھے ۱۲ منہ

آپکا پتا معلوم نہوا طلبۂ علم و اعزّہ و اہل وطن تلاش مین جا بجا سرگردان رہے۔ آپ اس دوران مین باشارۂ غیبی بواسطۂ مرشد اول یعنی خواجہ شاہ محمد رمضان اللہ سہاوری قدس سرہٗ اُنکے شیخ خواجہ شاہ محمد سیف اللہ رحمہ اللہ کی خدمت مین مقام سلون[۵۱] مین پہونچے یہ بزرگ حضرت شاہ سید محمد حمزہ مارہروی[۵۲] قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے آپنے اُن سے بعد بیعت طریقۂ قادریہ اجازت خلافت آبائی حاصل کرکے وطن کا قصد فرمایا اور قریب وطن ایک صحرا مین مقیم ہوگئے اس حالت مین ایک مدت بسر ہوئی پھر پرمیلی جاکر خواجہ شاہ سید علی اکبر مودودی چشتی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا[۵۳] اسکے بعد بھی برسون غلبۂ جذب و استغراق مین جنگل مین مشغول ذکر و فکر و عبادت و مجاہدہ رہے اور بعد افاقہ دولتخانہ پر رونق افروز ہوکر گوشۂ تجرید و توکل و کنج عبادت مین بسر کی فیوض و برکات و کرامات عالی سے اہل طلب مستفید ہونے لگے اور شہرت کمالات نے صاحبان ارادت و عقیدت کو دور دور سے کھینچکر آستانہ پر پہونچایا اہل حاجت غریب و امیر مقامات دور و دراز سے جوق جوق آکر طالب دعا و ملتجی برکت ہوتے تھے آپ نے جاگیر و معافیات موروثی جزو کل کو مصرف خیرات و صرف فقرا و مساکین و مہمانان کے لیے مخصوص فرماکر زہد و توکل کا دامن پکڑا خدمت درماندگان و بیچارگان ذوی القربے و یتامی و محتاجین آپ کا خاص فرض ہوگیا بادشاہ عصر محمد شاہ غازی کو جب اس حالت کی اطلاع ہوئی تو چار مواضع زرخیز آپ کی معافیات قدیم مین اور اضافہ فرمائے فرمان شاہی کے بعض فقرات بلفظہ یہ ہین "شرافت و سیادت پناہ حقیقت و معرفت دستگاہ مفتی سید نظر محمد شاہ گوشہ نشین و متوکل اند و از صرفہ فقرا و مساکین جمعیت خاطر نمیدارند و اوقات بعسرت میگزارند لہذا نظر بر استحقاق شاہ موصوف نمودہ

---

۵۱ مقام سلون جزیرہ جنوب ہند مین مدراس کے قریب ہے ۵۲ قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ ہے ۱۲ منہ
۵۳ جملہ حالات بیعت و شیوخ شرف السادات سے منقول ہین ۱۲

مواضع مفصلۂ ذیل بنابر امر مزبور در وجہ مدد معاش شاہ موصوف نمودہ شد باید . . . . .
بر صرف شاہ ممدوح واگزارند و بوجہ من الوجوہ از محصول آن مزاحم نشوند و بسال
سند مجدد نطلبند" مرقومہ بست و پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۳۱ جلوس والا۔ یہ فرمان
مسجل بمہر شاہی اس وقت موجود ہے ۔۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مولنا مفتی سید
نور احمد صاحب رح کو وارث کمالات ظاہری و عہدۂ افتا اور فرزند اصغر حضرت خواجہ
سید آل احمد شاہ قدس سرہ جد راقم کو خلیفۂ برکات معنوی و صاحب خرقہ بعیت و طریقت
فرمایا جاگیر و معافیات شاہی دونون بزرگون مین تقسیم ہوئین آخر سنہ ۱۲۳۶ ہجری ۱۴ ذیقعدہ
یوم جمعہ کو حضرت کا وصال ہوا مزار شریف مقبرۂ خیظرہ مین زیارت گاہ عام ہے
آپ کے مکاشفات و کرامات و خوارق بوجہ تواتر و شہرت عام محتاج بیان نہین آپکے
خلفا و مریدین کثیر تعداد مین دور دور تک منبع فیوض و برکات و مرشد طریق معرفت
ہوئے بخوف اطالت اُن کے حالات سے اعراض کیا گیا ۔

قطعہ تاریخ مشعر سال وفات تصنیف عزیز علامہ سلمہ ربہ

دلیل راہ حقیقت نظر محمد شاہ		زر حلتش شدہ برپا قیامت صغرے	
نوشت سال سفر معجز از سر الہام		زوال مہر سپہر ولایت کبرے	
		۱۲۳۶ ھ	

(۵) مولنا مفتی سید نور احمد بن قطب الاولیا ہزبر بیشۂ ولایت رحمہما اللہ

ولادت مبارک آخر صدی دوازدہم ہجری قریب سنہ ۱۱۸۰ ھ ہے آپ نے بایماے حضرت
والد ماجد خود طلب علم کے لیے وطن سے رحلت کی۔ مراد آباد۔ رام پور۔ لکھنؤ مین ایک
مدت قیام رہا علامہ بحر العلوم رح و دیگر اساتذۂ عصر کے حلقۂ درس مین کتب معقولہ
و منقولہ سے فراغ حاصل فرمایا دوران طلب علم مین آپ نے شرح سلم قاضی

محمد مبارک اور شمس بازغہ پر تعلیقات و حواشی لکھے جو آپ کے مسودات مین کمنہ و بوسیدہ ملے۔ بعد تحصیل علم آپ مسند افتا پر متمکن ہوئے اور چالیس سال بدیانت و تقوے فرائض منصبی انجام دیے۔ فارسی مین نثر و نظم لکھنے کا خاص ذوق تھا اور ہر دو صنف مین بسرعت و ارتجال تصنیف فرماتے تھے ایک مثنوی گلشن عشق برنگ یوسف زلیخا جامی نتیجۂ طبع والا مجلد ضخیم موجود ہے اُس مین راوی قصہ اپنے فرزند اصغر مولوی سید عسکری رح کو ظاہر کیا ہے اور جا بجا ان سے خطاب ہے۔ آپ کے سامنے آپ کے دو صاحبزادے نوجوان جمیل و وجیہ زیور علم سے آراستہ رہگرائے جنت الماوا ہوئے ایک مولنا سید ظہور احمد جو خلف اکبر تھے اُنکی اولاد پسر موجود ہے سلمہم اللہ تعالے دوسرے مولوی سید ضیاء احمد رح جنکے حسن و جمال صورت کا شہرہ بدرجۂ غایت تھا لاولد فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ تم حضرت مفتی صاحب رح امارت و ثروت خاندانی و وجاہت دینی و دنیوی مین ممتاز اور علم و فضل مین سرافراز تھے آپ کی توجہ و ترغیب سے آپکی اولاد اور برادرزادگان کو بلکہ عام طور پر لوگون مین اکتساب علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ آپ نے ابتداے سال ۱۲۸۰ھ مین رحلت فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالے عزیز علامہ معجز سلمہٗ ربہٗ نے آیۂ پاک عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ سے اعداد تاریخ مستنبط کئے۔

۱۲۸۰ھ

(۶) قدوۃ العارفین حضرت مولنا خواجہ سید[1] آل احمد شاہ بن حضرت

ہزبر بیشۂ ولایت قدس سرہما

آپ جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ سے عمر مین دو سال چھوٹے حقیقی بھائی تھے ابتداے تحصیل علوم ظاہری مین وطن مین شریک درس برادر معظم رہے جب انھون نے وطن سے سفر کیا تو حضرت والد بزرگوار رح کی خدمت مین شب و روز مصروف

[1] جد راقم السطور تھے ۱۲ منہ۔

استفادۂ علوم و اسرار ظاہر و باطن رہے اور بتوجہ آنحضرت رح بعد فراغ درس علوم رسمیہ آپ نے دقائق فن تصوف و تصانیف حضرت شیخ الاکبر بتکرار حل فرمائے فصوص الحکم معہ شرح شیخ محب اللہ الہ بادی و نقد النصوص مولنا جامی ۲۸۷ مرتبہ حضرت کے مطالعہ مین آئی اور پھر خود اُسکی شرح بزبان عربی البیان الکرصوص تصنیف فرماکر حضرت والد مبرور کی خدمت مین پیش کی آپ نے اسکے چند مقامات ملاحظہ فرماکر حکم دیا کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ؎ چنانچہ روزانہ بعد نماز عصر اسکا ایک حصہ آپ سُناتے اور بایماے سامی جابجا محو واثبات فرماتے اس کتاب کے ختم ہونے پر حضرت اقدس نے آپکو ایک مجموعہ اپنی ملفوظات و مقالات خاص کا مرحمت فرمایا اور آپکے حق مین دعاے خیر کی آپنے سفر دہلی فرمایا اور مزار اقدس حضرت شیخ نظام الدین اولیا رح پر تشریف لے گئے خدام آستانہ نے دور تک استقبال کیا اسپر بعض ہمراہیان حضرت نے خدام زیارت سے پوچھا کہ آپ لوگون کو کسنے اطلاع دی ایک بزرگ معمر خادم خاص مزار نے جواب دیا کہ شب کو کسی نے بہ آواز بلند کہا کہ صبح کو ایک شہزادۂ چشت و پیرزادۂ سلطان المشایخ آنے والا ہے چنانچہ ہم سب منتظر قدوم میمنت لزوم برسم استقبال حاضر ہوئے ۔ وہان سے فارغ ہوکر آپ پھر دہلی تشریف لائے اور حضرت مولنا شاہ محمد عبد العزیز قدس سرہ دہلوی سے ملاقات ہوئی شاہ صاحب نے اپنی مسند چھوڑ کر آپ کو باصرار اُسپر بٹھایا اور وقت رخصت کچھ دور تک مشائعت فرمائی القصہ آپ بعد وفات حضرت ہزر بر مسند ولایت مسند نشین خلافت ہوکر قطب الاقطاب عصر و سرآمد اولیاے دہر ہوئے طالبین معرفت و طریقت کو فیوض و برکات روحانی سے مالامال کیا اور بندگان خدا کو کمالات ظاہری و باطنی سے معمور فرمایا کرامات کا دور دراز شہرہ ہوا ۔ بریلی ۔ رامپور ۔ مراد آباد سنبھل ۔ پیلی بھیت سے مشتاقان انوار الٰہی آستانۂ فیض کاشانہ پر حاضر ہوکر حلقۂ مریدین مین داخل ہوتے اور اہل حاجات اپنے مقاصد مین کامیاب ہوکر معتقد خاص بنتے ہر صادر و وارد ابن سبیل و فقرا و مساکین کے لیئے

انتظام خورد و نوش روزانہ موروثی طریقہ پر بصرف کثیر جاری رہا حضرت کے چار صاحبزادے حلیۂ فضل و کمال سے آراستہ اور مکارم صورت و معنی سے متصف ہوئے ہر ایک کا ذکر خیر بجائے خود مذکور ہوگا وصال آن حضرت بن ہشتاد سال سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین ہوا آیہ شریفہ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ مشعر سال وفات مستخرجہ عزیز علامہ سلمہ ربہ ہی وافضائہ

۵۹ ۱۲ھ

قطعۂ تاریخ

عارفِ کامل آل احمد شاہ		بود محو تجلّی یزدان	
گفت معجز چو با احد پیوست[1]		رحلتِ قطب عارفین زمان	
		۱۲۵۹ھ	

(۷) قطب زمن تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن نقوی مودودی فاضلی قدس سرہٗ

بن مولنا حاجی سید محمد عارف علی رحمہ اللہ تعالے آپ بحر زخار علوم ظاہری و باطنی و سرچشمۂ کمالات صوری و معنوی تھے ذات قدسی صفات مصدر کمالات لاتحصے و منبع کرامات و فضائل السنیہ و ملکیہ تھی ولادت شریف تقریباً بارھوین صدی ہجری کے اواخر مین اور بقول بعض تیرھوین صدی کے اوائل مین ہوئی حضرت ہزر بیبیۂ ولایت قدس سرہٗ نے آپ کے والد بزرگوار کو جو کہ حضرت کے قریبی برادر زادہ تھے آپ کے تولد کی بشارت پیشتر سے دی اور فرمایا کہ "اس نفس زکیہ مین کمالات خفیہ و جلیہ کا ظہور کامل ہوگا" اسی لئے حضرت تاج الاولیا رح کو آنجناب رح کی خدمت مین تقرب خاص تھا اور ابتدا سے برکات ظاہر و باطن کا گنجینہ ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے برادر کلان مولنا سید محمد بہار الدین حسن رح

[1] ایک عدد کا نعیمہ ہے ۱۲۔

سفر رامپور

کے ساتھ وطن مین ہوئی کتب درسیہ فارسی وصرف ونحو عربی وغیرہ حضرت والد بزرگوار کی توجہ سے حاصل فرماکر وطن سے ریاست رامپور افغانان بزمانۂ نواب فیض اللہ خان تشریف لے گئے اور مدت قلیل مین تمام کتب معقولہ ومنقولہ علوم متداولہ کمال بحث وتدقیق کے ساتھ مختلف کاملان عصر و اساتذۂ فحول سے حد تکمیل کو پہونچائین [redacted] ضبط وسرعت ادراک وذہن وحافظہ خداداد کی مدد سے ہر استاد فن پر آپ کا نقش فضل وکمال بیٹھ جاتا تھا اہل کمال ہر بحث ومناقشہ مین آپ کو حکم تسلیم کرتے تھے ۔ دقائق ومحاورات زبان فارسی وحل مغلقات واستحضار مصطلحات بدیع ومعمّٰی وعروض وقافیہ وبلاغت مین درجۂ کمال پر فائز تھے حتیٰ کہ استادان فن آپ سے مستفید ہوتے تھے ۔ مُلّا غیاث الدین صاحب غیاث اللغات وشارح سکندر نامہ آپ کے خرمن فضل کے خوشہ چین تھے جب وہان آپ کی شہرت عام ہوئی تو والیٔ ملک نے چند مرتبہ بکمال قدر ومنزلت آپ سے ملاقات کی یہ حالت دیکھکر آپ کے استغنا وزہد نے وہان زیادہ قیام کی اجازت آپ کو ندی اور دفعۃً رامپور سے دہلی کا قصد فرمایا یہان درسگاہین طلبۂ علم سے معمور تھین علوم تفسیر وحدیث وادب ومعقول وریاضی کے دریا بہ رہے تھے حضرت مولنا شاہ عبدالعزیز ومولنا شاہ رفیع الدین ومولنا شاہ عبدالقادر ابنائے مجدد الوقت مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالےٰ مسند درس وافادہ پر رونق افروز تھے آپ نے مذکور الصدر حلقون مین شرکت فرمائی اور حظ کامل حاصل کیا فنون حکمیہ وریاضیہ مین وہ مہارت تامہ پیدا ہوئی کہ خود حضرت استاد مولنا شاہ محمد رفیع الدین رح آپ کی مدح رسائی ذہن فرماتے اور متحیر ہوکر طلبہ سے آپ کی قوت ادراک کا بار بار ذکر کرتے آپ کے جملہ اساتذہ واہل علم آپ کی سیادت ونجابت وورع وتقدس کے باعث نہایت احترام واکرام کرتے تھے اور مولنا شاہ عبدالعزیز رح

سفر دہلی

الحاصل

آپ کو موید بالقوۃ القدسیہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے - اسی دوران مین آپ دقائق فن تصوف و نکات معارف اپنے مشائخ عظام سے حل فرماتے رہے آپ نے بعض کتب منتہائیہ مولنا محمدؐ بزرگ علی مارہروی رح سے استفادہ فرمایا جو کہ کبار فضلاے مشاہیر سے متوطن فرخ آباد تھے مولنا سید[1] عبدالحسیب صاحب رح فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولوی شیخ امام بخش صہبائی سے بعض مصطلحات زبان فارسی پر آپ سے بحث ہوئی آخرکار جانبین کی ردو قدح حضرت مولنا شاہ محمدؐ عبدالعزیز رح کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسکا فیصلہ مولنا سید تاج الدین صاحب کے موافق فرمایا علمی مناسبت طبع و ملکۂ فطری کا یہ عالم تھا کہ جس فن مین کلام فرماتے اُسی کے امام و محقق معلوم ہوتے تھے - الحاصل بعد تکمیل علوم درسیہ و رسمیہ و تحصیل فنون غریبہ و دقیقہ و قطع منازل معرفت و حقیقت و طی مراحل مجاہدہ و ریاضت وطن مالوف کو مراجعت فرمائی اور باصرار بعض اعزۂ بزرگ آپ کا عقد نکاح ہوا طبع وارستگی پسند کا پابند علائق ہونا دشوار تھا اُسپر توجہ و التفات کا تقاضا اور پھر اہل قرابت جدیدہ کی ناگوار طبع ادا مین آپ کب برداشت کر سکتے تھے نوراً راہ غربت اختیار کی اور کچھ مدت کے بعد طلاق بذریعۂ تحریر واقع ہوئی - اس آزادی نے کیفیت باطنی و ذوق معرفت کو ترقی دے کر مرشد طریقت سے جا ملایا تزکیہ قلب و تصفیہ باطن و ریاضت نفس و مجاہدات مین مشغولیت ہوئی اور مدت دراز تک بیابان و کوہ و صحرا مین اوقات گزاری فرمائی سفر بلاد دور و دراز اختیار کیا جاذبۂ شوق نے حرمین شریفین کی جانب رہنمائی کی اور براہ غشکی کابل و ایران و عراق کے شہرون اور مواضع مین قیام کرتے ہوئے ملک حجاز مین پہونچے اور کئی سال وہان اقامت و سفر مین بسر ہوئے - اب

[1] آپ کا ذکر خیر اس کتاب مین مندرج ہے ۱۲ منہ

حالت مین تغیر ہوا اور اطمینان قلب کے ساتھ وطن کو معاودت فرمائی قدوۃ الاولیا حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہٗ بیان متمکن مسند رشد و ہدایت و قطب دائرۂ عرفان و کرامت تھے برعایت کفو و قرابت و اجتماع مکارم و فضائل لاتعد آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی کے ساتھ منعقد فرمایا یہ بی بی ولیۂ صالحہ ثانیہ رابعہ بصری تھین ازدواج موافق مزاج واقع ہوا کنج قناعت و توکل و گوشۂ طاعت و ریاضت مین ایک دوسرے کا رفیق و دمساز تھا۔ آپ نے اسکے بعد وطن سے باہر قدم نہ رکھا اور تقریباً پچاس سال کامل زاویۂ تجرید و تفرید مین بے ہمہ و باہمہ بسر ہے حالت یہ تھی کہ نہ تعلقات قرابت و یگانگت مین کوئی خاص دلچسپی ظاہر ہوتی تھی نہ آپ کے یہان پیری و مریدی کا سلسلہ تھا نہ تعلیم و تدریس طلبہ علم کی پابندی تھی نہ وعظ و تلقین طالبان و معتقدان کا مشغلہ تھا نہ مجامع و مجالس علما و فضلا مین آمد و رفت تھی نہ اہل قرابت سے زیادہ ملنا جلنا نہ اعیان شہر و امرا و رؤسا سے ملاقات طالبان زیارت و مشتاقان فیوض و برکات و اہل حاجات دولتکدہ پر حاضر ہوکر انوار جمال سے مستفید ہوتے اور عرض مطالب کرتے خواہشمندان فیوض علمی کو اکثر آبادی کے قریب بیابان اور جنگلون مین استفادہ کا موقع ملتا تواضع و انکسار و فروتنی کی کوئی حد نہ تھی سوکھی لکڑیان جو جنگل سے خود چن کر گھر لاتے قریب شہر پہونچکر طلبۂ علم و معتقدین ہمراہیون کے ہاتھون سے باصرار تمام خود لے لیتے تاکہ آبادی مین اندر اُن کو عار و کسر شان نہو۔ کبھی کسی سے خود کلام کرنے مین سبقت نفرماتے ہمیشہ خاموشی قفل دہن ہوتی با این ہمہ لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و خوش طبعی سے محظوظ فرماتے۔ ہر وقت مراقب و صامت و فکر قلبی مین مشغول و محو تجلیات عرفان رہتے بظاہر معمولی حالت کے انسان اور حقیقت مین جنیدؒ و بایزیدؒ

تزویج

قرار عزلت

خصائص

لہ راقم کی حقیقی پھوپھی تھین غفرلہا اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

استحضار علوم

وقت وقطب الاقطاب دوران تھے اہل زمانہ کی ظاہر بین آنکھیں آپ کے نفس قدسی کے کمالات کا اندازہ کرنے سے قاصر رہیں۔ استحضار علوم ظاہری باوجود ترک مشاغل درس ومطالعہ لاریب خرق عادت وکرامت تھا علوم رسمیہ وفنون غریبہ میں عموماً بلکہ خداداد تھا جودت حافظہ وقوت ادراک ومناسبت فطری سے ہمیشہ فضلاے عصر انگشت بدندان رہتے اور آپ کی امامت وفضیلت علمی کا اعتراف کرتے مسائل دقیقہ ومباحث مہمہ ومغلقہ جنکے حل کرنے سے مشاہیر اہل فن عاجز ہوتے یا اہل علم میں جب کسی مسئلۂ دقیق یا مغلق عبارت پر نزاع واقع ہوتا تو آن حضرت فوراً بکمال متانت وسہولت مختصر عبارت میں اصل مطلب ارشاد فرما کر تمام شکوک واعتراض رفع فرما دیتے جس سے ہر ایک مطمئن ہوجاتا برہان المتکلمین حضرت مولانا سید امیر حسن صاحب محدث رح وعلامہ تحریر مولانا شیخ محمد لبشیر رح اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ استحضار وتبحر علوم وفنون وقوت ذہن وحافظہ منجملہ کرامات اولیا وکمالات وہبی ہے۔ بعض اساتذہ عصر نے زکی ومستعد طلبہ علم کو کتب منتہائیہ کے مطالب دقیقہ سمجھا کر امتحاناً آپ کی خدمت میں بھیجا اور آپ نے بے تامل حسب عادت چند زبانی الفاظ میں معلم ومتعلم دونوں کی تشفی فرمادی اور کسی کو پھر موقع بحث نہوا ایسا واقعہ بارہا پیش آیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ طلبہ علم صحرا میں یا راستہ چلتے آپ سے مستفید ہوتے تھے اور چند سال یہ وتیرہ رہا کہ بعد نماز عصر مسجد چوک میں ایک جماعت ارباب علم وفضل کی مجتمع ہوتی اور کتب اخلاق وتصوف مثل کیمیاے سعادت واحیاء العلوم ومثنوی معنوی وحدیقہ وفصوص الحکم وغیرہا سے کوئی کتاب پڑھی جاتی اور اسکے خاص مقامات پر باہم بحث وجدال وردوقدح کی جاتی حضرت والا بھی وہاں روزانہ تشریف لے جاتے اور صدر نشین جلسہ ہوتے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض وغایت یہی تھی کہ آپ سے استفادہ کیا جائے چنانچہ جب کسی مسئلہ یا عبارت

دقیق پر باہم نزاع ہو کر ہر جانب سے دلائل پیش ہوتے اور فیصلہ کی صورت ممکن نہوتی تو حضرت توجہ فرماتے اور مطلب حل فرما کر سب کی تسکین کر دیتے۔ بظاہر آپ وجوہ معاش کچھ نہ رکھتے تھے مگر مصارف اہل و عیال مین کوئی عسرت و تنگی کسی کو محسوس نہوئی بلکہ ہمیشہ آپ اور تمام متعلقین بفراغ و اطمینان زندگی بسر کرتے رہے۔ آپکے استغنائے نفس و بے نیازی کے باب مین یہ واقعہ مشہور عام ہے کہ جب دہلی مین آپ کا قیام تھا تو جرمن یا انگلستان سے چند مسائل پیچیدۂ علم ریاضی جو ہندسہ و مساحت سے متعلق تھے بذریعۂ اخبار انگریزی ہندوستان مین پہونچے۔ معزز حکام شہر مین سے ایک یورپین نے برہمنوں بعض علماے مقتدر آپ سے ملاقات کی اور مسائل مشتہرہ پیش کیے اسی کے ساتھ کہا کہ انکے جوابات شافی ملجانے پر مجھے اور آپ کو منفعت کثیر کی اُمید ہے کیونکہ جس جماعت نے اُنکو شائع کیا ہے انعام کثیر کا وعدہ کیا ہے۔ آپ نے وہ سوالات لے لیے اور پھر ملنے کا وعدہ کیا دوسرے روز وہ انگریز خود آیا اور آپ سے جوابات لیکر ولایت کو روانہ کر دیے چار پانچ ماہ گزرنے پر اس انگریز نے آپ کو طلب کیا مگر آپ نے نے پروائی کے ساتھ ٹال دیا مگر بعض بے تکلف احباب دامنگیر ہوئے اور باصرار آپ کو اُسکے بنگلہ پر لے گئے وہ آپ کو دیکھتے ہی جوش مسرت مین کھڑا ہوگیا اور آپ کو انعام حاصل[1] کر لینے پر مبارک باد دی اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ مین پروفیسر ریاضی کی جگہ کا پروانہ آپ کے نام پہونچا جسمین حکم تقرر ملازمت بمشاہرہ چار سو روپیہ درج تھا آپ اسی روز دہلی سے بجانب علی گڈھ روانہ ہوگئے اور کسی کو سفر کی اطلاع نہ دی انگریز مذکور نے آپ کی تلاش مین نہایت سعی کی جب اُس کو ورود علی گڈھ کی خبر ہوئی تو خود پہونچا اور آپ سے مستدعی ملازمت مذکور ہوا اور ساتھ ہی کہا کہ اسکے سوا

[1] یہ رقم انعام نقد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو آپنے باوجود اصرار مسترد فرمائی ۱۲ منہ۔

ایک رقم معقول نقد بھی آپ کو ملیگی آپ نے فرمایا کہ اس موقع کو کون چھوڑ سکتا ہے
مین بے سروسامانی کی حالت مین ہون اس لیے دفعۃً کیونکر کلکتہ چلا جاؤن القصہ
بلطائف الحیل اس بلا کو سر سے ٹالا اور وہان سے سیدھے وطن تشریف لائے
سُنا ہے کہ مدت تک آپ کی جستجو رہی۔ اکثر دیکھا گیا کہ والی ریاست رامپور نواب
محمد کلب علی خان بہادر کی خاص سواریان مع معتمد خاص و سوار و چوبدار باستدعائے
تشریف آوری رام پور آپ کی خدمت[1] مین آئین اور جواب صاف لیکر خالی واپس
گئین رقم نذرانہ و سفر خرچ بھی قبول نفرمائی۔ نوابان رام پور کا یہ اخلاص معتقدانہ
قدیم سے قائم تھا کیونکہ جب سہسوان صدر ضلع تھا تو نواب محمد سعید خان بہادر یہان بعہدۂ
ڈپٹی کلکٹری مامور اور قاضی محلہ مین مقیم ہوئے اور آپ سے رابطہ ارادت و عقیدت
دل مین رکھتے تھے چنانچہ حصول نوابی و امارت و ریاست کو محض آنحضرت کی دعا کا
اثر خیال کرتے تھے اُن کی حیات مین آپ ایک دو مرتبہ رام پور تشریف لے گئے
مگر اُن کے انتقال کے بعد پھر قصد نفرمایا اور ہمیشہ درخواستون کو رد فرمادیا مشہور شاعر
حکیم مومن خان دہلوی جب بغرض ملاقات نواب محمد سعید خان بہادر وارد سہسوان ہوئے
تو آپ کی خدمت مین معتقدانہ مستفیض ہوتے رہے۔ عُرفاے صوفیہ بالاتفاق کہتے ہین
کہ فن تصوف و معارف مین حضرت تاج الاولیا کا ہمپایہ نہین دیکھا گیا اپنے عصر مین
ثانی شیخ الاکبر تھے۔ طریقۂ قادریہ اویسیہ مین آپ کو رئیس الموحدین حضرت خواجہ محمد
ناصر احمد خان شاہجہان پوری قدس سرہ سے بیعت تھی کذا فی شرف السادات اور
طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ مین بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد نعیم اللہ صاحب
رام پوری سے حاصل تھی۔ یہان ایک واقعہ غریب یہ پیش آیا کہ اثنائے تحریر احوال

[1] یہ واقعات مولف کے چشم دید ہین حسب الحکم حضرت والدہ ماجدۂ خود حقیر سن طفولیت مین بخدمت حضرت تاج الاولیا قدس سرہ ابتدائی کتب درسی لیکر بغرض استفادہ خیر و برکت حاضر ہوتا تھا۔ ۱۲ منہ۔

آن حضرت مین حضرت کا سلسلۂ بیعت معلوم نہونے سے راقم مؤلف کو ایک خلجان و قلق پیدا ہوا کیونکہ نہ مجکو ذاتی علم تھا نہ کسی اور عزیز وطن نے اُس کے متعلق کچھ لکھا اس فکر مین دو تین روز گزر گئے اور حصول مطلب کی صورت نہ نظر آئی ناگاہ ایک مقدس بزرگ مُسن العمر بہمراہی مکرمی منشی محمد اسد اللہ خان صاحب رامپوری تحصیلدار بہوری ریاست بھوپال مقام رایسین مین تشریف لائے اور دوران تذکرہ صلحا مین راقم سے فرمایا کہ مین ریاست رامپور مین حضرت مولنا سید تاج الدین حسن صاحب قبلہ کا مدت دراز تک خادم رہا ہون اور حضرت کے خوان مکرمت کا ادنیٰ زلہ ربا ہون یہ کہکر حضرت کا شجرۂ سلسلہ بیعت تحریر فرماکر اس ناچیز کو عطا کیا اس فیضان غیبی پر جو کچھ استعجاب ہوا بیان سے باہر ہے طرفہ یہ کہ اسی روز ایک تحریر عزیزی مولوی سید اعجاز احمد صاحب سلمہ ربہ کی سہسوان سے بذریعۂ ڈاک پہونچی جسمین آنعزیز نے عبارت شرف السادات متعلق بیعت طریقت سعی تمام حاصل کرکے برائے اندراج کتاب نقل کرکے بھیجی جو بحوالہ درج ہوچکی ہے عبارت شجرۂ بیعت عطیۂ مرد غیب بخبسیہ ہے "حضرت مولنا سید محمد تاج الدین صاحب مجاز حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب رامپوری واوشان مرید حضرت شاہ درگاہی صاحب پنجابی ثم الرامفوری واوشان مرید شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری اوشان مرید حضرت سید قطب الدین پنجابی واوشان مرید حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر صاحب سرہندی واوشان مرید جد خود حضرت شاہ نقشبند سہرندی واوشان مرید وولد حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم واوشان مرید وولد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ در طریقہ عالیہ قادریہ ونقشبندیہ مرید ۔ تحریر شانزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۴ ہجری بمقام رایسین فقط این تحریر بکمال خدام این بزرگواران مجاز طریقہ متخلص بمجبور است" آپ کی کرامات وخوارق عادات ومکاشفات

طریقت

کا باب نہایت وسیع ہے صدہا واقعات روزمرہ حد تواتر و شہرت سے بھی بڑھ گئے ہین اور ابتک بندگان خدا بتعداد کثیر آپ کے دیکھنے والے زندہ موجود ہین دل حق منزل مین دریاے عرفان موجزن تھا اور سینۂ معرفت گنجینۂ رموز وحدت سے معمور مگر لب خاموش مُہر سکوت قفل دہن بقول حضرت معنوی ؎

برزبان قفل ست و دردل رازہا	لب خموش و دل پُراز آوازہا

قوت کشفیہ کا یہ عالم تھا کہ اکثر اظہار ماضی اور پیشین گوئیان زبان حق بیان سے ادا ہوتی تھین - تحریری تعویذ اور زبانی دعائین اہل حاجت کے لیے اکسیر کا کام دیتی تھین - اللہ ھُو کی صدا ہر سانس مین بزور قلب و سینہ سوتے جاگتے گونجتی ہوئی نکلتی تھی جس کے اثر سے ہمنشین کا دل ہلجاتا اور نئے عالم مین پہونچ جاتا بلکہ آپ سے دس قدم کے فاصلہ پر بھی وہ صدا آدمی کا دل ہلا دیتی تھی اور غافل شخص یکایک چونک پڑتا تھا یہ کیفیت دائمی تھی واقعہ عجیب و مشاہدۂ غریب یہ ہے کہ وہی صدا اُسی تاثیر کے ساتھ اب تک بہنگام صبح صادق طلوع آفتاب تک مزار مقدس سے روزانہ سُنی جاتی ہے - مین ایسے واقعات کو بتقاضاے آزاد خیالی ہمیشہ معتقدین کی حُسن ارادت و تصویر متخیلہ پر محمول کرتا ہون مگر یہان میری بھی عقل دنگ ہے کیونکہ اکثر مقیم وطن رہکر اپنے گھر مین جو حضرت کے مرقد سے متصل ہے روزانہ وہ آواز فجر کو سُنی جسمین کوئی ریب و شک ممکن نہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - جو بزرگ آپ کے فیوض صحبت و برکات انفاس سے مستفید اور خرمن علم کے خوشہ چین تھے وہ سب صاحب نسبت و باخدا درویش پائے گئے - آپ کی بڑی کرامت و برکت یہ دیکھی گئی کہ جس نے دو چار سبق بھی کسی کتاب کے آپ سے پڑھ لیے وہ اہل علم مین شمار ہوگیا اور فضیلت علمی سے محروم نرہا اور وجہ معاش کی طرف سے بھی تمام عمر پریشان و خستہ نہوا بحمداللہ خود کاتب حروف بھی اس شرف سے محروم نہین ہے

عرفان و کرامات

حضرت کے صاحبزادے مولوی سید محمود حسن صاحب محمود[1] رحمہ اللہ جو میرے برادر عم زاد اور عمر مین مجھسے قریب ۱۲ سال بڑے تھے چونکہ آپ اولاد ذکور مین اپنے والدین کے اکلوتے تھے اسلیے آپکو اُنسے خاص اُنس تھا مگر کبھی انکی تعلیم کی جانب توجہ نفرمائی اُنکا سن شعور جلسۂ احباب مین گزرتا تھا انکی والدۂ ماجدہ رحمہا اللہ نے بارہا آپ سے کہا کہ "میان محمود حسن کا وقت ضائع ہوتا ہے اور آپ کچھ خیال نہین فرماتے" اسکا کچھ جواب نہ ملتا تھا ایک مرتبہ سخت تقاضا ہوا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا کہ "اچھا کوئی کتاب اُٹھا لاؤ اور پڑھو" اس حکم کی تعمیل ہوئی دو چار دن گلستان سعدی کا سبق پڑھا بعدہ دو چار سبق سکندر نامہ کے ہوئے پھر کوئی غزلی صرف و نحو کی کتاب علےٰ ہذا القیاس چند کتب و رسائل مختلفہ مدت یکماہ مین جستہ جستہ آپ نے دکھائے اور پڑھائے تعلیم کا سلسلہ اس مدت یکماہ سے زیادہ نہین بڑھا نہ اس درس کے بعد پھر کبھی پڑھنے کی نوبت آئی باایں ہمہ صاحبزادہ صاحب کی حالت یہ ہوگئی کہ مولوی منشی شاعر محقق فصیح و بلیغ اُستاد فنون مروجہ بن گئے اس قلب ماہیت پر تمام خاندان و اہل وطن حیران تھے افسوس آپ نے حضرت کی حیات مین بسن[1] شباب شہر محرم الحرام سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین رحلت فرمائی خبر وفات آنے سے دو روز قبل وطن مین حضرت تاج الاولیاء رح آبدیدہ و محزون نظر آئے جب کوئی قریب آتا تھا تو رومال سے آنسو پونچھ لیتے تھے۔ جب خبر وحشت اثر وطن مین پہونچی تو لوگون کو آپ کی چشم گریان و ملال طبع کا سبب معلوم ہوا اس واقعہ سے چند ماہ بعد حضرت نے بھی وفات پائی۔

---

[1] سال ولادت آپ کا سنہ ۱۲۶۲ھ ہے عمر شریف ۳۱ سال ہوئی جودت ذہن و ذکاوت طبع مین فائق الاقران کمالات و صنائع علمی و عملی مین اعجوبۂ روزگار تھے شعر اُردو کم اور فارسی زیادہ فرماتے رحمۃ اللہ علیہ آپ کا کچھ کلام فارسی تذکرہ صبح گلشن مین مندرج ہے ۱۲ منہ دام فیضہٗ۔

تین چار روز معمولی حرارت سے آپ کو بخار رہا ایک روز کچھ افاقہ معلوم ہوا دوسرے دن صبح کو نماز فجر کے سجدۂ آخر مین بروز سہ شنبہ بائیس شوال ۱۲۹۳ھ بعمر ۹۶ سال اِس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرقد مطہر اندرون احاطہ خام قاضی محلہ سے جانب شمال زیر دیوار مکان موروثی راقم الحروف واقع ہے قدس اللہ سرہٗ وانار برہانہٗ عزیز علامہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے جو آن حضرت قدس سرہ کے حقیقی نواسے ہین مادۂ تاریخ آیۂ شریفہ۔ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى سے مستخرج کیا اور ایک قطعہ تاریخ فارسی بفرمایش راقم لکھا وہ ہذا

مرشد آفاق تاج الدین حسن	سید السادات تاج فرق دین
در نماز فجر ہنگام سجود	گشت محو ذات رب العلمین
گفت بعجز سال تاریخ وفات	مقتدائے دور و قطب عارفین
	۱۲ ۹۳ ھ

(۸) مولنا سید محمد مبارز علی صاحب فاضلی رحمہ اللہ تعالے

آپ کے تولد و وفات کا سنہ صحیح نہین معلوم تاہم یہ قیاس قریب یقین ہے کہ آپ کا زمانہ بارھوین صدی ہجری کے آخر اور تیرھوین صدی کے اول مین محدود ہے۔ آپ نے اکتساب علم کے لیے سفر کیا اور مشاہیر اساتذۂ عصر سے تحصیل علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ تمام فرمائی بعد فراغ مشاغل درس و تدریس وتصنیف وتالیف بھی مدت تک جاری رہے آپ جامع کمالات ظاہری وباطنی تھے معرفت وزہد وتقویٰ واتباع کتاب وسنت مین راسخ القدم وفحول فضلاے عصر سے تھے۔ چند مرتبہ براہ خشکی حرمین شریفین کو گئے اور حج وزیارت سے مشرف ہوئے سفر اخیر مین چشت وسبزوار وخراسان مین قیام کرتے ہوئے مدینہ منورہ فائز ہوئے اور چند سال مسجد نبوی مین درس و وعظ فرمایا آخر مکہ مکرمہ پہونچکر بعد اداے حج رحلت فرمائی

رحمہ اللہ تعالےٰ - آپ کے بیٹے اور پوتے عالم متبحر ہوئے - آپ کی تصانیف ابتدائی سے حاشیہ شرح ہدایت الحکمۃ صدرائے شیرازی مولوی حکیم سید اسد علی صاحب رح نے دیکھا تھا اُن کا بیان ہے کہ دقت مضامین و انداز بیان عجیب و غریب تھا از شرفا السادات - کہا جاتا ہے کہ آپ نے چند سال آگرہ مین بھی بمشغلۂ درس و وعظ قیام فرمایا رحمہ اللہ تعم

(۹) مولوی خطیب محمد معین الدین بن خطیب بخش الدین انصاری رحمہ اللہ

آپ کے اجداد عہد حکومت جہانگیر سے خطیب مسجد جامع سہسوان رہے آپ کی ولادت اوائل صدی سیزدہم ہجری مین واقع ہوئی تحصیل علوم و فنون متداولہ رام پور و لکھنؤ مین کی بعدہٗ دہلی کا سفر کیا اور علوم دینیہ حدیث و تفسیر وغیرہ حضرت مولنا محمد عبد الحی رح و مولنا محمد اسمٰعیل شہید رح و شاہ محمد اسحٰق محدث رحمہم اللہ سے حاصل کر کے ایک مدت تک مصروف وعظ و اشاعت کلمۃ الحق و تبلیغ اسلام رہے اور برفاقت حضرت اساتذۂ محدثین رح جابجا وعظ و نصیحت خلق اللہ کے لیے سفر کیے پھر وطن واپس آکر حق ہدایت و ارشاد و وعظ بخلوص قلب ادا فرمایا پابندی نماز و روزہ و زکوٰۃ کا عام سبق دیا اور اتباع شریعت و رد شرک و بدعت کا غلغلہ ڈال دیا حتے کہ لوگون کو بزور تازیانہ نماز پڑھوائی مسجدون کو آباد کیا پنج وقتہ جماعتین پابندی کے ساتھ قائم کین رسوم جاہلیت تقریبات شادی و غم سے دور کین - گھر گھر بیداری کا چرچا پھیلا غریب و امیر جو ادائے نماز و شرکت جماعت مین تساہل کرتا آپ نے خوف و خطر ذرۂ شرع کو کام مین لاتے کسی سے خوف نکرتے ادنیٰ سے اعلیٰ تک آپ کے تازیانہ سے خائف و مرعوب رہتا اور کسی کو تعمیل حکم مین مجال سرتابی نہوتی آپ کی یہ سعی شہر تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قریات و مواضع قرب و جوار مین بھی اکثر

دورہ فرماتے تھے اور لوگون کے دلون پر آپ کا دینی رعب وخوف ایسا طاری ہوتا تھا کہ کسی حاکم جابر کا بھی نہوگا ؎

ہیبت حق است این از خلق نیست ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

وفات شریف کو ساٹھ برس گزر گئے ہین مگر ابھی تک عام دلون پر آپ کی دینی کوششون اور خالص عملون کا اثر باقی ہے اور بیباکانہ وعظ وتنبیہ کے قصے زبان زد خاص وعام ہین۔ ایک حاکم قصبہ تحصیلدار صاحب نہایت مغرور وجابر مشہور تھے اداے نمازمین بھی تساہل کرتے تھے ایک مرتبہ اتفاقاً آپ نے مسجد ملحق محکمہ تحصیل مین نماز باجماعت ادا کی اور تحصیلدار صاحب کو شریک جماعت بنا کر تحصیل مین برسر اجلاس تشریف لے گئے اور بعد سلام علیک سبب عدم شرکت جماعت دریافت کیا اور جواب معقول نہ ملنے پر حکم فرضیت نماز وتاکید جماعت مع عظمت وجبروت الٰہی ووعید شدید بیان کیا اور بجبر انکو کرسی سے کھینچ کر مسجد کو لے آئے تحصیلدار صاحب افتان وخیزان آپکے ڈر سے کانپتے ہوئے مسجد پہونچے اور فریضہ ادا کیا اور آپ کی تاثیر خلوص سے آیندہ پابند نماز وجماعت ہوگئے۔ ایک گنوار مسلمان کو موضع سید پور مین ترک نماز پر درہ سے مارنا اور مسجد کو لیجانا چاہا وہ ڈر کر بھاگا اور آپ اسکے پیچھے دوڑے وہ ایک درخت پر چڑھ گیا آپ بھی باوجود عدم مہارت بخطر چڑھ گئے یہ دیکھکر وہ گنوار نیچے کو دپڑا آپ بھی فوراً کود ے جسکی وجہ سے جابجا جسم مبارک پر چوٹ آئی مگر کوشش سے منھ نہ موڑا اور اسکا تعاقب کیا آخر کار کمال کد وجہد اسی مین وہ جاہل ایک کنوئین کے اندر گر گیا آپ بھی اسکے پیچھے قصداً کود پڑے اور پانی مین غوطے کھانے لگے۔ آس پاس سے کچھ کاشتکار دوڑے اور دونون کو باہر نکالا۔ راقم السطور نے سنہ ۱۲۹۶ھ مین اس غریب کاشتکار مسلمان کو سید پور مین دیکھا اور واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی وہ دباتی ضعیف ومسن تھا اور پابندی نماز مین اس کی

خلوص

شہرت تھی اپنے تمام خاندان پر تاکید نماز کرتا تھا۔ آپ کے خصوصیات مین بیان کیا جاتا ہے کہ کسی غیر مسلم بلکہ غیر متشرع حاکم و امیر کی تکریم نفرماتے اور جس گانون مین ہدایت و وعظ کے لیے جاتے وہان کے باشندون کی دعوت طعام قبول نکرتے اگر چند روز قیام ہوتا تو بذریعۂ محنت و حرفت بسر اوقات فرماتے۔ مساکین و بیوگان و یتامی کی اعانت بذات خود کرتے اور مالدارون کو اس کی ترغیب دیتے۔ آخر زمانہ مین قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر مین بغرض تعلیم و تلقین مسائل دین و اصلاح حال مسلمین زیادہ قیام فرمانے لگے وہین ایک بدبخت شقی نے موقع پاکر آپ کے کھانے مین زہر ملادیا اسکے اثر سے آپ نے بعد نماز فجر قبل طلوع آفتاب اوائل سنہ ۱۳۷۲ھ مین غدر سے دو سال قبل عالم بقا کو رحلت فرمائی وہان ایک خلق کثیر نے نماز جنازہ ادا کی کہا جاتا ہے کہ قصبہ مذکور کی عام مردم شماری سے سہ چند آدمی شریک نماز ہوا یہ انبوہ دیکھکر حضار جنازہ سخت متحیر تھے اور سمجھ مین نہ آیا کہ اسقدر آدمی کہان سے اور کیونکر جمع ہوگئے بعدہ نعش مبارک سہسوان لائی گئی اور یہان بھی حاضرین نماز جنازہ کی وہی کثرت تھی بزرگان دین کا اعتقاد ہے کہ یہ انبوہ ملائکہ رحمت کا تھا۔ حضرت والد علامہ مولوی سید سراج احمد رحمہ اللہ نے خواب مین دیکھا کہ آج خواجہ عالم سرور کائنات رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اس کو مولنا بزرگ علی صاحب مارہروی قدس سرہ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ کسی عالم دین و ہادی برحق کا انتقال ہوا چنانچہ اسی دن شام کو نعش وطن کو آئی۔ عزیز مورخ معجز سلمہ ربہ نے بفرمایش راقم قطعۂ تاریخ تصنیف فرمایا ؎

مقتدائے دین معین الدین خطیب	بود مرد متقی نیکو سرشت	بہر تاریخ وفات آن بزرگ	گفت معجز باد جانش در بہشت

(۱۰) **مولوی سید قدرت اللہ بن سید خیر الحق فاضلی رح** ۱۲

آپ کے حالات باوجود تفحص و تحقیق دریافت نہوئے سنین ولادت و وفات کا

بھی پتہ نہ لا صرف اسقدر معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آخر بارھوین صدی ہجری ہے اور بطلب علم چند سفر کیے دہلی مین حضرت مجدد وقت مولنا شاہ ولی اللہ محدث رح سے کتب احادیث و تفسیر پڑھ کر سند فراغ حاصل کی اور عالم متبحر فنون عقلیہ و نقلیہ کے ہوئے آپ کے بعض اہل خاندان نے آپ کی کچھ تصانیف کا بھی ذکر کیا مگر فقیر کے مطالعہ مین کوئی کتاب نہین آئی اس لئے قلم انداز کیا۔ آپ نے وطن مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے

(۱۱) مولنا سید عبد العلی بن سید تراب علی فاضلی رحمہما اللہ تعالے

آپ مولنا محمد مبارز علی رح سابق الذکر کے پوتے ہین۔ ابتدائی تعلیم وطن و رامپور مین بمعیت مولنا مفتی سید نور احمد رح علماے عصر سے پائی پھر دہلی جاکر اخلاف مولنا شاہ ولی اللہ محدث رح سے علوم دینیہ استفادہ کیے اس درس مین حضرت مولنا سید حیدر علی صاحب رامپوری ثم اللتونکی بھی آپ کے شریک و دمساز رہے اور رابطۂ اتحاد فیما بین آخر تک قائم رہا چنانچہ بعہد حکومت نواب وزیر الدولہ ریاست ٹونک مین مولنا سید حیدر علی صاحب کا توسل و تقرب ہوا اور زمرۂ علما و اطباے دربار مین منصب و وجاہت مین ممتاز ہوئے اس زمانہ مین مولوی سید عبد العلی صاحب باراۂ سفر حج مع متعلقین سمسوان سے ریاست ٹونک تشریف لے گئے اور مولنا رح نے آپ کا استقبال کیا اور باصرار تمام چند روز مہمان رکھا اور والی ریاست سے بھی دو ایک مرتبہ ملاقات کا اتفاق ہوا نواب وزیر الدولہ نہایت نیک منش و قدر دان اہل علم و فن و دیندار و متقی تھے انھون نے آپ کے علم و فضل و زہد و تقوی و عزت خاندانی کو بنظر عظمت دیکھکر ریاست مین قیام و تعلق کرنے کی آپ سے استدعا کی اور یہ طے ہوا کہ بعد واپسی سفر حج ریاست مین آئین اسکے

ساتھ نواب صاحب نے ایک رقم معقول بطور زاد سفر عطا کی جسکو آپ نے شکریہ کے ساتھ واپس فرمایا اور کہا کہ بغیر خدمت مین اسکا مستحق نہین ہون نیز یہ رقم میری ضرورت سے زیادہ ہے میرے پاس خرچ کافی ہے۔ الحاصل بعد مراجعت حرمین شریفین ٹونک مین بعہدۂ نظامت ضلع سرونج مامور ہو کر بکمال عزت و احترام و دیانت و ورع بسر کی نواب صاحب آپ کی قدر دانی کرتے اور دربار مین اپنے قریب جگہ دیتے تھے اس عہد مین ہر علم و فن کے اہل کمال کا وہان مجمع تھا آپ کی ذات سے بھی مشاغل علمی کا سلسلہ قائم رہا اور جلسہ اہل علم مین مذاکرات و مباحثات مین شریک رہے۔ مولنا محمد فضل حق خیرآبادی حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی حکیم مولوی کفایت اللہ امروہوی مولنا سید حیدر علی رام پوری متوسلین ریاست سے آپ کے روابط دوستانہ تھے جب فاضل خیرآبادی رح و علامۂ رامپوری رح کی درمیان مناظرات و مشاجرات ہوئے اور مولنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رح کے بعض تصانیف کا رد فاضل خیرآبادی نے لکھا تو آپ تائیداً للحق مولنا سید حیدر علی صاحب کے معین و ہم خیال رہے اور مخالفین حضرت شہید قدس سرہ کا جواب باصواب دیا۔ جب آپنے بتقریب عقد نکاح اولاد خود ریاست سے رخصت وطن چاہی تو نواب صاحب ممدوح نے خاص تزک و احتشام و دستۂ فوج و نقیب و چوبدار ان کے ساتھ مرخص فرمایا اور تمام مصارف سفر و شادی کی کفالت کی چنانچہ آپنے وطن پہونچکر بیرون شہر خیمے نصب کیے اور تمام شہر کو ایک ہفتہ اپنا مہمان رکھکر الوان اطعمہ لذیذہ سے عام ضیافت و دعوت دی۔ فیاضی و سیر چشمی و مروت و قبیلہ پروری کے اوصاف سے موصوف تھے ہر خویش و بیگانہ کو احسان و کرم سے مرہون رکھنا آپ کا مشہور شعار تھا۔ ٹونک سے دوبارہ سفر حج بقصد ہجرت حرمین شریفین فرمایا اور وطن تشریف لائے نواب محمد سعید خان بہادر والی ریاست

بیان ٹونک

مجمع فضلا

آوردالعرس و احسان

رام پور جو بزمانہ قیام سہسوان آپ سے رابطہ خلوص رکھتے تھے تمنی قدوم ریاست ہوئے اور باصرار بُلاکر رام پور مین چند روز مہمان رکھا اور قیام کی استدعا کی آپنے ارادہ ہجرت ظاہر کیا اور رخصت ہو کر مکہ معظمہ پہونچ گئے چند ماہ قیام کے بعد وہین وفات پائی یہ واقعہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری کا ہے نواب صاحب رام پور نے آپ کے صاحبزادگان مولوی حکیم محمد یعقوب رح و مولوی سید محمد میر رح کو وظیفہ طالب علمی ستر روپیہ ماہوار باظہار خلوص عقیدت دیا جو نواب یوسف علی خان کے عہد تک قائم رہا۔ تاریخ وفات سامی عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ نے آیہ یُعْظِمْ لَہٗ اَجْرًا سے مستخرج کی جزاہ اللہ خیرا ۱۲۶۰ھ

(۱۲) مولنا محمد حسن بن مولوی محمد شرف علی رحمہا اللہ تعا

آپ عالم اکمل و فاضل اجل تھے طلب علم کے لیے سفر کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ بسعی تمام حاصل کیے دینیات مین آپ کو خاص تبحر تھا شہر اکبرآباد معروف بہ آگرہ مین قیام فرمایا اور درس و تدریس و وعظ کا مشغلہ رکھا۔ زہد و ورع و اتقا سے مزین تھے اور لوگون کو اتباع قرآن و حدیث و ترک بدعات کی جانب ہدایت فرماتے تھے ایک گروہ کثیر اہل حق کا آپ سے خلوص عقیدت رکھتا تھا۔ افسوس کہ راقم آثم کو آپ کے سلسلۂ تلمذ و تصنیفات کے متعلق کچھ حال معلوم نہو سکا وفات شریف کو تقریباً ستاسٹھ سال منقضی ہوئے۔ آپ کے پدر بزرگوار مولوی شرف علی صاحب سابق دھوڑا ملک پنجاب سے ابتداے حکومت رنجیت سنگھ و مظالم قوم سکھ مین سہسوان تشریف لائے فضائل علمی و عملی و شرافت خاندانی سے موصوف تھے چونکہ اس تاریک زمانہ مین پنجاب کے مسلمانون کا مذہب و جان و مال خطرہ مین تھا آپ نے اپنی تمام جاگیر و مکانات کو خیرباد کہکر معہ متعلقین و خدمتگزاران خاص وہان سے ہجرت فرمائی۔ بڑے موحد و دیندار

تھے عوام کو شرک و رسومات مبتدعہ سے زجر و منع فرماتے تھے۔ آپ کے محاسن و مکارم معاینہ کرکے سادات نے آپ کا خیر مقدم کیا اُن سے قرابتین پیدا ہوئین آپ کی نسل اباد سادات بتعداد کثیر ہے۔

(۱۳) مولنا مفتی سید ظہور احمد بن مولانا مفتی سید نور احمد رحمہما اللہ

ولادت مبارک تخمیناً ۱۲۲۸ھ ہجری مین ہے کتب درسیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد علامہ سے اور بعض کتب منتہائیہ ادب و فن حکمت و ریاضی حضرت تاج الاولیا قدس سرہ سے استفادہ کرکے فراغ حاصل کیا متانت طبع و اصابت راے مین ممتاز تھے ایک مدت منصب افتا کی خدمت بحکم پدر بزرگوار ادا کی اور درس و تدریس علوم کا سلسلہ جاری رکھا اپنے برادر اوسط مولنا سید ضیاء احمد رح کی تعلیم پر خاص توجہ فرمائی اور ایک کتاب مبسوط فن بلاغت و منطق مین باندازِ مفتاح سکاکی عربی مین تصنیف کی جو ہنوز مسودہ ہے۔ شہر مراد آباد مین بعہدۂ تحصیلداری مامور ہوئے اور کمال دیانت و سطوت و معدلت کے ساتھ فرائض انجام دیے دونون بھائی علاوہ کمال علم و فضل و ریاست و اغراز خاندانی حسن و جمال صورت مین بھی یکتا تھے دونون حضرات نے بسن شباب عہد حیاتِ والد مین رحلت فرمائی جیسا کہ سابقاً بذیل ترجمہ حضرت مفتی سید نور احمد صاحب رح ذکر ہوا ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی مفتی سید مقبول احمد رح نے کنار جد بزرگوار مین تربیت پائی اور وارثِ عہدۂ افتا و ریاست ہوئے اب ان کی اولاد ساکن مراد اباد ہے وفات صاحب ترجمہ آخر ۱۲۶۳ھ ہجری مین واقع ہوئی رحمہ اللہ تعالے آپ حضرت ہنر بر بیشۂ ولایت کے پوتے تھے۔

(۱۴) مولنا حافظ سید ولی احمد خلف اکبر قدوۃ العارفین خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہ

آپ ہنر بر بیشۂ ولایت کے پوتے اور اپنے بھائیون مین جو ارکان اربعہ کمالات

صوری و معنوی تھے سن و سال مین بڑے تھے ہر ایک کا ذکر خیر بالترتیب بلا فصل نذر خامہ ہوگا۔ آپ کا سن ولادت تقریباً ۱۲۲۸ھ ہجری ہے۔ بحکم حضرت والد ماجد خود مع بمیت اپنے منجھلے بھائی یعنی مولنا والدی سید سراج احمد رح طلب علم کے لیے مراد آباد گئے اور پھر وہان سے رام پور پہونچے اکثر کتب درسیہ ادب و منطق و فقہ و اصول وغیرہ علامہ مفتی شرف الدین صاحب رح رامپوری کے حلقہ درس مین تدبر و تحقیق کے ساتھ پڑہین بعدہ لکھنؤ جاکر ابو البرکات مولنا تراب علی لکھنوی و علامہ ادیب مولوی محمد اسمعیل لندنی مراد ابادی سے تکمیل درس فرمائی۔ ذہن درّاک و طبع غواص رکھتے تھے ہر فن کے اصول و فروع پر بہت جلد حاوی ہوگئے۔ خوشنویسی و انشا پردازی عربی و فارسی مین ید طولیٰ حاصل تھا تحقیق لغات و مصطلحات و دقائق علوم مین بے نظیر سمجھے جاتے تھے عربی و فارسی کے اہل ادب آپ کو بدیع الزمان و ابو الفضل کا ہمپایہ تسلیم کرتے تھے بزمانہ سلطنت اودھ و لکھنؤ بقدر دانی وزیر الممالک آپ عہدۂ تحصیلداری سلطان پور پر مامور فرمائے گئے بعد چندے عدالت دیوانی و منصفی کے حاکم اعلےٰ ہوئے مشہور ہے کہ آپ کا فیصلہ نہایت قابلانہ اور تجویز نہایت پر زور ہوتی تھی حکام بالادست شان عبارت و محاسن لفظی و معنوی دیکھ کر متعجب ہوتے تھے اور اپیل مین کوئی اس کی تردید نکر سکتا تھا آخر نظام سلطنت مین آثار ابتری ملاحظہ کرتے ہوئے قطع تعلق ملازمت فرمایا اور باوجود اصرار ارکین حکومت وطن مالوف کا راستہ لیا اور کنج عزلت و عبادت مین ہمیشہ متوکلانہ بسر فرمائی۔ اسی دوران مین آپنے حسب ارشاد حضرت والدۂ ماجدہ خود سات ماہ کے اندر تمام قران مجید حفظ کرکے محراب تراویح سنائی یہ قوت حافظہ ابتک ضرب المثل ہے آپ کی مطبوعہ و مقبولہ تصانیف

ولادت

تحصیل علم و اساتذہ

ملازمت لکھنؤ

حفظ کلام اللہ

۱؎ وطن قدیم مراد آباد ساکن و متوسل لکھنؤ علوم معقولات و ادب مین علامہ عصر صاحب تصانیف کثیرہ تھے بعہد سلطنت ناصر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ منجانب حکومت آپ لندن بھیجے گئے وہان ایک لیڈی سے نکاح کیا تصانیف سے شرح مقامات حریری و حاشیہ میبذی وغیرہ مشہور ہین سنہ وفات ۱۲۹۳ھ اور سنہ ۱۲۹۲ھ سنہ عجائب ۵۰ آپ کے اجداد علما بروبار سے تھے آپ نے بحالت بین آباد لکھنؤ مین قیام کیا بعدہ ہندوستان سے آپ اعظم گڈھ چلے گئے اور

سے مفتاح اللغات ہے جو خلف اکبر یعنی حافظ سید ابن احمدؒ کی ابتدائی تعلیم کے لیئے تالیف فرمائی تھی حجم پانچ جز مطبوعہ آگرہ نصاب لغت عربی فارسی ہے۔ ابتداء الصرف علم صرف عربی بزبان اردو بغرض تعلیم برادر خرد بطریق صرف میر قیام لکھنؤ مین تصنیف فرمائی ضخامت ۶ جز مطبوعہ لکھنؤ ہے۔ شمس الفصحی عربی لکھنؤ مین مترجم طبع ہوئی ہے۔ شرح حسن و عشق تصانیف نفیس گنجینہ عالی مطبوعہ لکھنؤ و کانپور اصل کتاب کے حاشیہ پر ابتک اس شرح کے حوالے درج ہوتے ہین مصنف کے شعر ابتدائی کے مصرعہ ع حدیث عشق شد زیب بیانم۔ کی شرح مین فرماتے ہین کہ بجاے لفظ زیب حسن زیادہ مناسب ہے تاکہ صنعت براعۃ الاستہلال پیدا ہو اس اصلاح نے شعر کا حسن بڑھا دیا۔ سراج التحقیق عربی مین ضابطہ تہذیب منطق کی مبسوط شرح ہے ابتک اس پایہ کی کوئی شرح نہین دیکھی گئی یہ ہنوز غیر مطبوع ہے دیباچہ مین لکھا ہے کہ اپنے بھائی مولوی سید سراج احمدؒ کی فرمایش سے تصنیف کی گئی ضابطہ تہذیب کے جواب مین بھی شرائط اشکال اربعہ کو خود بعبارت موجز و بلیغ تحریر فرمایا ہے اسکے سوا بعض کتب درسیہ ادب و منطق و فلسفہ پر شروح و حواشی قلمی بخط حضرت مصنف و بعض تصانیف مولنا محمد اسمٰعیل مراد آبادی آپ کی مکتوبہ موجود ہین خطوط مروجہ نسخ و نستعلیق و شفیعہ مین یکسان دستگاہ تھی آخر وطن مین اپنے منجھلے بھائی کے صدمۂ وفات سے مضمحل و غمزدہ ہو کر بعمر پنجاہ سال اوائل ۱۲۸۱ھ مین رحلت فرمائی مزار شریف حیظرہ مین ہم پہلوے مرقد والد بزرگوار ہے رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ من لدیہ۔ آپ نے تین پسر عقب مین چھوڑے سال وفات قطعۂ تاریخ مندرجۂ ذیل سے ہویدا ہے ؎

سید اولاد احمد اعلم عصر	کرد آہنگ سیر باغ بہشت	کلک معجز بیان تاریخش	او اعلیٰ باب خلد باد بہشت

(۱۵) رئیس المتکلمین حضرت مولنا والد ماجد سید سراج احمدؒ بن خواجہ حضرت سید آل احمد شاہ انار اللہ برہانہ

ولادت باکرامت تقریباً ۱۲۳۱ھ ہجری مین ہے آپ مولنا سید اولاد احمد مغفور سے

قریب تین سال عمر مین چھوٹے تھے۔ عہد طفلی و سن شعور مین بمشاغل درس و تعلیم و قیام بلاد و سفر و ملازمت و کسب معاش مین اکثر دونون بھائی ہمصحبت و رفیق رہے

کتاب علوم

تفصیل مشایخ و اساتذۂ علوم آپ کے بھائی کے حال مین مذکور ہوئی مزید علیہ یہ کہ بعد فراغ علوم درسیہ آپ نے دہلی کا سفر کیا اور مولنا شاہ محمد اسحٰق تلمیذ و نبیرۂ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سند صحاح ستہ قراءتاً و سماعاً حاصل کی سنن ترمذی مکرر حضرت مولنا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی شاگرد مولنا شاہ عبدالعزیز رح کو سنا کر سند لی آپ سے رابطۂ خلت و مودت بھی مستحکم تھا چنانچہ شاہ صاحب گنج مرادآباد سے آپ کی ملاقات کے لیے بارہا کوری تشریف لے گئے الحاصل بعد تکمیل درس

فضائل نظری

آپ وطن ہو کر بڑے بھائی صاحب کی خدمت مین پھر لکھنؤ واپس ہوئے علما و فضلاے عصر سے صحبتین رہین اور علمی مذاکرات مین آپ کے پہونچنے سے جان پڑ گئی جس طرح مولنا سید اولاد احمد صاحب رح ہر فن مین رزانت رائے و متانت طبع و زور تحریر و انجونبہ نگاری مین ضرب المثل تھے اسی طرح آپ سرعت ادراک و ذکاوت طبع و جودت استدلال و جسارت و خوش بیانی مین بے مثل تھے رسائی ذہن کا یہ عالم تھا کہ بحالت درس استاد نے سبق کا مطلب ابھی پورا نہین بیان کیا کہ آپ نے تقریر کو آخر تک سمجھ لیا اور اسپر دو ایک شبہے بھی وارد کر دیے استاد نے جواب کی تمہید شروع کی اور آپ نے جواب الجواب سنا دیا آپ کے سرعت فہم و فطانت طبع کی مشہور روایت ہے کہ بزمانۂ تعلیم ابتدائی کسی صاحب نے آپ سے کوئی صیغۂ صرفی امتحاناً پوچھا اسکا جواب باصواب دے دیا پھر حضرت سائل نے دریافت کیا کہ یہ کس باب سے ہے اسکے جواب مین کچھ تامل ہوا اسی موقع سے قریب مگر آپ کی نظر سے غائب بڑے بھائی آپ کے استاد کے پانون آہستہ آہستہ داب رہے تھے لیکن کان اس طرف لگے تھے جب آپ کو متامل پایا تو بکنایۂ لطیفہ استاد کے

سرعت فہم

پانون پر زور سے ہاتھ مارے جسکی آواز بلند ہوکر آپ کے کان تک پہونچی اور ذہن رسا جواب سائل مین کامیاب ہوگیا فرمایا کہ باب ضَرَبَ یَضرِبُ سے ہے حضرت استاد خاموش پڑے ہوئے یہ تمام واقعہ سُن رہے تھے یہ عجیب فطانت دیکھکر ضبط نہوا اور دفعتہً اُٹھکر بیٹھ گئے اور دونون نونہالون کی ذکاوت وجودت ذہن کی دیر تک تحسین وآفرین کی یہ اور اِس قسم کے اکثر واقعات آپ کی قوت ادراک وسرعت فہم کے متعلق وطن وغیرہ مین زبان زد خاص وعام ہین۔ مباحث علمیہ ودرس ومذاکرات مین عجیب وغریب موشگافیان فرماتے اور زور کلام وقوت استدلال سے مخاطب کو مبہوت کردیتے تھے جراءت وحق گوئی وقوت گویائی سے لوگ مرعوب رہتے تھے کَمَا سَیَجِیءُ لکھنؤ مین بزمانۂ سلطنت شاہان اودھ کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر ناظم ضلع سیتاپور اور اُنکے چھوٹے بھائی میر فدا حسین خان بہادر کپتان فوج تھے یہ دونون بھائی معزز سادات فاضلی متوطن سمسوان دلیر وشجاع وبامروت وسخی وبردر نواز صاحب اقتدار وجاہ وحشم تھے اور اِن کے توسل سے گروہ کثیر اعزہ واہل وطن کا لکھنؤ مین برسر ملازمت وتعلق معاش تھا حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ اور جناب کپتان صاحب موصوف کا یوم ولادت ایک ہی تھا اِس وجہ سے دونون حضرات بدو عمر سے سوائے قرابت خاندانی رابطہ محبت وہمجہتی بھی رکھتے تھے اور کلکٹر صاحب ممدوح آپ کے اظہار کمالات وآوازۂ ناموری پر بجوش حب الوطنی بغایت شادمانی فخر ونازفرماتے تھے اور بعض معزز خدمات حکومت کے لیے آپ سے استدعا کی لیکن آپ نے باستغنائے نفس دولت کمال پر قناعت فرمائی اور مشاغل علمیہ تدریس وتصنیف وبحث وصحبت ارباب علم مین وقت عزیز صرف فرمایا علماے عصر سے مباحثات تحریری وتقریری کیے اور فن کلام وقوت مناظرہ مین آپ کی مہارت وسبقت کا غلغلہ بلند ہوا مجالس اعیان ورؤسائے دربار مین

بھی اکثر بتقریب مناظرہ و مکالمۂ اہل علم آپ شریک ہوکر تیغ زبان کے جوہر دکھاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ وزیر السلطنت اودھ کے دربار مین موجود تھے اور امرا و اکابر حکومت کے سوا علما و مجتہدین شیعہ پایہ پایہ اپنے مقامات پر مودب اور صدر جلسہ مین ایک مجتہد العصر بلباس فاخرہ متمکن تھے اِن کے رعب و ادب نے سبکو ساکت و سراگندہ بنا دیا تھا مجتہد العصر نے نزاع سنی و شیعہ کے متعلق کچھ تقریر کی اور آخر مین بزور طبع یہ فیصلہ سُنایا کہ اصحاب ثلثہؓ کے نسبت شیعہ جو کچھ مطاعن و الزام بیان کرتے ہین کلیتہً اُنکا انکار خلاف عقل سلیم ہے کوئی عمارت بے بنیاد بلند نہین ہوتی وہ مشہور واقعات اگر سب سچ نہین ہین نہون مگر کوئی بھی صحیح نہو یہ غیر ممکن ہے بقول شاعر ع۔ تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ اِس تقریر پر خود وزیر سلطنت اور دیگر امرا و حضّار دربار نے مرحبا و احسنت کا نعرہ بلند کیا اور علماے شیعہ نے خوب خوب داد دی کما ہُو وَاہُم۔ یہ رنگ دیکھکر آپ سے نرہا گیا اور بے تامل مجتہد صاحب سے بلند آواز سے خطاب کیا کہ بجا ہے پیر و مرشد ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ مشرکین نے خداے تعالےٰ کے لیے جو ہزارون شریک و سہیم تجویز کیے اُن سبکا انکار کہان تک ہوسکتا ہے کچھ اصل تو ضرور ہے ع۔ تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔ یہود و نصارا نے اُس واحد لاشریک کے ابنا و بنات ثابت کئے ع قیل اَنّ الالٰہ ذو ولد۔ یہ نہین تو بھانجے بھتیجے ضرور ہونگے ع۔ تا نباشد چیزکے الخ جناب سرور کائنات صلعم کو ساحر و کاہن کہا گیا ع۔ قیل ان الرسول قد کہنا۔ اگر اسقدر نہین تو شعبدہ باز نظر بند تو ضرور ہونگے ع۔ تا نباشد الخ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو بیدین و کافر کہا یہ نہین تو ضعیف الایمان و عاصی ضرور ما نا پڑے گا کیونکہ ع۔ تا نباشد الخ اِس تقریر سے تمام علماے شیعہ کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور مجتہد صاحب تو حواس باختہ ہوگئے جلسہ پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر کے لیے خاموشی ہوگئی آخر وزیر سلطنت علی نقی خان بہادر نے آپ سے

خطاب کیا کہ مولنا آپ کی فصیح و بلیغ تقریر اور زور کلام کی جو تعریف سُنی تھی وہ درحقیقت صحیح ہے اور جس موضوع پر آپ نے اِس وقت استدلال فرمایا وہ ایسا ہی ہے مخالف اِسکا جواب ہرگز نہین دے سکتا۔ وزیر کے دل پر آپ کی بیباکانہ حق گوئی کا بہت کچھ اثر ہوا چنانچہ ایک بار محل خاص سُلطانی نے کسی واقعۂ ناگوار پر برہم ہوکر شہر کے ایک محلہ کے تمام مکانات منہدم و مسمار کرنے کا حکم دیا بادشاہ بیگم کے حکم سے کسی کو مجال سرتابی نہ تھی رعیت سخت پریشان ہوئی اور کلکٹر صاحب ممدوح و کپتان صاحب بھی اسی محلہ مین ساکن تھے اور اِن کی عالی شان عمارتین وہین واقع تھین ملکہ جہان کے مزاج مین سوائے وزیر سلطنت علی نقی بہادر کے کسی کو دخل نہ تھا آپ نے اِس ہنگامہ رستخیز پر وزیر موصوف سے رعایا کی سفارش کی اور خود ملکہ جہان کی خدمت مین جاکر بطلاقت لسانی قہر خداوندی و باز پرس روز جزا کا خوف دلایا اور بے توسط کسی کے اِس مہم کو بندگان خدا کے سر سے دفع کیا۔ جب مولنا فضل حق خیرآبادی لکھنؤ تشریف لائے شہر مین عام شہرت ہوئی اور اراکین دربار نے خیر مقدم کیا علامہ موصوف کو کلکٹر صاحب سے بوجہ تعلق نظامت سیتاپور و خیرآباد ربط محبت تھا کلکٹر صاحب مرحوم نے ایک جمع کثیر علما و اُمرا کے ساتھ اُن کی دعوت و مہمانی کا اہتمام فرمایا اور آپ سے بھی شرکت دعوت کی خواہش کی اور ہنسکر فرمایا کہ آج آپ کی جرأت و طلاقت لسان کا امتحان ہے کیونکہ بڑے نامور سے مقابلہ ہے چنانچہ شب کو کھانے سے قبل معزز میزبان نے دونون حضرات مین تعارف کرایا اور ایک سے دوسرے کی بغایت تعریف کی جب بعد فراغ طعام ادھر اُدھر کی باتین شروع ہوئین اور علوم مروجہ کے متعلق بھی کچھ گفتگو ہوئی تو آپ نے علامہ خیرآبادی سے بے تکلفانہ سوال کیا کہ "حضرت علم منطق کی غرض و غایت ارشاد فرمائیے" جواب دیا کہ اسکو ادنیٰ طلبہ بھی جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ اسمین مجکو شبہہ ہے فاضل موصوف نے فرمایا کہ اس کی وجہ سے ذہن فکر

ملاقات علامہ خیرآبادی مولانا فضل حق خیرآبادی

واستدلال مین غلطی نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ طرفہ تماشا ہے کہ متقدمین ومتاخرین مین کوئی شخص اس غرض کو حاصل نہ کرسکا قدمامین اشراقیین ومشائین کے اختلافات اور ہر فریق کے فلسفیانہ استدلال ایک دوسرے کی تردید کرتے ہین متاخرین نے قدما کی غلطیان ثابت کرکے نئے دعاوی قائم کیے اور بزور دلائل انکو حق بتایا اوران پر بھی باہم اتفاق نہوا شیخین وامام رازی وطوسی وشیخ الاشراق کے مشاجرات اور اختلاف مسالک عجب حیرت انگیز معما ہے خود علم منطق کی کتابون پر نظر کیجیے تو ماتن اپنے پیشروون کے اقوال رد کرتا ہے اور شارح اس کے جوابات دیتا ہے اور محشی ماتن کی تائید کرتا ہے ۔ وَھَلُمَّ جَرًّا اور یہ سب منطقی فن میزان مین اپنی امامت تسلیم کرا چکے ہین یہ کیا قیامت ہے ؟ مولنا نے جواب مین کچھ معقولیانہ توجیہ فرمائی مگر آپ نے جواب الجواب مین اپنے مدعا کو اور بھی روشن فرمادیا اور سلسلہ گفتگو ختم ہوگیا اس کے بعد مولنا سے اکثر دوستانہ ملاقاتین ہوئین اور مذاکرات علمی بھی رہے مولنا نے کالکٹر صاحب بہادر سے آپ کی وسعت نظر واستحضار علم وقوت بیان کی چند مرتبہ کماحقہٗ تعریف کی ۔ آپ کے اور مولنا کے مسلک مین یہ اختلاف تھا کہ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید رح اور مولنا فضل حق صاحب سے چند مسائل اعتقادی امکان نظیر وغیرہ مین تحریری بحثین ہوئین اور ایک مدت تک باہم چھیڑ چھاڑ عالمانہ رہی مولنا نے دلائل منطقیانہ وفلسفیانہ بہت صرف کئے مولنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رح نے رسالہ یکروزیہ مین انکا رد وابطال کیا فریقین مین کسی نے اپنے مخالف کی تکفیر وتفسیق نہین کی بعد شہادت شاہ صاحب رح ٹونک مین مولنا سید حیدر علی رامپوری اور مولنا خیرابادی کے باہم پھر ان مسائل پر مباحثے ہوئے اور طرفین سے تصنیف رسائل کی نوبت آئی سید صاحب رح شاہ صاحب کے ہم عقیدہ تھے اور مولنا شاہ محمد عبد العزیز محدث دہلوی رح کے شاگرد رشید ان کے بعد ایک گروہ پیدا ہوا جسنے عوام مین غلط فہمیان پھیلا کر بزرگان دین موحدین

نصرت الحق ۔ ۱۲ منہ

ومحدثین کے بغض وعداوت کو اپنا فرض مذہبی سمجھا اور مولنا شہید وشاہ محمد اسحٰق محدث ومجدد عصر مولنا شاہ محمدؐ دلی اللہ رحمہم اللہ کی شان مین کلمات ناسزا کہنا اور عوام کو اُن کی جانب سے بدظن کرنا شعار ٹھہرایا۔ الغرض آپ تبع کتاب وسنت و ماحی شرک وبدعت تھے طریقۂ محدثین واخلاف مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کی حمایت ونصرت اور ابطال اقوال مبتدعین ومضلین کو فرض جانتے تھے۔ مولنا خیرآبادی نے ایک جلسہ مین فرمایا کہ مولنا محمد اسمعیل صاحب جس چیز کو حلال کہین اسکو مین حرام اور جسکو وہ حرام کہین اسکو مین حلال ثابت کرسکتا ہون آپ اِس موقع پر تشریف فرما تھے فرمایا کہ مولنا محمد اسمعیل صاحب نے ماں بہن بیٹی کو حرام اور زوجہ کو حلال فرمایا ہے آپ ایسے موقع پر کیا کیجیے گا ارباب جدل وکلام واہل بدع کی جو ابدہی مین آپ کو خاص ملکہ تھا میدان بحث ومناظرہ مین ہمیشہ بحکم اَلْحَقُّ یُعْلٰی وَلَا یُعْلٰی غالب ومنصور رہے اور تمامتر سعی اشاعت حق واعلاے کلمۃ اللہ مین تھی مولوی محمدؐ فضل رسول صاحب بدایونی نے حضرت مولنا محمدؐ اسمعیل شہید رح کی کتاب تقویت الایمان کا رد لکھکر بنام احقاق الحق شائع کیا جب وہ لکھنؤ مین آپ کی نظر سے گزرا تو بفرمایش بعض اہل حق آپ نے اسکا محققانہ ومنصفانہ جواب باصواب ایک جلسہ مین تصنیف فرماکر بیت السلطنت لکھنؤ مین طبع کرادیا تصانیف علماے سہسوان سے پہلی کتاب یہی ہے جو زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور اپنے باب مین لاجواب سمجھی گئی اسکا نام سراج الایمان ہے۔ مولنا مفتی محمدؐ سعد اللہ رامپوری سے آپ کا رابطۂ محبانست ومودت تھا جب بعض ارکین حکومت اودھ اور کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی نے آپ کو تعلق ملازمت سلطنت پر مجبور کیا تو مفتی صاحب رح بھی مصر ہوئے۔ یہان تک کہ عہدۂ تحصیلداری قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ پر مامور کئے گئے اور پانچ چھ سال فرائض خدمت عجیب قابلیت ونا موری کے ساتھ انجام دیے اس نواح مین ابتک آپ کے علم و

اسکا نام سراج الایمان ہے

تعلقات حکومت

وفضل و ذہن و ذکا کے حیرت خیز قصے مشہور ہین فریقین مقدمہ کا اظہار ختم نہین ہوا
اور طبع رسانی اصل واقعات کا پتا لگا لیا وکلا قانونی و واقعاتی گتھیان سلجھانے کے لیے
آپ کی طرف رجوع کرتے اور حکام بالادست نظام سیاسی و ملکی و تدابیر حکومت مین
آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کی اصابت رائے و حکمت عملی کی تحسین بلیغ کرتے تھے
اور یہ اعتراف قابلیت یہین تک محدود نہ تھا بلکہ جب مابین سلطنت اودھ و گورنمنٹ
انگریز تجدید عہدنامہ ہوئی اور حدود ملک و الحاق بعض مقامات مین صورت نزاع
درپیش ہوئی تو بایماے وزیر سلطنت آپ کو نیابت وکیل سلطنت اودھ کا منصب
دیا گیا اور یہ عہدہ آپ کے لیے نیا قائم ہوا آپ نے اقل مدت مین تمام سیاسی پیچیدگیان
اور نزاعی صورتین رفع فرما کر طرفین کو مطمئن کیا اراکین حکومت اودھ کی پریشانی
زائل ہوئی اور کچھ حصہ ملک بھی مثل غنمت غیر مترقبہ ہاتھ آیا اس حسن کارگزاری کے
صلہ مین آپ خلعت و پالکی سے ممتاز کیے گئے اور ترقی منصب کا مسئلہ درپیش ہوا آپنے
بزمانہ تحصیلداری مظالم حکام و سوء انتظام حکومت و خوف نتائج بد سے متواتر وزیر سلطنت
و دیگر معتمدین کو مطلع فرمایا تھا اور انتظام جدید و اصلاح ملک کی طرف توجہ دلائی تھی مگر
اسکا نتیجہ کچھ نہوا ارکان حکومت کی عیش پسندی و غفلت اور حکام کی خود غرضی و رشوت ستانی
و بیدادگری حد سے متجاوز تھی یہ ابتری ملاحظہ فرما کر آپ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین ملازمت کی
ذمہ داریون سے سبکدوش ہوگئے مفتی محمد عباس صاحب رئیس کاکوری جو آپکا نہایت
احترام فرماتے تھے اور اپنا دیوانخانہ و مکان آپ کے لیے دو تین سال کو وقف
کر دیا تھا قیام کاکوری پر اصرار کیا اور دیگر اعیان قصبہ بھی دامنگیر ہوئے آپ نے
زمانہ کی حالت اور اپنی مصالح پر نظر فرما کر معہ متعلقین وہان اقامت فرمائی اسکے بعد ہی
مصائب غدر کا آغاز ہوا اور تمام ہند مین آتش فساد مشتعل ہوئی جب بحکم الٰہی فتنہ عظیم
فرو ہو کر امن عام کا حکم ہوا تو سنہ ۱۲۷۴ ھ مطابق سنہ ۱۸۵۸ع مین آپ وطن تشریف لائے

ترک ملازمت

اتفاقاً ایک انگریز جس نے منجانب سرکار انگلشیہ اودھ مین خدمت انجام دی تھی آپ سے
خوب واقف اور جوہر عقل وفہم وقوت بیان وذکاوت خوب دیکھ چکا تھا یہان عہدہ
ججی پر مامور تھا اُس نے آپ کو وکالت کی ترغیب معہ سند وکالت دی تقریباً دو سال یہ
مشغلہ قائم رہا وکلاے عصر کو آپ کے خلاف مقدمہ لینا بڑی دشواری کا سامنا تھا فقہ
قانون کے وہی معنی عدالتین تسلیم کرتی تھین جس پر آپ زور دیتے تھے واضعان قوانین
کا منشا اور وضع قانون کے موجبات آپ کی تقریر سے ذہن نشین ہوجاتے تھے اس لیے
حکام کا فیصلہ آپ کی راے کے خلاف کمتر صادر ہوتا تھا باین ہمہ کبھی کوئی مقدمہ خلاف
حق نہین لیا اور دروغ وملمع سازی سے برکنار رہے آخر اس شغل کو ترک فرماکر خانہ نشینی
وعزلت گزینی اختیار فرمائی اپنے اور اہل وعیال کے لیے بغرض حصول رزق حلال
کچھ تجارتی کاروبار اور جائداد موروثی آبائی کو کافی خیال فرمایا اور شب وروز عبادت
وذکر ووعظ وارشاد عباد ودرس قرآن وحدیث مین بسر فرماتے اور بعض اوقات صحبت
حضرت تاج الاولیا قطب عصر مولنا سید تاج الدین حسن قدس سرہ مین مستفید فیوض روحانی
رہتے۔ آپ کی تصانیف کا ایک بیش بہا ذخیرہ فتنہ غدر وحوادث سفر مین تلف
ہوگیا اسکا اکثر حصہ رد شرک وبدعت وحمایت توحید وسنت مین تھا متفرق مسودات
کے ناقص اجزا ہنوز موجود ہین ایک کتاب علم سیاست ونظم مملکت مین دستبرد
انقلاب سے محفوظ ہے اس مین ہر عنوان آیات قرانی واحادیث نبوی سے مرتب
کیا گیا ہے اور مواد تاریخی ودلائل عقلی سے اسکی توضیح فرمائی ہے آپ کا کتب خانہ
مختلف علوم کی کتابون سے مشحون تھا کتب حدیث وکلام وسیر ورجال کی تعداد زیادہ
تھی چونکہ حضرت مولنا حاجی سید محمد عبدالباری صاحب علیہ الرحمہ جو آپ کے خلف الصدق
اکبر اور فقیر راقم کے حقیقی برادر بزرگ تھے بطلب وتحصیل علم وطن سے باہر رہے
اور بعد فراغ درس بوجہ تعلقات ملازمت ومعاش بلاد دور ودراز مین اقامت گزین

ولادت وطن

مشاغل

تصانیف

ہوئے اور حقیر بغرض طلب علم آن حضرت کی خدمت مین رہا اس لیے بڑا حصہ کتب خانہ کا برباد ہوگیا عمدہ عمدہ کتابین خاک کا ڈھیر ہوگئین۔ آپ کے اخلاقی خصائص مین حسن خلق و مروت وکرم و ہمدردی وحاجت روائی قابل ذکر اوصاف ہین حضرت مبرور نے بتاریخ ۱۹۔ شوال ۱۲۷۹ھ بعمر ۷۴ سال دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ مزار مقدس حظیرہ مین ہم پہلوے مرقد پدر وجد علیہما الرحمہ ہی اس سانحہ کی تاریخ جناب مفتی محمد سعد اللہ رامپوری نے قطعہ ذیل مین نظم فرمائی ہے

مولوی سید سراج احمد	عالم دین و مرشد عالم
کرد رحلت ازین جہان صدحیف	رخت بربست سوے باغ ارم
از پئے سال رحلت آشفتہ	خامۂ سراج دین گفتم
۱۲۷۹ھ	

(۱۶) حضرت مولنا شاہ سید نیاز احمد شہید بن خواجہ سید آل احمد شاہ مودودی قدس سرہما

آپ کا سال تولد ۱۲۳۳ھ ہے آپ اپنے منجھلے بھائی صاحب موصوف الصدر سے تین سال عمر مین چھوٹے اور اپنی دو بہنون اور ایک بھائی سے بڑے تھے آپ بدو عمر سے زیور صلاح وسعادت سے آراستہ اور حلیہ زہد وتقوے سے پیراستہ تھے اسی وجہ سے برادران محترم ومعظم آپ کا پاس ادب فرماتے اور آپ کی رائے صائب کو ہر مشورہ مین قابل اتباع جانتے تھے۔ تحصیل علوم درسیہ لکھنؤ و دہلی مین فرمائی فن حدیث وفقہ سے خاص مناسبت تھی بعد تکمیل دہلی مین چند سال قیام فرمایا اور طلبہ علم کو درس دیا فنون سپہگری ومشق تیر اندازی وشمشیر زنی وشہسواری مین مہارت تامہ حاصل کرکے بعض بزرگان دین کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی اور شریک غزوہ ہوئے کفار ومشرکین سے جنگ کی۔ پھر وطن واپس ہوکر حضرت والد ماجد

قدس سرہ کے دست مبارک پر بطریق حضرات صوفیہ بیعت کرکے مشغول طاعت وذکر وفکر ومجاہدۂ نفس وتزکیہ قلب ہوئے باین ہمہ شان امارت وریاست وغرور ووقار کے متمکن وسادۂ عظمت واحترام رہے۔ اتقاء ودرع مین پایۂ عالی تھا اور نفاست پسندی وسلیقہ شعاری وخودداری مین سرافراز وممتاز تھے آخر بعد واقعۂ غدر کفار اشرار کے ہاتھ سے سنہ ۱۲۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۸ء مین بعمر ۳۹ سال وطن مین شربت شہادت نوش فرمایا دست مبارک مین تسبیح اور لب پر کلمہ شہادت تھا۔ تاریخ وفات قطعۂ فارسی مین نظم کی گئی ہے ؎

شہادت یافت چون سبطِ پیمبر	نیاز احمد کہ بود از آل احمد
چو روحِ پاک او در جنت آسود	دخول خلد۔ تاریخش برآمد

مزار اقدس خطیب محلہ مین کنکر کا ہے۔ آپ کے خلف ۱۲۷۴ھ مولوی سید غفور احمد صاحب نہایت لائق فن ریاضی کے ماہر خوشنویس تھے ریاست بھوپال مین تحصیلدار بلقیس گنج رہے اور وہین سنہ ۱۲۹۶ھ مین بعمر ۳۷ سال وفات پائی بامروت باوقار وسلیقہ شعار تھے رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱۷) مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ خلف اصغر حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ رحمہما اللہ

ولادت شریف تقریباً سنہ ۱۲۴۳ ہجری کے آخر مین ہے آپ اپنے والدین رح کے اصغر اولاد ہین اور وقت وصال حضرت والد بزرگوار رح بعمر پانزدہ سالہ تحصیل علوم درسیہ مین مشغول تھے اپنے برادران معظم سے لکھنؤ مین اور قابل مولوی شیخ احمد حسن مرادآبادی تلمیذ حکمت مآب مولنا فضل حق خیرآبادی ودیگر فضلاے عصر سے تعلیم پائی پھر دہلی تشریف لے گئے اور مدت دراز قیام کیا کتب ادب وبلاغت مولوی محمد فیض الحسن

سہارنپوری وفلسفہ ومنطق مولوی فضل حق خیرآبادی ومفتی محمد صدرالدین خان دہلوی سے استفادہ کرکے علوم دینیہ تفسیر وحدیث حد تکمیل کو پہونچائی بعدہ فن طب مشہور طبیب عصر حکیم سید فیض علی تلمیذ رشید حکیم قدرت اللہ وحکیم عزت اللہ خان شاگردان حکیم محمد شریف خان مرحوم سے حاصل کرکے وطن کو مراجعت فرمائی۔ بخیال فیضرسانی خلق اللہ مصروف علاج ومداوا ہوئے اور درس ومطب کا سلسلہ بڑے پیمانہ پر جاری ہوا اور اس مین خاص شہرت ونیکنامی حاصل ہوئی مطب وعلاج مرضی کو آپ نے ذریعۂ کسب معاش نہین بنایا غربا ومساکین کو ہمیشہ اُمرا پر ترجیح دی بسر اوقات جاگیر ومعافیات موروثی وآبائی پر تھی اور اُسکا بڑا حصہ صرفۂ محتاجین وفقرا رہا۔ اسی دوران مین مطالعہ کتب معرفت وتصوف کا شوق ہوا ملفوظات حضرت ہریر بیشۂ ولایت اور بعض تصانیف حضرت والد ماجد اکثر مطالعہ فرماتے اور عبادت وریاضت وکثرت ذکر مین وقت زیادہ صرف فرمانے لگے بعد چندے دفعۃً بحکم بشارت غیبی خیرالواصلین حضرت شاہ محمد رحیم اللہ خان سنبھلی مرید وخلیفۂ حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہسوانی قدس سرہما کی خدمت مین پہونچے اور بعیت طریقت باخذ خرقہ وتاج خلافت عمل مین آئی یہ ودیعت آبائی ومیراث اسلاف کرام شاہ صاحب رح نے عطا فرماکر آپ کو رخصت کیا۔ بتائید ربانی مقامات سلوک وعرفان ومنازل کشف وایقان طے فرماکر متوجہ ارشاد وہدایت بندگان خدا ومداوائے امراض روحانی ہوئے۔ اتباع کتاب وسنت مین قدم راسخ اور حقائق ومعارف باطن مین پایہ عالی تھا۔ بدعات مروجہ صوفیہ سے احتراز واجتناب واجب جانتے اور معتقدین کو متابعت قرآن وحدیث کی تلقین فرماتے۔ کسی امیر وغریب کا نذرانہ وشکرانہ قبول نفرماتے اور ہمیشہ دولتخانہ فیض کاشانہ پر رونق افروز رہتے سلسلۂ بیعت ورشادت قائم تھا معتقدین مقامات دور ودراز سے آکر مرید ہوتے اور ہفتون آپ کے مہمان رہتے مگر خود بدولت کبھی مریدون مین دورہ نفرماتے الا ماشاء اللہ

تحصیل علم

تکمیل واستفادہ

اعزہ خاندان وذوی القربیٰ مین یتامیٰ وبیوگان وبیچارگان کی سرپرستی بخلوص فرماتے اور سب کی خبرگیری فرض سمجھتے کبھی کسی کے پاس محض ملاقات یا مصاحبت کے لیے تشریف نہ لے جاتے روسائے حکام خود دولتکدہ پر گروہ گروہ حاضر ہوتے اور خواہش علاج روحانی وجسمانی کرتے آپ کی مجلس مین بجز ذکر خدا ورسول وعلما وصلحا دنیوی اذکار نہوتے تھے آپ کے استغنا وتوکل کی ادنیٰ مثال یہ واقعہ ہے کہ امیر الملک والاجاہ نواب سید صدیق الحسن خان بہادر رح سے بزمانہ طلب علم دہلی مین آپ کا رابطۂ موانست مستحکم تھا اب بعہد نوابی ریاست بھوپال حضرت کا ذکر خیر بتوسط ملک العلما مولنا حاجی سید محمد عبدالباری سہسوانی رح جو حضرت کے حقیقی برادرزادہ تھے نواب صاحب ممدوح کے گوش زد ہوا تو بفرط اشتیاق ملاقات ویاد آوری اتحاد قدیم استدعائے تشریف آوری کی اور بطریق زاد سفر ایک ہزار روپیہ نقد ارسال خدمت کیا آپ نے قدم رنجہ گوارا نفرمایا اور بادعیۂ وشکریہ روپیہ واپس فرمادیا چندے مکاتبت ومراسلت فیمابین رہی اور آپ نے اظہار مسرت ولطف فرمایا۔ تصنیف وتالیف کے مشغلہ سے کبھی خالی نرہے روزانہ کچھ اوراق تصوف واخلاق وحالات اولیا وسیر ومناقب مین تصنیف فرماتے متعدد کتابین مجلد ضخیم ہین طبع واشاعت کی جانب توجہ نہین فرمائی۔ اردو فارسی عربی تینون زبانون مین بے تکلف فی البدیہہ عبارت تحریر فرماتے نظم کی طرف بھی میلان طبع تھا چنانچہ ایک مجلد قصائد فارسی حمد ونعت ومنقبت اصحاب واہلبیت اظہار مدح بزرگان دین مین مرتب ہے۔ قصیدۂ علویہ کئی سو شعر کا تلمیحات واقتباس آیات واحادیث فضائل مرتضوی ورموز وکنایات معرفت وتصوف سے بھرا ہوا اور صنائع لفظی ومعنوی سے معمور ہے اس کی عجیب وغریب شرح جو متکفل حل نکات وغوامض وتفسیر آیات واحادیث بطریقت ہے آپ کے صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی افادت وارشادات سے تالیف کی ہے اور خود حضرت نے اسپر نظر ثانی فرمائی ہے اپنے باب مین بےمثل

تصنیفات

وعدیم النظیر ہے۔ شرف السادات بزبان اُردو حالات فقرا و اولیاے سادات سہسوان و تراجم بعض دیگر اہل کمال شاہد وسعت معلومات و تبحر علم ہے محرر سطور کو اس مبارک مسودہ سے جا بجا مدد ملی ہے ایک مجلد سیرت و حالات حضرت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب زمان خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ مین بزبان اُردو موجود ہے اس کے سوا چند رسائل عربی و فارسی علم تصوف مین اور ایک مجلد مصطلحات حضرات صوفیہ مین ہے۔ آپ ہر سال ایک مرتبہ دعوت عام درویشان و فقرا بصرف کثیر فرماتے اس مین دور دور سے درویش سالک و مجذوب آکر مہمان ہوتے تھے۔ جب زمانۂ حیات آخر ہوا تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اذکار و اوراد خاندانی و ملفوظات خاص حضرات آباے کرام رح و تصنیفات خود معہ چند کتب تصوف و معرفت و خرقہ و سجادۂ خلافت تفویض فرماکر وصایاے نافعہ تلقین فرمائین اور بعارضۂ استسقا بعمر ۶۶ سال ماہ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ ہجری مین بعد نماز مغرب کلمۂ تشہد پڑھتے ہوئے رہگراے عالم بقا ہوئے تغمدہ اللہ بغفرانہ۔ مادۂ سال وفات آیۂ کریمہ اِذَا اُمِّتَّہٗ اُسْرِلِفَتْ سے عزیزی مولوی سید اعجاز احمد معجز سلمہ ربہ نے مستخرج فرمایا جزاہ اللہ تعالےٰ خیراً ۱۳۰۹ھ

(۱۸) مولوی حکیم محمد بدرالدین فاروقی رحمہ اللہ تعالےٰ

آپ کے والد شیخ محمد صدرالدین عمری مقام تھانیسر ملک پنجاب سے سن شباب مین سہسوان آئے مولنا شرف علی رح نے آپ کی شرافت حسبی و نسبی کی وجہ سے آپکا عقد نکاح اپنی دختر سے منعقد فرمایا اُن کے بطن سے حکیم بدرالدین صاحب اوائل صدی سیزدہم مین متولد ہوئے اور مع برادر حقیقی خود یعنی مولوی حکیم نیاز احمد صاحب بطلب علم سفر کیا فضلاے مشہورین و علماے شہر دہلی سے اکتساب علوم درسیہ

متداولہ کرکے ہر دو فاضل متحیر ہوئے اور فن طب کی طرف توجہ فرمائی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی رح سے قانون شیخ بالاستیعاب پڑھا اور بعد تکمیل و فراغ درس و مطب آپ بیت السلطنت لکھنؤ مین رونق افروز ہوئے رسالدار نواب فقیر محمد خان بہادر نے بکمال قدردانی آپ کو اپنا مشیر و ندیم خاص بنایا اور آپ کو اظہار کمال کا موقع دیا۔ اعیان رؤسا و امرا نے آپکی طرف معالجات مین رجوع کی دائرہ علاج و مطب وسیع ہوا اور شہرت و نیکنامی عام ہوئی آپ طبیب فاضل و حکیم کامل تھے قانون شیخ الرئیس پر حواشی و تعلیقات تحریر فرمائے طلبہ علم کو ایک مدت درس دیا بتوسط نواب صاحب موصوف محلات شاہی و شاہزادگان کا بھی علاج و مداوا کیا اور صلہ و جائزہ کثیر پایا۔ طرز معاشرت ابتدا سے رئیسانہ رہا۔ اسپر امرائے لکھنؤ کی صحبت اطعمہ لذیذہ و پرتکلف کا شوق تھا دستارخوان پر احباب کا مجمع ہوتا تھا باورچیخانہ کے مصارف زیادہ تھے سیرچشمی و مروت و احسان و مہمان نوازی آپکے خاص اوصاف تھے جنکا ظہور اولاد امجاد مین بھی کامل طور پر تھا۔ چار صاحبزادے معدن علم و حکمت کے جواہر درخشان ہوئے ہر ایک کا تذکرہ بجائے خود درج ہوگا۔ چند بار مرض سرطان مین مبتلا ہوئے اور اپنے ہی علاج سے بفضلہ تعالےٰ شفا پائی آخر بمقام قصبۂ سندیلہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین بمرض مذکور وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۱۹) **مولوی حکیم نیاز احمد بن شیخ صدر الدین فاروقی رحمہما اللہ تعالےٰ**

آپ کی تعلیم و اکتساب علوم کی حالت ذکر ہو چکی ہے آپ بھی اپنے بھائی حکیم صدر الدین کے مثل حکیم حاذق و طبیب فاضل تھے شہر دہلی مین درس و مطب فرمایا مولنا سید نذیر حسین محدث دہلوی رح نے آپ سے شرح سلم ملاحسن و کلیات نفیسی وغیرہ پڑھی اور ایک جماعت طلبہ آپ سے فیضیاب ہوئی حالات محدث دہلوی رح مین آپ کا تذکرہ بھی فہرست اساتذہ مین مذکور ہے وفات کا صحیح سن دریافت نہو سکا آپ کے نامور خلف حکیم محمد نور الحسن رح تھے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۲۰) مولوی حکیم سیّد محمد اسد علی بن میر وجہ اللہ فاضلی رحمہما اللہ
ولادت تیرھوین صدی ہجری کے ابتدا مین ہے جب سن شعور کو پہونچے تو کسب علم کا
خیال آیا لکھنؤ کا سفر کیا وہان سے بنارس گئے مولنا غلام حسین بنارسی سے علوم عقلیہ
وریاضیہ استفادہ کئے اور پھر لکھنؤ مین مولوی قدرت علی صاحب لکھنوی وبعض
فضلاے فرنگی محل سے تحصیل وتکمیل فنون درسیہ بکمال توجہ ومحنت فرمائی مطالعہ
کتب ومذاکرہ علم مین شب وروز منہمک ومشغول رہے بعد فراغ درس علم طب کا
شوق ہوا اور کئی سال نامور شاہی طبیب حکیم مسیح الدولہ لکھنوی کے پاس درس ومطب
مین مصروف رہکر سند فضیلت حاصل کی اور اُنکے تلمیذ رشید شمار کیے گئے اور
مولنا حکیم محمد انور علی وغیرہ نامور علما واطبا سے مشاجرات ومناقشات رہے بعدہ وطن
واپس ہوئے اور تا آخر کہین باہر نہین گئے یہان درس علوم متداولہ ومطب وعلاج مرضی
مین اوقات صرف فرمائی اور نہایت سادگی وبے تکلفی کے ساتھ بسر کی بے طمعی وتواضع
وانکسار نفس وہمدردی غربا مین ضرب المثل ہوئے ایک جماعت اہل علم آپکے تلمذ سے
بہرہ یاب ہوئی آپ فضلاے منطبین وعلماے متبحرین سے تھے تقریباً ۱۲۸۳ھ ہجری مین
بعمر ۶۴ سال وطن مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے آپکے حقیقی برادرزادہ مولوی
سید ابن حسن صاحب بعمر ۹۵ سال موجود ہین اور بندہ سلیم وعقل مستقیم اتباع
قرآن وحدیث مین ثابت قدم اور اعانت ونصرت اہل حق مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین
اور مقدمات قانونی وعدالتی مین مہارت ودلچسپی تام ہے معاملہ فہمی وحلم ومستعدی و
سادگی مین امتیاز خاص رکھتے ہین اور باین سن وسال قانونی موشگافیون سے وابستگی ہے
اور نزاعی معاملات مین مہما امکن حصہ لیتے ہین سلمہ اللہ تعالے وابقاہ۔

(۲۱) مولنا سید محمد عبد الحسیب بن سیّد ہدایت علی قاسمی رح
سال تولد ۱۲۳۵ھ ہجری ہے کتب درسیہ فارسی وصرف ونحو عربی اپنے نانا منشی

سید فتح علی رح سے وطن مین تعلیم پاکر شہر مراد آباد بطلب علم گئے اور مولوی احمد حسن صاحب و مولنا قطب عالم صاحب مراد آبادی سے کتب درسیہ معقول و منقول و علم طب حاصل کیا اور دینیات کا زیادہ حصہ مولنا عالم علی محدث تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے استفادہ فرمایا پھر وطن آکر بخدمت قطب الاتقیا تاج الاولیا حضرت مولنا سید محمد تاج الدین حسن قدس سرہ سے علوم معارف و اخلاق و تصوف و نکات فنون غریبہ و دقائق زبان فارسی و مقامات حقیقت حاصل کیے اور استفادہ فیوض و برکات کما ینبغی کیا۔ اور طریقۂ نقشبندیہ و قادریہ مین آنحضرت سے بیعت کی اور خاندان چشتیہ مین سید المجاہدین مولنا سرفراز علی صاحب جونپوری رح کے مرید ہوئے بقدردانی قاضی محمد شمس الاسلام عباسی بدایونی بمشغلہ درس و تدریس علوم بدایون مین چند سال قیام فرمایا اور اہل شہر سے جماعت کثیر نے آپ سے استفاضہ کیا بعدہٗ ریاست وان پور ضلع بلند شہر مین علم دوست رؤسانے آپکو اپنے یہان بلاکر رکھا اور ایک مدت تک آپ کی خدمتگذاری کی حتے کہ سفر حرمین شریفین مین آپ اُنکے ہمراہ تھے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ علاوہ جامعیت علوم غریبہ عقلیہ و نقلیہ فارسی دانی و انشا نگاری و حل مشکلات و مہمات و فن تصوف مین دستگاہ خاص رکھتے تھے اور بغایت نیک نفس فرشتہ صورت بزرگ تھے بزمانہ آخر وطن مین آٹھ سال تک طلبہ علوم کو چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا اور ایک مدت مرض فالج مین مبتلا رہکر بعمر ۷۸ سال ۱۳۱۲ھ مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے۔ مزار منور متصل دروازہ جنوبی مسجد شاہ عطا محمد رح ہے آپ کے تین صاحبزادہ ذی علم طبیب موجود ہین سلمہم اللہ تعالے عزیزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ نے جو آپکے تلمیذ رشید ہین قطعہ تاریخ سال وفات موزون فرمایا ؎

عالم عصر صوفی صافی	ابو عبدالحسیب خوش سیرت	
از پے سال رحلتش معجز	گفت نے ریب داخل جنت	
	۱۲ ۱۳	

(۲۲) مولوی حکیم سید اشتیاق حسین بن مولوی سید بشیر الدین ہاشمی رح
آپکی ولادت تقریباً ۱۲۸۰ھ مین ہوئی کتب ابتدائیہ وطن مین پڑھکر بطالب علم سفر کیا۔ بدایون
مین مولنا محمد فضل رسول رح سے اور بریلی مین مولوی رحیم اللہ رح سے اکتساب فنون عقلیہ ونقلیہ
فرماکر دہلی پہونچے اور شاہی طبیب حکیم احسن اللہ خان دہلوی سے علم طب ومطب حاصل کیا
پھر وطن واپس آکر درس ومطب کی جانب متوجہ ہوئے اور صحبت ومجالست علما وفضلاے
عصر مثل مولنا سید اولاد احمد ومولنا سید سراج احمد رحمہا اللہ مین زیادہ وقت صرف کرتے اور انکے
مذاکرات ومشاغل علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ علم فقہ وعربیت وریاضی مین مہارت زیادہ
تھی تقلید کی طرف خاص رجحان تھا مسائل فرعیہ مین فقہ پر عمل پیرا تھے بعد شورش غدر
بذریعہ ملازمت انگریزی وتعلیم وتربیت اولاد ومعہ متعلقین بانس بریلی مین فروکش ہوئے حکام وقت
ورعایاے شہر وقوم نے آپ کی بڑی عظمت وعزت کی ملک متوسط ہند مین بعہدۂ ڈپٹی کلکٹری
مدت مدید مامور رہے پھر پنشن لیکر بریلی مین خدمات قومی واسلامی بکمال حمیت وہمدردی
اداکین اجراے یتیم خانہ وتعلیمگاہ آپکی عمدہ یادگارین ہین آنریری مجسٹریٹی وولنٹری آنریری میونسپل بورڈ سے ممتاز تھے۔ تربیت وتعلیم اولاد کی مثال بھی اعلیٰ وارفع قائم کی تینون
صاحبزادون کو حافظ وقاری قرآن وعالم وحاجی بنایا اور انگریزی کی اعلےٰ تعلیم دلائی چنانچہ سب
آپ کے سامنے بڑے عہدون پر فائز ہوئے آپ نہایت پختہ مزاج مدبر ودوراندیش
سعادت دینی ودنیوی سے بہرہ ور شہرت ونیکنامی مین بلند پایہ تھے باوجود سکونت
بریلی نکاح پسران ودختران خاندان واعزہ وطن مین کئے اور باہر غیر کفو مین قرابت
نہین کی آپ نے بعمر ۷۷ سال سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق یکم جون سنہ ۱۹۰۱ع مین رحلت فرمائی
مزار شریف باغ ترشاہ بانس بریلی مین ہے رحمہ اللہ

(۲۳) حکیم محمد نور الحسن بن حکیم شیخ نیاز احمد فاروقی رحمہ اللہ
آپ حکیم محمد بدر الدین سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ تھے علوم ابتدائی صرف ونحو

و منطق وغیرہ مولوی حکیم سید اسد علی سہسوانی سے تحصیل کیے بعدہ رامپور جاکر کتب درسیہ متداولہ علمائے عصر سے پڑھین پھر صناعت آبائی علم طب دہلی و لکھنؤ مین اطبائے نامی سے حاصل کرکے مشغول مطب ہوئے کتب معقولات و فقہ مین مہارت درس حاصل تھی طلبہ علم آپ سے اکثر مستفید ہوتے تھے مطب کی طرف توجہ خاص تھی اور تشخیص امراض و تجویز مداوا مین سرآمد اطبائے زمان تھے رؤسا و امرا کی استدعا پر وطن سے باہر گئے اور خاص ناموری حاصل کی اضلاع بلند شہر و علیگڈھ مین رؤسائے عظام نے بقدردانی تمام آپ کو ایک مدت رکھا۔ آخر مین سیٹھ لکھمی چند رئیس شہر متھرا نے باصرار تمام مشاہرہ معقول پر آپ کو بلایا اور فروکش کیا دولت و ثروت کثیر سے متمتع ہوئے اور مال و نقد بسیار پس انداز فرمایا۔ آخر عہد تک متھرا مین بشہرت و نیکنامی بسر کی۔ بعض مسائل فقہیہ مین آپ سے اور مولنا محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی رح سے تحریری بحثین ہوئین۔ اولاد ذکور مین ایک فرزند زوجہ اولیٰ سے اور ایک زوجہ ثانیہ سے آپ کے اعقاب ہین معرکۃ الآرا موتعون پر بمقابلۂ اطبائے نامور مثل حکیم محمود خان صاحب دہلوی و حکیم محمد ابراہیم خان لکھنوی وغیرہما آپ نے معالجہ و مداوا کیا اور کامیاب ہوئے آخر سنہ ۱۲۹۷ھ مین بمقام متھرا بعمر ۶۴ سال رہگرائے دارالبقا ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲۴) مولوی حکیم سید الٰہی بخش بن سید نبی بخش صالحی رحمہ اللہ

آپ حکیم نورالحسن صاحب کے ہم سن اور تحصیل علوم مین سہسوان و رامپور مین ہم سبق و رفیق رہے مولوی حکیم سید اسد علی رح سے کتب درسیہ پڑھ کر رام پور مین مختلف اساتذہ سے تکمیل درس کی بعض کتب معقولات شمس العلما مولنا محمد عبدالحق خیرابادی سے بھی استفادہ کیا بعد تکمیل فضیلت علم طب و طریقۂ مطب حکیم علی حسن خان لکھنوی

سے حاصل کرکے سند فراغ لی اور وطن واپس آکر علاج و تداوی مرضیٰ مین مصروف ہوئے کم سخنی و متانت طبع آپ کا وصف تھا مواقع بحث و مذاکرہ سے مجتنب رہتے تھے مطب ذریعہ معاش تھا اس لیے آپ خویش و بیگانہ سے یکسان تعلقات رکھتے تھے تقلید شخصی پر جمود تھا۔ آپ کے خلف رشید مولوی حکیم سید محمود عالم مرحوم ذی استعداد و نامور طبیب فخر خاندان ہوئے جیسا کہ مذکور ہوگا۔ سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین آپ نے رحلت فرمائی مزار نوشہرہ وطن مین ہے۔ عمر تخمیناً ۶۵ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۲۵) مولوی سید نیاز حسن بن حاجی میر فرخند علی رحمہ اللہ

آپ کے جد اعلیٰ قصبہ اکروٹیہ سے سہسوان آکر متوطن ہوئے رفتہ رفتہ سادات سے قرابت قائم ہوگئی۔ آپ نے مولوی الٰہی بخش و حکیم نور الحسن کے ساتھ مولنا اسد علی صاحب سے وطن مین اور اپنے ماموں مولنا عبد المجید رح سے استفادہ کیا اور پھر سفر رام پور مین بھی ہر دو صاحبان کے رفیق و ہم سبق رہے ذہین و ذکی اپنے ساتھیون مین قوت ادراک و فطانت سے موصوف تھے تحصیل درسیات کے بعد بتعلق بعض حکام انگریز ملک پنجاب مین بعہدۂ تحصیلداری مامور کیے گئے مشاغل علمی سے خالی نہ رہتے اور علم دوست حکام آپ کی قدر شناسی کرتے تھے مولوی سید ممتاز حسن آپ کے چھوٹے بھائی ڈپٹی انسپکٹر مدارس پنجاب مقرر ہوئے جو علوم جدیدہ سے بہرہ ور ریاضی مین ماہر حکام مین معزز تھے۔ پنجاب مین سنہ ۱۲۹۴ھ و سنہ ۱۲۹۶ھ مین دونون حضرات نے بتریسہ، مذکور وفات پائی رحمہما اللہ تعالےٰ

(۲۶) مولوی حکیم سید محمد یعقوب بن مولنا سید عبد العلی مہاجر مکہ رحمہما اللہ

آپ اہلیت علم و فضل سے صاحب وجاہت و تقویٰ تھے۔ سن و سال مین ہمسر ارباب

علم وحکمت مذکور الصدر سے بڑے اور تحصیل علم مین سابق تھے وطن مین مولنا اسد علی صاحب سے اکتساب علم کیا اور پھر رامپور و ٹونک مین تحصیل علوم وفنون کی مولوی عبدالواحد نابینا رامپوری سے کتب درسیہ پڑھین اور مولنا سید حیدر علی ٹونکی کی خدمت مین استفادہ کیا حکیم مولوی امام الدین خان دہلوی مقیم ٹونک سے کتب طب کی تکمیل کی اور ایک مدت مطب مین مشغول رہے اس فن سے مناسبت خاص تھی زہد و ورع و پابندی شرع وصلاح وسعادت وذکر وعبادت سے مزین اور محاسن اخلاق وفضائل موروثی وآبائی سے مجلی تھے نواب محمد علی خان والی ٹونک نے آپکے حقوق موروثی وعزت وشرافت قدیم کا اعتراف کرکے باکرام واحترام آپ کو معتمد خاص بنایا پھر بعد معزولی نواب ممدوح انکے ولی عہد نواب محمد ابراہیم علی دام اقبالہ نے مسند نشین ہوکر طبیب ریاست کے منصب پر ممتاز کیا اور بکمال عقیدت وخلوص آپ کی عظمت وعزت کی آپ فن خواص ادویہ وعلم نباتات ومعدنیات وترکیب ادویہ مین کامل اور تشخیص امراض وادراک اسباب وعلامات مین فائق الاقران تھے معرفت قواعد نبض وقارورہ وحذاقت علاج بدرجہ غایت تھی دواخانہ ریاست کے مہتمم بھی تھے ہمیشہ دیانت وتشرع کے ساتھ فرائض ادا کئے اور خویش وبیگانہ سے بحسن خلق و احسان وکرم ہمدردی فرمائی صبر واستقامت ورضا مین ثابت قدم تھے جوانمرگی اولاد سعید پر صبر جمیل کیا اب آپ کے دو خلف صالح موجود ہین۔ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی سید محمد میر رح ندیم ومصاحب نواب اور صاحب سلیقہ خاص ومبصر ومدبر تھے صاحبزادگان ریاست آپ کا احترام کرتے تھے اکثر تربیت واتالیقی نواب زادگان آپ کو تفویض ہوئی آپ کا ازدواج ثانی راقم کی خواہر کلان مرحومہ کے ساتھ ہوا آپ کو حضرت تاج الاولیا قدس سرہ کے ساتھ ارادت خاص تھی اکثر ندیم خلوت رہتے تھے سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین بمرض آکلہ دہن آگرہ مین وفات پائی۔

حضرت صاحب ترجمہ رح نے ریاست ٹونک مین بمرض فالج سنہ ۱۳۱۳ھ مین رحلت فرمائی رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۲۷) امام المتکلمین مولنا العلامہ سید امیر حسن رح بن میر لیاقت علی فاضلی رحمہ اللہ

ولادت باکرامت تقریباً سنہ ۱۲۴۳ ہجری ہے عمر کا ابتدائی حصہ تحصیل علم سے بالکل خالی رہا عنفوان شباب مین بعد ازدواج وتاہل محض بمقتضاے حمیت وغیرت نفس طلب علم کے لیے کمربستہ ہوئے اور وطن سے نکلکر علیگڈھ کول کا راستہ لیا وہان علامۂ عصر مولنا محمد عبدالجلیل مجاہد اسرائیلی رح کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور تلافی اوقات مافات مین توجہ مبذول ہوئی۔ عبد فیاض سے جوہر ذہن و ذکا وقوت حافظہ وسرعت فہم وضبط کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا اس وجہ سے اسرع اوقات مین منازل اکتساب وازدیاد بصیرت طے فرمائے اور دقائق علوم کی راہین کھل گئین بعدہ فرخ آباد مین مولوی بشیر الدین رح قنوجی سے تحصیل علم کی پھر بعض وسایل باعث سفر لکھنؤ ہوئے وہان علماے فرنگی محل وابوالبرکات مولنا تراب علی رح سے تکمیل فنون عقلیہ وحکمیہ وغیرہ فرمائی مگر تشنگی کم نہوئی اور اس سے پیاس نہ بجھی وہان سے دہلی کا رخ کیا اور چندے مولنا مفتی صدر الدین خان بہادر کے حلقۂ درس سے استفادہ فرما کر شیخ المحدث مولنا شاہ سید نذیر حسین رح و مولنا شاہ عبدالغنی محدث مجددی رح و مولنا شیخ غلام اسحق بنارسی تلمیذ علامۂ شوکانی رح کی خدمت مین کتب صحاح وغیرہ سماعاً وقراءۃً حاصل کرکے سند لی آپ کے سوا دیگر مشائخ کرام سے اسانید کتب حدیث اخذ فرما کر وطن تشریف لائے اس مین تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونا اور اس قلیل مدت مین فراغ حاصل کرنا اسکے ساتھ تبحر ووسعت نظر وسلیقہ وعظ وبحث فوق الوصف ہر شخص کو موجب

صد حیرت و استعجاب ہوا جو کچھ اساتذہ سے پڑھا اور مذاکرات مین حل ہوا اور جو مضامین مطالعۂ کتب سے حاصل ہوئے مِن وعَن مستحضر فی الذہن تھے وطن آئے تو یہان علم کا بازار سرد پایا اہل فضل رحلت کر چکے تھے اور جو باقی تھے بسبب تعلقات معاش وطن سے باہر تھے آپ نے سوتون کو جگایا غافلون کو ہشیار کیا بیدینون کو دیندار اور جاہلون کو عالم بنانے کی کوشش مین خورد و خواب کی پروا نہ کی ہر موقع پر ضبط و استقامت و تحمل سے کام لیا اور موعظہ حسنہ و تواضع و ملاطفت پر کاربند رہے انجام کار خلوص قلب نے مساعی دینی مین رنگ تاثیر دکھایا اور بھولے بھٹکون کو شاہراہ مقصود پر کھینچ لائے بیدین پابند شرع اور غافل عامل اور جاہل عالم ہو گئے یہ لاریب کرامت نفس قدسی و تائید الٰہی تھی۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ ایک جماعت کثیر نے طلب علم پر کمر باندھی اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوئی باصرار اعیان تجار و رؤسائے دہلی چند سال آپ نے دہلی مین قیام فرما کر تشنگان علم و ہدایت کو چشمۂ فیض و خط و ارشاد سے سیراب کیا ارباب ملل باطلہ و ادیان منسوخہ سے تحریری و تقریری مباحثات کیے جنمین بجز حمایت دین برحق و اعلاے کلمۃ اللہ ریا و عجب کا نشان نہ تھا اسی وجہ سے ہر معرکہ مین غالب و منصور رہے۔ جامعیت فنون معقول و منقول و فروع و اصول کے ساتھ معرفت حقائق دینیہ و حکم شرعیہ و علوم کتاب و سنت مین امام عصر و مجدد وقت تھے چونکہ شرائط اجتہاد و قواعد استنباط مجتمع تھے اس سبب سے تقلید شخصی سے برکنار مجتہد فی المذہب تھے ہر جزئیہ کو دلائل کتاب و سنت سے ثابت فرماتے اور اور منحرفین کو صراط المستقیم پر پہونچا دیتے رد بدعات و نہی منکرات مین ید طولیٰ رکھتے تھے علم کلام و اصول مین فائق الاقران اور تحقیق مسائل متنازعہ مین بیدیل زمان تھے کتب ادیان مختلفہ پر نظر تھی اور بکمال قوت حافظہ مضامین و عبارات بلفظہ مستحضر رکھتے تھے خوش بیانی کی تاثیر دلون کو مسخر کرتی اور حسن خلق کی ادا دشمن کو دوست

آثار عجیبہ

فضائل علمی

صفات و اخلاق

بنا دیتی تھی مخالفین آپ کے وعظ مین بدلچسپی تمام محو ہوتے اور اہل بدع دا ہوا اُنپے
عقائد باطلہ واعمال سیئہ سے تائب ہوکر جاتے - درس وافادہ کی یہ برکت مشاہدہ کی گئی
کہ مبتدی اقل مدت مین درجہ فضیلت پر فائز ہوگئے اور آپ کے مستفیدین صحبت ہادی
ورہنماے دین بن گئے ہر سو توحید وخدا پرستی کے آوازے بلند ہوئے اور ہر مجلس
مین قال اللہ وقال الرسول کے چرچے ہونے لگے قیام دہلی کے زمانہ مین شہرہ علم و
فضل وآوازۂ کمال دور دور تک پہونچ چکا تھا بنابرین عمائد شہر میرٹھ وعلم دوست
تجار جو حمیت دینی وقدر دانی اہل حق سے موصوف تھے آپ سے قیام میرٹھ پر مُصر
ہوئے خصوصاً رئیس تجار باوقار شیخ الٰہی بخش مرحوم نے آپ کی خیر مقدم کی یادگار مین
ایک وسیع مدرسہ اسلامیہ عربی کی بناڈالی اور اسکا سنگ بنیاد حضرت کے دست مبارک
سے رکھا گیا اور وہ مدرسہ دینیہ بالکل آپ کی حفاظت ونگرانی مین دے دیا آپ نے
بھی بخلوص نیت لوجہ اللہ اپنی اوقات کو اُسکی خدمت کے لیے وقف فرمادیا - علاوہ
طلبۂ شہر دور ودراز مقامات سے طالبان علم آکر آپ کے خرمن فیض سے خوشہ چین
ہوئے اور دامن مراد گلہاے مقصود سے بھر کر اساتذہ عصر ہوئے - وطن سے
بالخصوص شرفاے سادات واہل قرابت سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور
اِنکو حلیۂ علم وفضل سے آراستہ فرمایا جنمین بہت سے علامہ زمان وفخر دوران نکلے چنانچہ
آپ کے خلف شمس العلماء مولنا سید امیر احمد رح وتلمیذ خاص رئیس الفضلا مولنا حاجی
سید عبد الباری رح ومولنا حاجی سید سبط احمد رح ومولوی سید محمد نذیر رح ان حضرات کا تذکرہ
مفصل درج ہوگا اہل وطن کے سوا آپ کے نامور شاگرد مولنا محمد تراب علی مرشد آبادی
سلمہٗ وقاضی محمد احتشام الدین مراد آبادی وغیرہما بالاستیعاب آپکے چشمۂ فیض سے
سیراب ہوئے اس دور مین سہسوان سے جو کچھ آوازۂ علم وفضل بلند ہوا وہ سب آپ ہی
کی برکات انفاس کا اثر تھا جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیراً - آخر زمانہ مین مدرسہ میرٹھ کا

انتظام اپنے نائبین و تلامذہ کے ہاتھ مین دے کر پابندی سے آزاد ہو گئے میرٹھ مین کم اور وطن و علیگڈھ مین زیادہ قیام فرماتے تھے وطن مین درس قرآن و حدیث و مذاکرہ و مناظرہ مین صرف اوقات فرماتے اور طلبۂ مستعدین کو باہم دینی مسائل مین بطور بحث مشغول کرتے عوام کو ترک منہیات و پابندی صوم وصلوٰۃ کی طرف بحسن مساعی ترغیب دیتے مسجد غلام علی شاہ مین روزانہ درس ہوتا طلبہ علم مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہر جمعہ کو آپ وعظ قرآن و حدیث سے مجمع کثیر کو مستفید فرماتے اگر کوئی غیر مذہب آجاتا تو نہایت خوبی کے ساتھ مطالب کی بناء اسکے مذہب کی طرف پھیر کر نرمی و خوش بیانی کا جوہر دکھلاتے ہوئے اصولاً و فروعاً احقاق حق و ابطال باطل فرما کر مخالف کی تشفی کر دیتے مذاہب باطلہ کے جزئیات مع ادلہ و مالہا و ماعلیہا بیان کرتے۔ پادری ہاسکن بورڈین مقیم بدایون و پادری اسکاٹ انگریز مقیم بریلی جو فرقہ نصارا کے نامور قسیس و عالم تھے اور بڑے محقق و مناظر سمجھے جاتے تھے بارہا آپ سے برسر بحث ہوئے اور آپ کی وسعت نظر و تحقیق مذاہب کا لوہا مان گئے۔ اکثر سہسوان بھی آپ کی ملاقات کو آئے اور وعظ سنے دونون کا اعتراف تھا کہ ایسا محقق آج کوئی اور نہین ہے آپ کو الزام و اسکات خصم مین قوت خداداد ہے پادری اسکاٹ نے جب ولایت مین آپ کے انتقال کی خبر سنی تو انگلستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار مین آپ کے متعلق مضمون طویل شائع کیا جس مین آپ کی علمی و تحقیقی فضیلت و قوت بحث دکھا کر آپ کو علماے ہند مین بیمثل و یکتا تسلیم کیا ہے۔ اَنْفَضَلَ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

علامہ نحریر مولنا محمد بشیر صاحب محدث سہسوانی ؒ آپ ہی کے فیض صحبت و ارشاد سے سالک جادۂ تحقیق و تارک تقلید ہوئے اور جب مولنا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی سے مسئلہ وجوب زیارت پر مباحثہ و مناظرہ ہوا اور طرفین سے رسائل تصنیف کر شائع ہوئے تو آپ کی آخری تصنیف جسپر کہ بحث کا خاتمہ ہوا ہنوز غیر مکمل تھی کہ

اتفاق سے مولنا محمد بشیر صاحب حضرت مولنا سے ملاقی ہوئے اور بعض مقامات مبحوثہ
مین اپنا تحیر وضعف بیان فرمایا اور مولنا لکھنوی کا رسالہ پیش کیا آپ نے فورا فرمایا
کہ آپ کے مقابل کی تصنیف کا ماخذ کتاب شفاء اسقام علامہ سبکی رح ہے اور اس کا
جواب باصواب ورد بلیغ صارم منکی مصنفہ امام محمد بن عبد الہادی رح ہے ساتھ ہی اسکے
بعض مقامات جو ذہن مین محفوظ تھے سنا دیے اس بشارت واشارت سے کچھ
کام چلا اور کتاب کی جستجو ہوئی آخر آپ ہی نے مولوی عنایت اللہ ساکن بمبئی سے وہ
کتاب مطلوب منگا کر مولنا کے حوالہ کی اور جواب مکمل ہو کر لاجواب ثابت ہوا۔ آپ کی
تصنیفات مسائل متنازعہ ورد بدعات وحمایت سنت مین تلامذہ واحباب کے نام سے
شائع ہوئین انکی تعداد کثیر ہے رسائل متوسطہ ہمیشہ ایک دو جلسہ مین لکھا دیتے اور
نقل عبارات مستندہ کے لیے کتابون کی طرف کمتر رجوع فرماتے بمدد قوت حافظہ کتب
فقہ واصول وفتاوے وکلام کی طویل عبارتین بلفظہ زبانی پڑھ کر سناتے کاتب انکو قلمبند
کر لیتا اکثر صفحہ وسطر وباب وغیرہ کا صحیح پتا بھی بتا دیتے جسپر سامعین متحیر ومتعجب ہوتے
تھے۔ رسالہ تلک عشرۃ کاملہ مولفہ مولوی سید محمد نذیر سہسوانی مین لکھا ہے کہ آپنے
الہیات شفا پر ایک حاشیہ مسمی بحر وافر تصنیف فرمایا تھا ریاست حیدر آباد دکن
مین جب بعض کتب شیعہ کی تردید وجواب نویسی کا انتظام درپیش ہوا اور والی
دکن نے ملک المناظرین حضرت مولنا محمد حیدر علی فیض آبادی تلمیذ رشید مولنا
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مصنف منتہی الکلام وازالۃ الغین کو باوجود کبر سن و
ضعف قوی اس امر مہتم بالشان کا متکفل بنایا آپ نے طوعا وکرہا بعد عذر ضعف و
اضمحلال پیری قبول فرمایا اور استدعا کی کہ کوئی معین صاحب بصیرت وعالم وسیع النظر
شریک مہم آپ کو دیا جاے چنانچہ آپ ہی کے انتخاب وتجویز پر حضرت مولنا مرحوم کو
بمشاہرہ چار سو روپیہ ماہوار بوعدہ اضافہ آئندہ تا یکہزار روپیہ ماہوار طلب کیا گیا اغوذہ

تصنیفات

تحریک حیدر آباد

واحباب نے بھی ترغیب دی مگر آپنے فرمایا کہ مین اپنے اوقات درس و وعظ کو مباحثات ومشاجرات مین صرف کرنا اور تقرب امراؤ وعیش وتنعم اختیار کرنا نہین چاہتا ایک دیندار عالم کے لیے اس سے بڑھکر کوئی فتنہ نہین ہے۔ یہان سے آپ کے استغنائے نفس وقناعت وخلوص سعی کا پتا لگتا ہے اور میدان علم وتحقیق وبحث ومناظرہ مین ایک علامہ عصر کی نظر نے آپ کی ذات مجمع کمالات کو تمام ہند مین منتخب کیا اس سے آپکی فضیلت واعتراف اہل فضل ظاہر ہے حسن خلق وتواضع وبذلہ سنجی ورنگینی طبع خاص شعار تھا گویا ع جوانون مین جوان بوڑھون مین بوڑھے لڑکون مین لڑکے * آخر مین آپ کے مشاغل کا بڑا حصہ عبادت وذکر وریاضت نفس تھے ایک مرتبہ بذوق وشوق تمام حضرت شاہ رحیم اللہ خان سنبھلی خلیفہ ومرید حضرت خواجہ سید آل احمد شاہ سہسوانی قدس سرہ کی خدمت مین وطن سے سنبھل گئے اور بحسن ارادت وخلوص قلب چند روز استفیض صحبت رہے۔ اگرچہ بطریقہ معروفہ انعقاد بیعت نہین ہوا مگر فیض روحانی و تجلیات ربانی سے مالامال ہوکر وطن واپس ہوئے اور شیخ کے کمال وکرامات کے بیحد مداح تھے۔ اسکے بعد حالت مین زیادہ تغیر ہوا اور جذبۂ معرفت نے تمام اشغال سے سبکدوش کرکے کنج خلوت مین زاویہ نشین بنا دیا بجز ذکر وفکر ومجاہدہ کوئی کام نکرتے تھے اسی حالت مین علیگڈھ تشریف لے گئے اور وہین معمولی ناسازی طبع مین بروز دوشنبہ یازدہم صفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری کو جوار رحمت کی طرف منتقل ہوئے رحمہ اللہ تعالے اس حادثہ کی تاریخ اخی مکرم مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج العلماء نے بصنعت صوری ومعنوی فی البدیہہ تصنیف فرمائی ؎

رحلت حضرت سے کیون عالم نہو ماتمکدہ	غم سے سینہ شق ہو ہر طفل وجوان وپیر کا
ندا محمود کو ہاتف نے بہر سال فوت	لکھ صفر کی گیارھوین اور نیک دن ہو پیر کا

یزی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہ نے آیہ پاک وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۹۱ ۱۲ سے ۹۱ ۱۲ھ

اعداد مطلوبہ مستخرج کیے جزاہ اللہ تعالے

(۲۸) مولوی شیخ محمد سخاوت حسین خلف محمد افضل حسین انصاری رح

آپ نے اولاً مرادآباد درام پور کا سفر کیا اور علماے وقت سے تحصیل فنون رسمیہ درسیہ کی بعدہ لکھنؤ گئے اور عربیت و فقہ و اصول کی تکمیل کی اور بعد فراغ درس نظامیہ و علوم متداولہ وطن واپس ہوکر درس و تدریس مین مشغول ہوئے۔ صرف و نحو عربی سے آپ کو خاص مناسبت تھی جزئیات مسائل نوک زبان پر تھے اور تصانیف ائمہ نحو مستحضر رکھتے تھے اکثر بحث و مذاکرہ مین اپنے مقابل کو مشاجرات نحویہ مین لیجا کر ملزم و ساکت فرمادیتے تھے۔ سلسلۂ طریقت مین شاہ محترم علی صاحب خیرآبادی رح کے ہاتھ پر بیعت کی اور صوفیت مروجۂ عام سے قدم آگے نہ بڑھایا باوجود علم و فضل ظاہر تقبیل مزارات و استعانت اموات و بدعات عرس و نذور غیراللہ کو مباح خیال کرتے اور عظمت تعزیۂ علم کو موجب ثواب سمجھتے تھے تعظیم مرشد کا یہان تک حق ادا کرتے کہ قصبہ خیرآباد پہونچ کر پانوں سے نعلین اُتار دیتے اور کوچہ و بازار مین برہنہ پا پھرتے مجالس میلاد و سماع مین شریک ہوتے سمسوان مین آپ کے خالہ زادہ مولوی سید عبدالصمد شاہ رح آپ کے شاگرد رشید تھے نواح بلند شہر و علیگڈھ مین بقدر دانی رؤساے علم دوست برسون قیام فرمایا اور طلبہ علم آپ کے فیض تعلیم سے بہرہ ور ہوئے مہمان نوازی و سیرچشمی آپ کا وصف خاص تھا ایک دو مہمان کے لیے اپنی گھر کی بکری گاے ذبح کردیتے تھے اسم بامسمے تھے آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولوی قطب الدین عرف پردیسی برصحاری سہیل ہند مقابل فرقہ آریہ اس زمانہ مین مشہور دیار و امصار ہین اکثر لکھنؤ مین قیام رکھتے ہین۔ آپ کی رحلت بعمر ۶۲ سال سنہ ۱۲۹۹ھ مین بمقام خیرآباد ہوئی رحمہ اللہ تعالے وغفرلہ

(۲۹) مولوی حکیم سید احمد حسن بن قاضی سید محمد حسن صاحبی رحمہما اللہ تعالیٰ

آپ نے ابتداءً وطن مین تحصیل علم کی اور پھر دہلی جاکر فنون متداولہ اکتساب فرمائے چونکہ ابتدا سے فارسیت کی جانب بھی میلان طبع اور نظم و نثر فارسی لکھنے کا شوق تھا دہلی مین مرزا اسد اللہ خان غالب سے مشورہ کرتے اور کاملان فن کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے بعد تکمیل درس عربی بتوسل بعض اعزہ مقتدر و ذی جاہ ریاست بڑودہ ملک گجرات تشریف لے گئے وہان نامور طبیب حکیم ہاشم علی خان موہانی سے علم طب استفادہ کیا اور مطب و علاج مین مصروف ہوئے بوجہ تعلقات ملازمت ریاست و قدردانی رؤسا بڑودہ مین سکونت اختیار فرمائی اور اپنے اقارب و اخوان کو بھی پاس بلاکر خدمات ریاست پر مامور کرادیا بامروت و سیر چشم و کریم و مہمان نواز و قدرشناس اہل علم تھے مطالعہ کتب و صحبت ارباب کمال و تصنیف و تالیف و شاعری و انشا نگاری مین زیادہ دلچسپی کے ساتھ اوقات بسر فرماتے علما و شعرائے صادر و وارد کو بشوق تمام مہمان رکھتے تھے مولنا سید احمد حسن عرشی قنوجی رح بن مولنا سید اولاد حسن رح جو نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم کے برادر کلان صاحب فضل و کمال تھے جب بعزم حج بیت اللہ چلے تو بڑودہ مین آپ کے مہمان رہے اور وہین وفات پائی یہ واقعہ ۱۲۷۸ھ ہجری کا ہے۔ نواب صاحب ممدوح رح سے اسی بنا پر آپ کا تعارف و رابطہ و داد ہوا اور اکثر کتب مصنفہ آپ کو بھیجین نواب صاحب رح نے اتحاف النبلاء وغیرہ مین تحت ترجمہ مولنا عرشی رح آپ کا ذکر خیر لکھا ہے اردوے معلے مین مرزا غالب کے چند خطوط دوستانہ آپ کے نام ہین۔ آپ کا کتب خانہ علوم و فنون مختلفہ کی کتابون کا بڑا ذخیرہ تھا بڑودہ مین ۱۳۱۰ھ ہجری کو بعمر ۶۵ سال [illegible] فرمایا آپ کے فرزند ارجمند سید محمود حسین سلمہ ربہ جانشین پدر ہین۔ آپ

محرر سطور کے قریبی خال باافضال تھے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۰) مولوی حکیم امداد حسین بن شیخ امیر اللہ رحمہ اللہ زبیری

آپ اپنے سلف کے سرمایۂ ناز خلف اور فخر خاندان تھے مسکن آبائی محلہ دہلیز ہے قاضی محلہ کے اہل کمال کی صحبت نے تحصیل علم کا شوق دل مین پیدا کیا اور اساتذۂ عصر سے مستفید ہو کر بطلب علم سفر کانپور و لکھنؤ کیا ذکاوت ذہنی و استعداد فطری سے چند سال مین کتب درسیہ معقول و منقول علماے وقت سے بغور و تدبر پڑھین فنون منطق و فلسفہ و ریاضی مین مہارت تامہ حاصل کی اور فاضل متبحر ہوئے اور علم طب و طریقہ علاج و مطب بمحنت تمام حاصل کر کے بعد مدت وطن مالوف کا رخ کیا مزاج مین صفائی و نکاست تھا نازک دماغی و لطافت طبع بدرجہ غایت تھی لکھنؤ کی طرز معاشرت و تہذیب پر کاربند ہوئے فنس و پالکی مین سوار ہونا پسند فرماتے افسوس کہ زمانہ ناقدر شناس ہے با این ہمہ علم و فضل و حذاقت خلیق و متواضع بھی تھے مگر خودداری کے ساتھ لہذا اہل وطن نے اجنبیت کی نظر سے دیکھا اور عوام کو آپ کی سنجیدگی سے وحشت ہوئی مطب کو فروغ نہو سکا آخر بحالت نامساعدت روزگار بعمرہ ۴۸ سال عالم بقا کو رحلت فرمائی

سنہ ۱۲۹۵ ھ سال وفات ہے رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳۱) حکیم شیخ مصطفےٰ علی ولد منشی کرم الدین صدیقی رح

آپ مولوی حکیم بدر الدین رح کے خواہرزادہ تھے عربی صرف و نحو وغیرہ سے فارغ ہو کر کتب طبیہ فارسی و عربی مین توغل کیا اور حکیم صاحب موصوف سے طریق علاج و مداوا مین مستفید ہوئے تشخیص امراض و تجویز معالجہ مین حاذق تھے زبان فارسی و تعلیم کتب درسیہ فارسی مین ممتاز تھے کتب طبیہ فارسی کا ہمیشہ درس قائم رکھا آپ کے مشاہیر

تلامذہ سے آپ کے فرزند حکیم انوار الحسن اور اعزہ مین حکیم سید ابن علی و حکیم سید عبد الحق و حکیم سید نظر حسن[۱] و حکیم شیخ بدر الحسن وغیرہم ہوئے آخر عمر مین نابینا ہو گئے اور بعمر ۷۰ سال ۱۳۰۲ھ ہجری مین انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالے

(۳۲) حضرت مولنا شاہ محمد سعید بن مولوی سید بہاء الدین حسن فاضلی رح

آپ حضرت تاج الاولیا رح کے حقیقی برادر زادہ تھے ابتدائی زمانہ حضرت ہی کی خدمت مین بسر کیا اور تربیت و تعلیم فرزندانہ پائی نظر کیمیا اثر نے حالت مین فقر اور طبیعت مین آزادی پیدا کر دی با این ہمہ تحصیل علوم و اکتساب فنون کی جانب متوجہ ہوئے کلام اللہ شریف معہ قرات سبعہ و تجوید حفظ کیا اس کے بعد چند سال مین دہلی و لکھنؤ قیام فرما کر علوم درسیہ معقولہ و منقولہ و تفسیر و حدیث و فقہ تحصیل کیے سرعت فہم و ذکاوت و قوت حافظہ کا وصف بمرتبہ نہایت رکھتے تھے جذب معرفت و کیفیت وجد و ذوق عرفان فطری تھا لہذا علوم ظاہری کے ساتھ معارف باطنی کا دریا موجزن رہا ہنگام تلاوت قرآن مجید جوش رقت قلب ہوتا اور آبدیدہ ہو جاتے خشیت الٰہی کا اثر تغیر شیوہ و لرزہ اندام سے ظاہر ہوتا اور کبھی استغراق و محویت کی حالت طاری ہو جاتی - تکمیل تحصیل ظاہری و طی مراحل باطنی کے بعد وطن تشریف لائے با اتباع سنت و حکم بیعت عقد نکاح کیا اور چند سال مقیم رہے بعدہٗ لکھنؤ کا رخ کیا اور تا آخر حیات وہین رہے تعلقات دنیوی کو وطن سے نکلتے ہی خیرباد کہی - ہر صنف خط مین خوشنویس کامل تھے کتابت قرآن کا مشغلہ کیا اور مطابع کو باجرت کاپیان لکھ کر دین اور بسر اوقات فرمائی مجاہدہ نفس و تزکیہ باطن و عبادت شغل شبانہ روزی تھا بعدہ جذب و سکر کی منزل مین قدم پہونچا مگر خلاف شریعت مصطفوی کوئی امر سرزد نہوا تا دیہ فرائض و سنن مین غایت قدم تتبع قرآن و حدیث رہے اور باوجود عدم اشتغال علوم ظاہری

[۱] آپ سید نظر حسن برادر زادہ حکیم سید ابن علی مرحوم کے داماد تھے

و ترک درس و مطالعہ آپ کے استحضار علم پر علماے زمانہ انگشت بدندان ہوتے تھے معضلات فنون و دقائق علوم بے غور و فکر حل فرما دیتے اور عبارات کتب زبانی سنا دیتے۔ تاثیر و قبولیت کا یہ عالم تھا کہ عمائد امرا و رؤسا اور حکام و اعیان شہر لکھنؤ و مضافات کا در دولت پر انبوہ رہنا اور نوبت بنوبت حاضر خدمت بابرکت ہو کر ملتجی دعاے قضاے حاجات ہوتے عامہ مخلوق ہندو و مسلمان بغرض استمداد رجوع کرتے مقتدر انگریز و حکام ہر صیغہ کلکٹر و کمشنر وغیرہ بھی حاضر ہو کر تکریم و تعظیم بجا لاتے تھے مشہور صاحب مطبع منشی نول کشور سی۔ ایس۔ آئی۔ آپ کو اپنی عزت و دولت کا ذریعہ سمجھتے اور بکمال عقیدت روزانہ حاضر خدمت ہوتے اور ہر تیسرے روز آپکے کھانے کے لیے خود کھانا لیکر آتے اور دست بستہ سامنے کھڑے رہتے۔ اسی کھانے پر آپ قناعت فرماتے تھے اور کسیکا ہدیہ و نذر نقد و جنس قبول نہ فرماتے اعزۂ وطن سے جب کوئی فائز خدمت ہوتا بحسن خلق و محبت پیش آتے۔ راقم سطور ایک مرتبہ وطن سے ریاست بھوپال کو واپس جاتے ہوئے راستہ مین لکھنؤ اُترا اور حاضر خدمت اقدس ہوا بغیر تعارف و ملاقات سابق بطریق بزرگانہ میرا نام لیکر اظہار مسرت فرمایا اُٹھ کر بغلگیر ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا اور خود بخود حصول مقصد کی بشارت دی چنانچہ بھوپال پہونچکر اسکا فوراً ظہور ہوا وقت رخصت بستہ کھولکر ایک روٹی کا ٹکڑا اور پان کی گلوری مرحمت فرما کر دعاے غنای نفس و سلامتی ایمان دی۔ مجکو اُس حالت کشفی و اطلاع مافی الضمیر پر آجتک حیرت ہے برکت پارۂ نان یہ پاتا ہون کہ بحمد اللہ اب تک محتاج غیر اللہ و منت کش مخلوق نہوا بلکہ اہل مال و دولت سے زیادہ فارغ البالی و خوشحالی مین بسر کی اور محسود و محسّد رہا۔ اب گلوری پان کی برکت کا امیدوار ہون کہ رحمت الٰہی سے خاتمہ بالخیر ہو سرسبزی نخل ایمان و سرخروئی آخرت سے بہرہ ور ہون

بعض علوم

ملاقات راقم

وَذٰلِكَ لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ وفات شریف لکھنؤ مین سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین ہوئی کسی بیدین شقی نے اپ کے کھانے مین زہر ملا کر شہید کیا قدس اللہ تعالے سرّہٗ وجہرہٗ۔ اس واقعہ کی تاریخ سید المورخین عزیز معجز سلمہ ربہ نے یہ لکھی ہے ؎

امام ظاہر و باطن امین سرّ خدا	نمود عزم سفر سوے جنت المأوے
بگفت از پئے تاریخ مصرعے معجز	وفات شاہِ محمد سعید تو رہ دے

(۳۳) شمس العلما مولنا سید امیر احمدؒ بن مولانا سید امیر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ کی ولادت تقریباً سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین ہے جب آپ کے والد بزرگوار بعد فراغ اکتساب علوم وطن واپس ہوئے تو آپ کی تعلیم کی جانب توجہ فرمائی اور قیام دہلی و میرٹھ مین آپ کو اپنے پاس رکھا بفحواے الولد سرّ ابیہ جودت ذہن و قوت حافظہ مین عدیم النظیر تھے تیزی فہم و جسارت و جولانی طبع و بیباکی سے موصوف اور بحث و جدل کی طرف راغب تھے اقل مدت مین جملہ علوم درسیہ و کتب متداولہ اپنے پدر بزرگوار سے جودت و اتقان کے ساتھ استفادہ فرما کر مشغول درس و تدریس ہوئے خیر التکلمین مولنا الحاج اخونا سید محمد عبد الباری رح آپ کے ہمدرس و سہیم مشاغل رہے اور باہم ارتباط دوستانہ و محبت برادرانہ رکھتے تھے۔ بعد قطع تعلقات میرٹھ حضرت شمس العلما نے دہلی خورجہ آگرہ لکھنؤ بریلی بدایون آنولہ وغیرہ مختلف اوقات مین قیام فرمایا اور ہر جگہ طلبہ علم درس و تعلیم سے مستفید ہوئے جامعیت فنون عقلیہ و نقلیہ و مذاق ادب و معقولات و فطانت و تفنن طبع و استحضار علوم و جودت حافظہ مین سرآمد فضلاے عصر تھے جس کتاب کو دیکھ لیتے وہ ذہن مین محفوظ ہو جاتی اکثر عبارات طویلہ زبانی نقل فرماتے اکثر اشعار عربی مرحاسہ و دیوان متنبی و مقامات حریری کا لحفظ تھے متون منطق و حکمت و نحو و بلاغت کے درس مین

اقوال کثیرۂ شارحین ومحشین بیان فرماتے اور بحث ومناظرہ مین طرز استدلال متکلمانہ وفلسفیانہ پر قادر تھے اور بوجہ جامعیت علوم واستحضار مضامین مقابل پر غالب آتے تھے نام آور علما سے مجالس بحث ومجادلہ منعقد کین اور گاہ بشوق طبع وحدت ذہن خلاف مخالف پر ضد واصرار کیا اور اپنے دعاوی کی تائید اور خصم کی تردید زور شور سے کی یہ تفنن ابتدا مین زیادہ تھا۔ تقریباً ۱۸۷۵ء مین گورنمنٹ ہند نے عربی ورنیکولر مدارس جاری کیے اور آگرہ مین اسی صیغہ کی مدرسی اول پر آپ مامور ہوئے اور قریب تین سال فرائض درس وتعلیم انجام دیے وہین حقیر راقم سطور بھی آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوا اور ایک جماعت کثیرۂ طلبہ علم کے ساتھ آپ سے اکتساب علم کیا علامہ مولنا محمد بشیر سہسوانی رح مدرسہ سینیٹ جونس کالج مین عربی فارسی کے پروفیسر تھے اور آپ مدرسہ عربی کے صدر مدرسین اور میرے اخ معظم حضرت مولنا سید محمد عبدالباری رحمہ اللہ علم ادب وریاضی کے مدرس اعلےٰ تھے ہر سہ فضلاے سہسوان اپنے اپنے مکان پر بھی مختلف فنون معقول ومنقول طلبہ علم کو پڑھاتے اور تصنیف وتالیف وبحث ومناظرات وعظ ودرس مین شب وروز مصروف رہتے تھے تینون ہموطن اور باہمی تعلقات قرابت کے سوا رابطۂ محبت ویگانگی بدرجۂ غایت رکھتے تھے شمس العلما رح اکثر اپنے زور طبع مین غیر کی موافقت گوارا نفرماتے اور مسائل مختلفہ مین مولنا شیخ محمد بشیر رح کے مقابل ہوجاتے تھے اور تردید مین زور قلم وزبان صرف فرمادیتے تھے اور کبھی نزاع بڑھ کر باہمی شکر رنجی کی کیفیت بھی نمایان ہوجاتی تھی اور فاضل علامہ اخی معظم رح جو دونون حضرات پر اثر خاص رکھتے تھے باہم مصالحت وتجدید اخلاص مین سعی فرما کر پھر شیر وشکر کردیتے تھے اور دونون بزرگ بصفاے قلب متحد ہوجاتے تھے ہر سہ ارباب کمال حقیر کے استاد تھے سلوک جادۂ تحقیق واتباع خاص کتاب وسنت ہر ایک کا نصب العین تھا پیروی عقائد سلف ورد شرک وبدعت مین ہر ایک ممتاز تھا

حضرت شمس العلما جب بتقریب نکاح اول قصبۂ خیرآباد مین میر محمد حسین خان بہادر سہسوانی
کے مکان پر فروکش تھے مولنا محمد عبد الحق بن مولنا محمد فضل حق خیرآبادی رح سے ملاقی
ہوئے اور باہم آمد و رفت رہی مولنا خیرآبادی کی بعض تلامذۂ ممتاز بھی آپ کی خدمت مین
حاضر ہوتے تھے ایک صحبت مین آپ نے باثنائے تذکرۂ علم و فضل مولنا فضل حق رح مولنا
شاہ محمد اسمعیل شہید رح کے مقابلہ مین انکی نفسانیت و تعصب اور کمزوری بیان فرمائی یہ واقعہ
جب مولنا کے گوش زد ہوا تو نہایت برافروختہ ہوئے اور باہم کشیدگی پیدا ہوگئی آپنے
اپنے اثبات مدعا مین ایک رسالہ مبسوط مسمی نقض الاباطیل فی الذب عن الشیخ اسمعیل رح
مسئلہ امکان نظیر مین مولنا فضل حق رح کے رسالہ کا رد لکھا اور اُنکے خلیفہ الرشید
موصوف کی خدمت مین بتوسط بعض اعیان رؤسا بھیجا مگر صدائے برنخاست کا
مضمون دیکھکر بعد انتظار بسیار کتاب ہدیۂ سعیدیہ وغیرہ مصنفات مولنا فضل حق رح پر
دس اعتراضات منطقیانہ و فلسفیانہ فوری تحریر فرماکر اور روانہ کیے اور متقاضی جواب
ہوئے اسکے بعد مختلف مقامات پر آپنے بوساطت اعیان رؤسا مثلاً دہلی مین موقع
دربار ۱۲۷۳ھ اور لکھنؤ و آگرہ مین مولنا سے مطالبہ تحریر جوابات کیا اور ریاست رام پور
مین بھی تحریک بحث و مناظرہ کی اور اعتراضات متعلق فن معقول رسالہ مطبوعہ ملک عشرہ کاملہ
مین مولوی سید محمد نذیر مرحوم نے جمع فرماکر شایع کیے بزمانہ قیام بدایون سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مین دربارہ مسئلہ امکان و امتناع نظیر مولوی محمد عبد القادر بن مولوی محمد فضل رسول
بدایونی آپ کے فریق مخالف ہوئے اور مجلس مناظرہ شہر سے بعید محلہ شیخپور مین باہتمام
شیخ انتظام الدین صاحب رئیس عصر منعقد ہوئی چند روز متواتر تحریرات جانبین کی آمد و شد
رہی آپ کی طرف سے جواب بدلائل عقلیہ و نقلیہ مع نقل عبارات مستندہ ہمروزہ بلکہ
فی الفور پہونچتا تھا اور کوئی کتاب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھی - فریق آخر کی جانب سے بعد انتظار
بسیار و تقاضاے مسلسل جواب موصول ہوتا حالانکہ ایک بڑا کتب خانہ ہمراہ تھا اور حسب

ضرورت بدایون سے بھی کتب کثیرہ طلب کی جاتی تھین شرکاے جلسۂ مناظرہ وحاضرین شیخوپور تمام حالات کا معاینہ و موازنہ کیتے تھے عمائد رؤسا واعیان اُمرا کو مباحثہ کے نتایج کا انتظار تھا کہ ایک روز عین شدت گرما مین دوپہر کے وقت سُنا گیا کہ حضرت مولنا سے بدایونی پیادہ پا اپنے مکان کو تشریف لے گئے سلسلۂ بحث ختم ہوگیا مفصل حالات و تحریرات ہر دو فریق کتاب مناظرہ احمدیہ مولفۂ مولوی سید محمد نذیر صاحب مرحوم مین مندرج ہین من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ حقیقت امر یہ ہے کہ آپ علوم و فنون کے بحر زخار اور جامعیت معقول و منقول مین دریاے ناپیدا کنار تھے اُسپر ذکاوت و فطانت ذہن و قوت حافظہ کا جوہر آپ کے نفس کو دہ چند کرتا تھا دو ایک فن کا عالم آپ کے سامنے متحیر و ششدر رہجاتا تھا۔ عبارت و انشا نگاری عربی و فارسی مین دستگاہ کامل و ملکہ خداداد رکھتے تھے بدیہہ گوئی کا یہ عالم تھا کہ متعدد کاتبون کو مختلف مضامین عربی و فارسی ایک ساتھ لکھاتے اور ربط عبارت و سلسلہ مضمون مین کہین فرق نہ آتا نہ خود توقف فرماتے تھے۔ صدرا و شمس بازغہ و افق المبین و شرح چغمینی وغیرہ کے درس مین بحر زخار تھے قدیم حکماء یونان و حکماء اسلام کے اختلافات بتقریرات عبارات بیان فرماتے۔ نیز ادیب کامل الفن تھے ہزارہا شعر عربی زمانہ جاہلیت و اسلامی یاد تھے اسی طرح اُردو فارسی کے شعراز بر تھے غرضکہ فلسفہ حکمت و ادب مین آپ کا درجہ کمال کو پہونچ گیا تھا۔ بروقت درس کبھی کتاب نہ دیکھتے تھے درس سے بیٹھکر مضامین کے دریا بہادیتے۔ آپ کے مشہور تلامذہ سے مولوی محمد اسحٰق خان بریلوی مقیم دہلی و مولوی عبدالکریم پنجابی مقیم گنج مراد آباد و مولوی مشیت اللہ اترولی متوسل ریاست رام پور موجود ہین انکے سوا تعداد کثیر طلبہ متعدد شہرون مین آپ سے فیضیاب ہوئی آپ کی تصنیف رسائل مذکورہ کے سوا

جامع علوم

ذوالجلہ فی حکم الصلوۃ علی العجلہ مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری کے فتوے کے جواب مین طبع ہوئی مگر تکمیل کو نہ پہونچی اور ایسا اکثر ہوا کہ ایک کتاب ختم نہین ہوئی کہ دوسری شروع کردی یہ تفنن طبع مانع اتمام کتاب ہوتا تھا۔ سنہ ۱۳۰۲ھ مین آپ نے سفر حجاز فرمایا اور فریضہ حج بیت اللہ ادا کیا بعد واپسی ریاست بھوپال مین وارد ہوکر نواب مولنا سید محمد صدیق حسن خان بہادر سے ملاقات کی اور اعزۂ وطن متوسلین ریاست سے ملے آپکا اکرام و اعزاز کیا گیا۔ مشہور عربی دان حج ہاول صاحب آپ کا شاگرد تھا اور بڑی عظمت کرتا تھا تقرب حکام وملاقات روسائے عظام کی وجہ سے آپ کے اقتدار کو گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا اور بوجہ کمال علم وفضل خطاب شمس العلما جبکہ پہلی بار گورنمنٹ نے فضلاے نامور کو دیا ہے آپ کو مرحمت ہوا آپ کے شریک خطاب مولنا محمد عبدالحق خیرآبادی و مولنا محمد نعیم لکھنوی فرنگی محلی۔ و مولوی شاہ عبدالحق کانپوری شاگرد مولنا فضل حق خیرآبادی مشاہیر زمانہ تھے اسکے بعد سے ابتک حصول خطابات کا مدار محض خوشنودی حکام وخیر خواہی سرکار پر ہے کسی کمال کو انتخاب مین دخل نہین آپ نے اس عنایت کے شکریہ مین باصرار بعض حکام یورپین ضلع ایک فصیح وبلیغ قصیدہ عربی کوئین وکٹوریا ملکہ انگلستان وہند کی مدح مین لکھکر بتوسط بعض حکام انگریز لندن روانہ کیا۔ افسوس کہ اس واقعہ سے ایک سال بعد آپ نے بدایون مین بعمر بیتالیس سال سنہ ۱۳۰۶ھ مین بمرض تپ واسہال وفات پائی مزار خام متصل نوادہ دکھیڑا باغ مین ہے۔ آپ کا کتبخانۂ عظیم الشان افسوسناک طور پر تباہ و برباد ہوا آپ خوش خوراکی و خوش پوشاکی کے شوقین اور وجاہت کے ولدادہ تھے رحمہ اللہ تعالے

خطاب

تقرب حکام

وفات

علامۂ عزیز نے مادہ سال تاریخ عربی قطعۂ فارسی مین موزون کیا ہے ؎

مولوی سید امیر احمد		کرد آہنگ روضۂ جنت	
سال تاریخ زد رقم معجز		ادخلوا الخلد از پئے رحلت	

آپکے دو صاحبزادہ ہین خلف اصغر یعنی مولوی سید محمد صاحب مشاغل علمی و درسی مین مصروف اوقات ہین سلمہا اللہ

(۳۴) اشجع المناظرین برہان المتکلمین مولنا واخونا الحاج سید محمد عبدالباری قدس سرہٗ

بن حجۃ الاسلام مولنا وابینا السید سراج احمد نقوی فاضلی رحمہ اللہ تعالے ولادت باسعادت سال ۱۲۶۶ ہجری کو وطن مین ہوئی کاتب الحروف کے حقیقی برادر عمر مین آٹھ سال بزرگ تھے بچپن کا بڑا حصہ لکھنؤ و کاکوری مین بخدمت حضرت والد ماجد رح بسر ہوا مراجعت وطن کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ فرمائی چونکہ سرعت فہم و قوت حفظ و جودت ادراک سے بہرۂ کامل رکھتے تھے اس لیے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت اقل مدت مین حاصل کرلیے اور بعض متون اصول و کلام و ادب وغیرہ محفوظ ذہن عالی ہوگئے ابھی عمر کا بارھوان سال تھا کہ جناب پدر بزرگوار رح کا سایۂ عاطفت سر سے جدا ہوگیا اور اندوہ و مصائب کا کوہ عظیم سر پر آگیا لیکن مردانہ ہمت و استقلال و جرأت خداداد سے آپنے آلام زمانہ کا مقابلہ کیا اور حضرت والدہ ماجدہ اور چھوٹے بھائی بہنون کی تشفی و تسلی مین چندے مصروف رہے اسکے بعد پھر سلسلۂ اکتساب علم شروع ہوا اور مولنا سید امیر حسن رحمہ اللہ کی خدمت مین پہونچے انکو چونکہ آپ کی قابلیت فطری و جوہر استعداد و ذہن و ذکا سے آگاہی تھی اس وجہ سے بتوجہ خاص آپ کی تعلیم مین مشغول ہوئے اور اپنے ہمراہ میرٹھ لے گئے وہان آپ نے چند سال قیام فرمایا اور شب و روز طلب علم و تکمیل درس مین اوقات عزیز بسر ہوئی۔ چونکہ جودت و فطانت کے ساتھ جرأت و دلیری زائد الوصف تھی اور کسی امیر یا حاکم کا رعب آپ کو مانع گفتگو نہ ہوتا تھا

طفلی

جرأت و تہور

اور قوت تقریر مین یگانہ تھے اس لیے ہمیشہ مجالس وعظ و مناظرہ مین حضرت اُستاد آپ کو فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے اور آپ اپنا فرض خوبی سے انجام دیتے تھے تقریباً ۱۲۸۵ھ مین مدرسہ اسلامیہ کی طرف سے شیخ الٰہی بخش تاجر و رئیس میرٹھ نے عظیم الشان جلسہ کا اعلان کیا اور علما و فضلاے عصر بلاد و امصار سے شریک و مدعو ہوئے رامپور بریلی لکھنؤ دہلی مرادآباد دیوبند وغیرہ سے مشاہیر اہل علم آئے اور تین روز تک یہ بارونق جلسہ علما کے مواعظ و خطب سے معمور رہا تیسرے دن مجمع علما و اُمرا و عمائد شہر مین فارغ التحصیل طلبہ کو سند فضیلت بعد امتحان دی گئی اور سب سے پیشتر بانی مدرسہ مولنا سید امیر حسن رح نے آپ کو پیش کیا کتب منتہائیہ کے مقامات مشکلہ اور ہر علم و فن کے دقیق و مغلق مسائل آپ کے سامنے لائے گئے جنکے جوابات شافی بے فکر و تامل آپ نے فضلاے ممتحنین کو دے دیئے ہر طرف سے احسنت و بارک اللہ کی صدا بلند ہوئی اور اول درجہ کی سند بمواہیر علماے حاضرین آپ کو دی گئی اعیان شہر میرٹھ آپکی حالت سے پہلے سے واقف تھے اس جلسہ کے بعد عظمت اور بھی زیادہ ہو گئی اسی زمانہ مین آپ نے رسالہ ہدایۃ المبتدعین رد شرک و بدعات مین بفرمایش بعض نومسلم انگریز تصنیف فرمایا اور اسکو بعض روساے میرٹھ نے طبع کرایا پھر حضرت مولنا سے اجازت لیکر آپ دہلی تشریف لے گئے اور اپنے استاد الاستاذ شیخ الکل مولنا سید شاہ نذیر حسین محدث رح سے کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ سُنا کر سند لی۔ علی جان صاحب معزز تاجر دہلی نے آپ سے قیام دہلی کی خواہش کی چنانچہ پانچ ماہ وہان قیام فرمایا طلبہ علم کو درس دیا اور شہر مین جابجا مجالس وعظ منعقد ہوئین بعض سر برآوردہ مسلمانون کے اصرار سے آپ نے مسیحی پادریون سے مناظرہ کیا اور مجمع عام مین انکو شکست دی کتب مذاہب باطلہ پر آپ کی نظر وسیع تھی اور اُنکے مضامین مستحضر فی الذہن تھے انکی خوب خوب تردید فرمائی اور

مناظرہ نصارا

حقانیت دین اسلام زور شور سے ثابت کی چند مسیحی علما نے خود اپنے مغلوبیت وعجز کا اعتراف کیا۔ پھر وہان سے بقصد وطن روانہ ہوئے اور راستہ مین علی گڈھ قیام فرمایا یہان بانی مذہب آریہ دیانند سرستی سے مقابلہ ہوا مخالفین نے تقریری بحث کو گوارا نکیا لہذا آپ نے ایک تحریر اثبات حقیت اسلام وتردید اعتراضات مخالفین سے مشحون لالہ صاحب کے پاس بتوسط بعض اعیان شہر بھیجی اور اسکا جواب نہ آنے پر چوتھے روز ایک تحریر جسمین وید کی تعلیمات کو لغو ثابت کیا تھا اور عقائد آریہ کی اصولاً تردید تھی ایک جلسہ عام مین پڑھ کر سنائی اور بمشورۂ عام مخالف کو پہونچائی

مناظرہ آریہ

اس دوران مین چند جگہ آپ کا وعظ وبیان ہوا اگر کسی مخالف کو مجال دم زدن نہوئی پھر سنا گیا کہ لالہ صاحب کسی طرف روانہ ہوگئے اسکے بعد آپ وطن تشریف فرما ہوئے اور حضرت تاج الاولیا قدس سرہ نے اپنی دختر کے ساتھ آپ کا عقد نکاح فرمایا پھر باجازت حضرت والدۂ معظمہ آپ بدایون تشریف لے گئے

مراجعت وطن ونکاح

اور بقدردانی بعض حکام مسلمان وہان قیام فرمایا طلبہ علوم کو درس دیتے اور اہل بدع واہوا و ہنود ونصارا سے معرکہ بحث مین وقت صرف فرماتے بعض علماے بدایون سے بسبب اختلاف عقائد واعمال مباحثے ہوئے اور تحریراً وتقریراً اعلاے کلمۃ الحق واشاعت توحید واتباع کتاب وسنت وردشرک وبدعت مین سعی روزانہ فرمائی اور کسی جلسہ مین کسی مخالف کی پرواہ نہ کی بیخطر اظہار حق فرمایا۔ مشہور پادری انگریز ہاسکن صاحب سے بتقریب بحث وتحقیق مذاہب ملاقات ہوئی اور وہ آپ کی وسعت نظر وتحقیق وعبور کا گرویدہ ہوگیا تحریفات انجیل کا اعتراف کیا آپ سے عربی زبان کی تحصیل حد تکمیل کو پہونچائی وہ زبان عبرانی کا عالم تھا آپ نے اُس سے زبان عبرانی حاصل کی اور بسبب ضرورت کتب دین مسیحی کا مطالعہ کیا آپ کے مناظرات ومباحثات مین تعصب نفسانیت

قیام بدایون

وخود نمائی وشہرت پسندی کا مطلقاً دخل نہ تھا ہمیشہ خلوص وسعی لوجہ اللہ وارشاد عباد مرکوز خاطر رکھتے اور طلب حق وکسب کمال ودرس ووعظ وتصنیف مین بدل مساعی فرماتے تھے ردّ اہل باطل والزام مخالفان اسلام آپ کا خاص شعار تھا۔

جون پور

متعلقات معاش شہر جون پور مین قیام فرمایا کچھ وقت تدریس طلبہ علم مین بھی صرف ہوتا تھا مولوی حکیم محمد انور علی لکھنوی محشی کتب درسیہ ومصنف انوار الحواشی وغیرہ سے آپ کا ربط وضبط زیادہ رہا اور بعض اوقات فرصت مین آپ نے اُنسے فن طب کے مسائل اور بعض مقامات مشکلہ ومصطلحات طبیہ کلیات قانون شیخ الرئیس زبانی استفادہ فرمائے اور طریقہ مطب بھی حاصل کیا بعد چندے شہر آگرہ مین مدرسہ عربی سرکاری مین آپ کا تعلق ہوا اور کئی سال وہان قیام فرمایا مدرسہ مین تعلیم ادب وریاضیات عربی آپ کو تفویض ہوئی حساب وہندسہ وہیئت ومساحت مین آپ کو علماً وعملاً کامل دستگاہ تھی جامعیت علوم وفنون معقول ومنقول مین ممتاز اور استخضار وتحقیق فروع واصول مین فائق الاقران تھے اس وقت آگرہ مین مسیحی پادریون کا بڑا زور تھا اور عوام وخواص سے ہر موقع پر برسرمبحث ہوتے تھے آپ نے وہان پہونچکر دین نصاریٰ کی تردید اور حقانیت اسلام پر زور وشور سے وعظ کہی اور ہر مجلس مین مذہبی تقریرین کین اسپر عیسائی علمانے متفق ہوکر آپسے مباحثہ کا قصد کیا اور مشہور مسیحی عالم پادری عماد الدین جو عربی زبان واسلامی کتب پر عبور اور بحث ومناظرہ مین خاص مہارت رکھتا تھا اس مباحثہ کے لیئے منتخب ہوا اور بعض مشنری علما پنجاب سے بھی اس مہم کے لیے مدعو کیے گئے پادری وین صاحب پرنسپل مشن کالج اس کے منتظم تھے شرائط مباحثہ وانعقاد جلسہ الخین کے ذریعہ طے ہوئے اور یوم موعود پر عمائد شہر ہندو ومسلمان وعیسائی وحکام وقت وامرا وغربا شریک جلسہ ہوئے اور باتفاق رائے حاضرین اسنداعا

آگرہ

مناظرہ نصاریٰ

مخالفین آپ نے تقریر طویل دربارۂ استحکام اصول اسلام وحقانیت قرآن وصداقت دین برحق وابطال وتردید ادیان منسوخہ وتحریفات وغیرہ پر بفصاحت وبلاغت تمام بیان فرمائی مسیحی علما اس سے قبل آپ کی تقریرون اور وعظون کے مضامین خود اور لوگون کی زبان سے بھی متواتر سن چکے تھے اب اس بیان مین دین اسلام کا غیر مذاہب سے موازنہ اور زبردست فیصلہ تھا اور آپ کی طلاقت لسانی نے اسکو بوضاحت حضار کے ذہن نشین کردیا اسمین دو گھنٹہ سے زیادہ وقت صرف ہوا آپ کے بعد پادری صاحبان سے جوابی تقریر کا تقاضا کیا گیا مگر کچھ نہوا کچھ دیر خاموشی کے بعد پادری عماد الدین نے مناظرۂ زبانی کو موجب فتنہ وفساد کہکر رخصت مانگی اور کہا کہ ہم تحریری بحث کو پسند کرتے ہین منتظم جلسہ ودیگر معزز عیسائیون نے انکے فرار وبہانہ جوئی کو تسلیم کرکے جلسہ برخاست کیا پادریون کی اس بے محابا گریز سے عام عیسائیون کے دل بیٹھ گئے اور ایک مدت کے لیے اُنکی تقریرون کا بازار سرد ہوگیا اسکے بعد چند تحریرون کے ذریعہ سے اُنکو تنبیہ کی گئی مگر جواب صاف ملا اور کوئی آمادہ بحث نہوا مسلمانون نے نعرہاے فتح ونصرت بلند کیے۔ اسکے مختصر حالات رسالہ فتح المبین علے اعداء الدین مطبوعہ آگرہ ۱۲۹۴ھ مین درج ہین جب سرسید مرحوم کی تفسیر القرآن اردو کے بعض مضامین رسالہ تہذیب الاخلاق مین علی گڈھ سے شائع ہوئے تو آپ نے سورۂ فیل کی تفسیر پر سید صاحب کا رد لکھا اور انکی تفسیری غلطیان ظاہر کین اس مضمون کو سید مرحوم نے تہذیب الاخلاق مین بلفظہ طبع کرادیا اور دوستانہ خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا اور جب قیام محمڈن کالج کے لیے گشت کیا تو آگرہ پہونچکر سب سے پہلے آپ سے آکر ملے اور آپ کو اپنے قیام گاہ یعنی مکان مولوی عبد القیوم صدر اعلی پر ساتھ لے گئے اور جابجا شہر مین معزز رؤسا کے پاس مع آپ کے گئے بعد چندے عہدۂ پروفیسری عربی وفارسی کے لیے آپ کو بلایا اور بحد اصرار کیا

ملاقات وکشف سرسید احمد صاحب مرحوم بانی کالج اسلامیہ علیگڈھ الخ طب بہ ڈاکٹر۔

مگر آپ نے بحمیت دین و اختلاف عقائد باہمی یہ تعلق گوارا نفرمایا با این ہمہ سید صاحب ہمیشہ آپ کی ہمت و عزم و مستعدی کے مدّاح رہے زمانہ قیام آگرہ مین آپ نے کتاب مستطاب اِعلام الاحبار والاعلام اِن الدین عند اللہ الاسلام مجلد ضخیم تصنیف فرماکر طبع کرائی جو اپنے باب مین بے مثل و نظیر ہی مخالفین دین حق کیلیے حجت قاطعہ اور اہل حق کے لیے آیت باہرہ ہی دنیں تنقیدی اصول پر غیر مذاہب کو باطل اور اسلام کو حق ثابت کیا گیا ہی علہ

تصنیف لطیف

چونکہ تمام سعی آپ کی اشاعت حق و تبلیغ اسلام مین تھی اور حمیت دین و فلاح مسلمین کو نصب العین رکھتے تھے بنا بر آن واقعہ جنگ روم و روس ۱۸۷۷ء مین خاموش نہ رہسکے اعانت سلطان ترک و مجاہدین پر کمر ہمت باندھی آگرہ مین جا بجا وعظ کہے مضافات شہر مین دورہ کیا اپنے وطن مین لوگون کو ترغیب امداد دی اور ایک قلم کثیر چندہ کی ترکی کو بھیجی اور آپ کی کوشش سے بہت نفوس مسلمین مجاہد بنکر روم کو گئے اسی خدمت کی مصروفیت مین ملازمت سے مستعفی ہو کر وطن تشریف لائے اور وعظ و ارشاد و ترغیب و ترتیب عباد و تفسیر قرآن و حدیث مین مشغول ہوئے۔ بعدہ مراد آباد کا سفر فرمایا اور مشہور رئیس شہر قاضی محمد عباس مرحوم کے مہمان ہوئے اندرمن مرادآبادی مشہور عالم ہنود مصنف تحفۂ اسلام سے مناظرہ کیا اور مجمع عام مین اسکو شکست دی اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ کتاب مذکور اسکی مصنفہ نہین ہے وہان سے لکھنؤ گئے اور مولنا محمد عبد الحی لکھنوی کے تعلقات مجانہ کی وجہ سے فرنگی محل مین قیام فرمایا اتفاقاً منشی نول کشور سی ایس آئی۔ سے ملاقات ہوئی اور اُنھون نے مطبع کے لیے تصحیح کتب کی نگرانی و افسری کی استدعا کی جسکو آپ نے طوعاً و کرہاً قبول فرمایا۔

جنگ روس و روم

مناظرہ ہنود

علہ آپکو مصنفات ابن تیمیہ و ابن قیم و سیوطی و شاہ ولی اللہ وغیرہ رحمہم اللہ سے بیحد مذاق تھا اور اکثر عبارات نوک زبان پر از بر تھین شروح بخاری و اکثر تفاسیر پر نظر غائر و وسیع و علم معانی و بیان مین کامل دستگاہ تھی محاسن شعر عربی فارسی اردو کو خوب فہم فرماتے ۱۲۔

وہ آپکی فضیلت علمی و مستعدی کے مدح سرا اور آپ انکی ملازمت سے سخت بیزار رہے غیر مسلم کی ماتحتی سے ہمیشہ احتراز فرماتے اور بمجبوری اختیار کرتے تھے چنانچہ بعد چندے سبکدوش ہوگئے اور بغرض تبلیغ دین و اعلاے کلمۃ اللہ مقامات دور و دراز کا سفر کیا ریاست ٹونک و حیدر آباد دکن بھی تشریف لے گئے مگر خواہش حصول ملازمت اصلا نہ کی ہر جگہ اکرام و احترام کامل کیا گیا مجالس عام مین وعظ ہوئے آپ کی حسن مساعی و برکت انفاس سے صدہا گمراہ دین برحق مین آگئے اور بہت سے مبتدعین عقائد باطلہ سے تائب ہوئے آپ کی اثر صحبت سے ایک معزز انگریز لکھنؤ مین مائل اسلام ہوا اسکا نام جوزف تھا۔ آپ کی تحریک سے ریاست بھوپال مین معزز عہدہ پر مامور ہوا حضرت نواب سیدنا مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر مرحوم نے بمعائنہ اشتہار طبع کتاب اعلام الاحیاز بحمیت دینی مصارف طبع مین اعانت فرمائی تھی جب سے باہم سلسلہ مراسلت قائم تھا اتفاق سے بعد واپسی حیدر آباد ۱۲۹۵ھ مین آپنے بھوپال مین قیام فرمایا اور بفرمایش و اصرار نواب صاحب ممدوح ریاست بھوپال مین تعلق ملازمت اختیار کیا اور تا آخر حیات متوسل و مشیر ندیم نواب صاحب و معتمد امور ریاست رہے ریاست کے علما و فضلا و مدبرین و عقلا مین قدر و منزلت و تقرب و حضوری مین آپ ممتاز تھے عام راے تھی کہ جس صیغہ کا کام یا جو عہدہ آپ کے سپرد کیا جائے اُسکو آپ سب سے بہتر انجام دیسکتے ہین دربار مین جس طرح مباحث علمی مین سبقت فرماتے تھے اُسی طرح امور نظم و نسق ملکی مین بجرات تردید و تائید و اظہار راے فرماتے تھے بلکہ بزور دلائل اپنے مدعا کو مخالفین سے تسلیم کرالیتے تھے راست گوئی و اظہار حق مین آپ کی جرأت و دلیری ضرب المثل تھی آپ پر کسی امیر و حاکم و والی ملک کا رعب نہ تھا جس موقع پر ندماے خاص و مقربین مجبور ہوتے آپ وہان نے خوف و خطر تقریر کے جوہر دکھاتے تھے آپین

تیام لکھنؤ

تعلق بھوپال

دلیری و اظہار حق

ذرا بھی مبالغہ نہین کہ خود اُمرا و رؤسا پر آپ کا رعب چھاتا اور اُنکو آپ کے اتباع پر مجبور کر دیتا تھا یہ حقیقتاً ہیبت حق تھی آپ نے کبھی اپنی ترقی جاہ و منصب کے لیے کوشش نہین فرمائی اور جب خود بخود کوئی موقع پیدا ہو گیا اور سرکار سے آپ کی ترقی و قدر شناسی ہوئی تو فوراً کسی امیدوار حاجتمند دوست و عزیز کو نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیا اور بعوض اپنی زیادتی جاہ و منصب کے اسکو معقول ملازمت پر مامور کرا دیا اس ایثار کی مثالین آپ کے کارنامہ مین بکثرت ہین۔ اعزہ و وطن کی قدر افزائی و سرفرازی مین ہمیشہ جد و جہد فرماتے تھے کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر مرحوم کو آپ نے عزت کے ساتھ ریاست مین بُلوایا اور اُنکی ترقی اعزاز مین ساعی رہے کپتان میر فدا حسین خان مرحوم اور ڈپٹی میر مظہر علی صاحب رئیس سہسوان کو اپنے توسل و تقریب سے معزز عہدون پر مامور کرایا۔ اہل حاجت اقارب و آشنا کی ہمدردی بدل و جان فرماتے اور اگر کوئی احسان فراموش آپ کو رنج پہونچاتا تو عفو سے کام لیتے اور پھر احسان و مروت سے اسکے ساتھ پیش آتے سچ ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردے احسن الی من اساء

مروت و کرم

حق گوئی و اظہار مافی الضمیر مین آپ کو موقع و محل کا انتظار نہوتا تھا بڑے بڑون کو خطا و لغزش پر فوراً ٹوک دینا ایک معمولی بات تھی خوشامد و دنیا سازی آپ کے مسلک مین کفر تھی ۱۳۰۲ھ ہجری مین تہیۂ سفر حج فرمایا کلکٹر میر محمد حسین خان بہادر کو بھی ترغیب ادائے حج دے کر آمادہ سفر کیا اور خود بھی ریاست سے رخصت لی اہل و عیال کو بھوپال مین چھوڑ کر مکہ معظمہ گئے علما و صلحاے مکہ سے ملاقات ہوئی حاجی امداد اللہ مہاجر کے حلقۂ درس مین پہونچے حاجی صاحب ایک جماعت کو کتب تصوف کا سبق دے رہے تھے اور جلسہ ذکر کتاب اللہ و حدیث رسول سے خالی تھا اس مواخذہ پر حاجی صاحب برہم ہوئے اور علماے متقدمین و محدثین مثل امام ابن قیم و شاہ ولی اللہ

سفر حجاز و حج

رحمہما اللہ کی شان مین الفاظ نازیبا فرمائے اسپر بہت بحث و نزاع رہی آخر تبقا ھائے
ہمراہیان آپ قیام گاہ پر واپس آئے مگر وہان بحکم تنگ آمد بجنگ آمد آپ پر ایک
سخت حملہ کیا شریف مکہ کو اطلاع دی کہ یہ نو وارد عالم وہابی ہین اس پر تحقیق
و تفتیش ہوئی اور آپ سے زبانی و تحریری جواب طلب ہوئے اسی کے ساتھ
مخالفین کی کوشش سے دس بارہ سوال متعلق عقائد آپ کے پاس پہونچے
آپ نے بغیر استمداد کسی کتاب کے اجوبہ محققانہ بنقل شواہد کتاب و سنت و آثار
صحابہ و عقائد سلف مع حوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارات ایک رات مین تحریر
فرما کر شریف مکہ کے پاس بھیج دیے شریف مکہ نے بحضوری علما اسکو پڑھا اور حاجی
صاحب کے پاس روانہ کر دیا بعدہ آپ کو بعزو اکرام طلب کر کے تین روز
مہمان رکھا اور تکلف تمام آپکی دعوت معہ رفیقون کے رہی جوابات مشار الیہا کا
مسودہ قلمی آنجناب سے راقم الحروف کو زمانہ ترتیب کتاب ہذا مین کتب خانہ جناب
نواب سید محمد علی حسن خان صاحب بہادر دام اقبالہ مقیم لال باغ لکھنؤ سے دستیاب
ہوا اسکے مطالعہ سے آپ کے حفظ و استحضار مطالب و عبارات و وسعت نظر و تحقیق
مجتہدانہ کا کمال ظاہر ہوتا ہے علوم قرآن و حدیث مین آپ کا پایہ ارفع و اعلےٰ تھا
اتباع سنت و زہد و تقوےٰ و اجتناب منکرات و رد بدعات مین ہمیشہ ساعی رہتے
تھے مولوی ہدایت اللہ خان مدرس جونپور و مولوی ہدایت علی بریلوی و مولنا
عبد القادر بن مولوی فضل رسول صاحب بدایونی و مولوی عبد النبی رامپوری
سے مختلف اوقات و مواقع مین مباحثات ہوئے اور ادلہ قاطعہ قرآن و حدیث
سے سب کو ساکت کیا مصنفات امام ابن تیمیہ و ابن قیم جوزی و شاہ ولی اللہ دہلوی
و علامہ شوکانی و حافظ عسقلانی پر عبور خاص تھا تفسیر امام رازی گویا ازبر تھی نواب صاحب
مرحوم کے دربار خاص مین اکثر شب کو مجمع علما و فضلا ہوتا تھا آپ بھی روزانہ پابند

حضوری

حضوری میں مسئلہ رفع سبابہ کی بابت نواب صاحب مرحوم نے اپنی تحقیق بیان فرمائی اور کسی نے مخالفت نہ کی آپ نے بخوف تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ابتدائے قعدہ سے آخر تک رفع سبابہ مسنون ہے اسپر دلائل صریحہ حدیث پیش کیے کچھ باہمی بحث کے بعد سب کو آپ کی تحقیق سے اتفاق کرنا پڑا اسی طرح جب مسجد جامع سہسوان زیر تعمیر تھی تو نواب صاحب نے آپ کی درخواست پر عذر کیا کہ صرف زکوٰۃ کا روپیہ میرے پاس ہے اور وہ بنائے مسجد کے لیے جائز نہیں بعض علما نے موافقت بھی کی مگر آپ نے مصارف زکوٰۃ سے صرف فی سبیل اللہ کا جہاد کے لیے مخصوص نہونا ثابت فرمایا اور چند روز تک متواتر دلائل و اقوال صحابہ و سلف سے اپنے مدعا کی تائید فرمائی آخر نواب صاحب نے آپ سے اتفاق کیا اور مبلغ دو ہزار رقم چندہ عطا فرمائی۔ علیہ حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ خلد مکان آپ کو شیر دربار کے لقب سے یاد کیا کرتی تھیں۔ آپ جسمانی صحت و توانائی و چستی میں شہزور پہلوان اور محنت و جفاکشی و مستعدی میں غیر معمولی قوت کے انسان تھے ورزش بدنی و منشی و ریاضت دائمی معمول تھا۔ رحم و ہمدردی کا اسقدر جوش تھا کہ ایام قحط و گرانی میں کبھی خود شکم سیر ہو کر نہ کھاتے اور غربا و محتاجین کی مدد فرماتے اور خود کسیکا بار احسان کسی حالت میں گوارا نہوتا تھا با این ہمہ تواضع و خوش اخلاقی و مہمان نوازی شعار خاص تھا۔ آپ کا رابطۂ انس و محبت بھوپال میں فضلاے خصر مولنا سید ذوالفقار احمد نقوی دام فیضہٗ و مولنا شیخ محمد صاحب محدث جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست و مولنا محمدؐ عبدالرشید کشمیری و مولنا حکیم محمد معزالدین پشاوری رحمہم اللہ سے زیادہ تھا۔ تادیر حج بیت اللہ سے دوسرے سال ۱۳۰۳ھ

خصائل ذاتی

عین آخر ماہ ذی القعدہ میں بعارضۂ تپ محرقہ علیل ہوئے اور تیرہ ۱۳ دن صاحب فراش رہکر خاص یوم الحج ۹۔ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو بعد نماز مغرب آغاز شب جمعہ میں ۱۳۰۳ھ عالم فانی سے جوار رحمت الٰہی کو منتقل ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس خبر

وحشت اثر سے تمام شہر مین سخت کہرام مچ گیا سرکار عالیہ ونواب صاحب بہادر کو آپ کی وفات سے دلی صدمہ ہوا آپ کے اہل وعیال کی پرورش کے لیے ریاست سے معقول وظیفہ ماہوار معین فرمایا مزار مقدس جانب شمال شہر تکیہ قلندر شاہ مین واقع ہے رحمہ اللہ تعالےٰ اس سانحہ کی تاریخ آپ کے محب مخلص حافظ سید محمد سورتی رح استاد سرکار موجودہ حال وجاگیردار ریاست نے فی البدیہہ حدیث نبوی فَدَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ سے بتعمیہ یک عدد مستخرج فرمائی اور مولنا سید ذوالفقار احمد سلمہ ربہ نے۔ امیر المتقین مولنا سید عبدالباری تاریخ کہی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالےٰ آیۂ شریفہ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ سے بصنعت ملفوظی یعنی بعد اسقاط الف جمع مستنبط کی۔

وفات

تواریخ

(۳۵) علامہ نحریر مولنا الشیخ محمد بشیر محدث فاروقی رحمہ اللہ تعالےٰ

بن حکیم محمد بدرالدین رح آپ دودمان علم وحکمت کے مایۂ ناز خلف اور فضائل و کمالات مین یادگار سلف صالحین تھے زمانہ آخر مین مجدد دین برحق وامام عصر و مجتہد مطلق ہوئے ولادت شریف وسط صدی سیزدہم مین ہے وقت وفات پدر رح آپ کا سن آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھا دو بھائی بڑے اور ایک آپ سے چھوٹے تھے بچپن کا زمانہ والد صاحب کے سایۂ عاطفت مین لکھنؤ مین بسر ہوا ابتدائی تعلیم وہین پائی ذکاوت طبع واصابت رائے ونظر غائر بدرجۂ غایت رکھتے تھے بعد وفات پدر بزرگوار وطن آئے اور بعد چندے بشوق تحصیل علم سفر کیا پھر لکھنؤ وارد ہوکر مولنا محمد واجد علی لکھنوی وبعض فضلاے فرنگی محل سے فنون معقولات ومنقولات متداولہ پڑھے بعدہ دہلی جاکر تکمیل علوم تفسیر وحدیث وفقہ واصول فرمائی

طفلی

۱؎ افسوس آپ کی وفات ۲۱ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء شب جمعہ کو ہوئی ۱۲ منہ

بعض مقامات کتب دینیہ مولنا سید امیر حسن محدث سے حل و استفادہ فرمائے
اور شیخ الحدیث مولنا سید نذیر حسین دہلوی سے کتب صحاح ستہ وغیرہ سماعاً و قراءۃً
اخذ کین نیز سند کتب احادیث علامہ شیخ حسین عرب یمنی و شیخ احمد شرقی نزیل مکہ
و مولنا محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ سے حاصل کی بعد فراغ درس اولاً علوم عقلیہ
منطق و فلسفہ و علم ادب و فقہ و اصول مین زیادہ انہماک ہوا موافق مذہب حنفی
کتب فقہ کے مطابق فتوے تحریر فرماتے تھے مولنا سید امیر حسن سے فیض صحبت
سے دینیات کا مذاق غالب ہوا اور جادۂ تحقیق کی جانب قدم بڑھایا قرآن و حدیث
کا اتباع متطمح نظر ہوا اور ہر مسئلہ مین کتاب و سنت کی طرف رجوع کی مسائل جزئیہ
و فرعیہ قرآن پاک سے مستنبط فرماتے اور بقوت مجتہدانہ عمل بالحدیث و ترک آرا و
تقلید شخصی کو واجب سمجھتے تھے ۔ ہر مسئلہ مین اختلافات ائمہ اربعہ و نزاع فقہا و
مسلک محدثین و اقوال سلف و آثار صحابہ پیش نظر تھے اور شرائط اجتہاد ذاتی
صفات مین مجتمع تھین اس لیے ہر دعوی حجج قویہ سے موید اور ہر استنباط شواہد
کتاب و سنت سے موکد تھا جس فتوے یا مسئلہ پر علماے عصر سے اختلاف کیا بایراد
ادلہ باہرہ کتاب و سنت مخالف کو تسلیم کرا دیا زور تحریر و قوت مناظرہ مین فرد
اور وسعت معلومات و اطلاع مذاہب سلف مین یگانۂ عصر تھے ۔ درس و تدریس
و تصنیف و تالیف و وعظ و ارشاد مین اوقات عزیز بسر فرماتے اور خدمت کتاب
و سنت بخلوص دل بجالاتے تھے اول مدرسہ انگریزی سینٹ جونس کالج آگرہ مین فارسی و
عربی کے پروفیسر ہوئے اور ایک مدت وہان قیام فرمایا مدرسہ کی تعلیم کے سوا
مکان پر صبح و شام جماعت کثیرۂ طلبۂ علوم معقول و منقول کو درس دیتے تھے ۔
خاندان اطباے آگرہ کے مستعد و منتہی طلبہ آپ کے حلقۂ درس سے مستفیض ہوئے
حکیم مبارک علی و حکیم معصوم علی نامور طبیب آپ کے تلامذۂ خاص سے تھے

طب علم

تحقیق و اجتہاد

درس و وعظ آگرہ

افق المبین ملا باقر دھوم دھام سے ہوتی تھی اربعین استاذی مولنا سید امیر احمد بھی شریک ہوتے تھے آپ کا وصف مشہور یہ تھا کہ جو مقام کتاب آپ کی نظر سے گذر گیا اسکو کوئی آپ کے مثل نہین پڑھا سکتا تھا تفسیر و حدیث و فقہ و اصول مین بے نظیر تھے آگرہ کے قیام مین آپ حج کو تشریف لے گئے اور واپس ہوکر رسالہ مختصر القول المحقق المحکم فی زیارۃ القبر الحبیب الاکرم تصنیف فرماکر شائع کیا اسپر مولنا محمد عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی نے قلم اٹھایا اور رسالہ الکلام المبرور جوابا لکھا پھر آپ نے رسالۂ القول المنصور اسکا رد شائع کیا اس کی تردید مین مولنا لکھنوی نے المذہب المانور بڑے زور شور سے شائع کیا اسکا جواب بلیغ و شافی مزیل تمام شبہات و واقع جملہ ایرادات قدیمہ و جدیدہ بہت شرح و بسیط کے ساتھ جامع مانع بجد و جہد تمام المسمی اتمام الحجۃ علی من اوجب الزیارۃ کالحجۃ المعروف بہ السعی المشکور ایک مجلد مبسوط و ضخیم تصنیف فرماکر طبع کرایا جو نہایت محققانہ و مسکت تھا اگرچہ اسکا جواب برسے نام لکھا گیا مگر اہل تحقیق نے ہیچ سمجھا اور پھر جواب الجواب تیار ہوگیا جسکے طبع کی نوبت نہ آئی مبدء بحث یہ تھا کہ مسئلہ استحباب و وجوب زیارت قبر نبوی صلعم مین اولاً مولوی محمد بشیر الدین قنوجی و تلمیذ رشید مولوی سید امداد العلی ڈپٹی کلکٹر متوطن آگرہ آپ کے مدمقابل ہوئے اور فیمابین چند تحریرات کی آمد و شد ہوئی فاضل موصوف نے اپنی کمزوری بفراست دریافت کرکے مولنائے لکھنوی کو بحث کی ترغیب دی اور اپنا تحقیقی سرمایہ بھی انکے سپرد کیا فجری ما جری — آپ جب لکھنؤ تشریف لیجاتے تو مولنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی بتواضع و حسن خلق پیش آتے اور باصرار کئی روز تک آپکو مہمان رکھتے آپ کا وعظ سنتے اور مودبانہ عظمت و احترام کرتے آگرہ مین بزمانۂ قیام راقم آپ مرجع اہل دین و مقتدائے مسلمین و مرشد طالبان تحقیق تھے تحریر فتاوی و اجوبۂ مسائل مین آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی بعض فروعی مسائل مین

مناظرہ تحریری مسئلہ زیارت

مولنا سید امیر احمد سہسوانی رح نے آپ سے اختلاف کیا اور بسبب حدت طبع و اصرار فطری کشاکش پیدا کی مگر بعد وضوح حق بارہا رجوع فرمائی اور بحث سے دستکش ہوئے۔ ادھر غضب کا زور و شور اور ادھر انتہا کا حلم و تحمل کبھی ملکر حالت اعتدال بھی پیدا کر لیتے تھے آپ کو اخی و استاذی مولنا سید عبد الباری رح سے رابطۂ خلت و وداد مستحکم تھا اور ہر معاملہ مین اُنکی راے پر اعتماد فرماتے تھے۔ ورع و تقوی و عبادت و شب بیداری بصدق و اخلاص رکھتے تھے رقت قلب و خشیت الٰہی کا اثر وعظ پر تاثیر سے ظاہر ہوتا تھا۔ تاریخ پنجم محرم الحرام ۱۲۹۵ھ ہجری کو حسب الطلب مولنا جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر آپ آگرہ سے ترک تعلق فرماکر ریاست بھوپال تشریف لے گئے محرر سطور اس سفر مین ہمراہ تھا حضور سرکار عالیہ و جناب نواب صاحب رح نے بارادت دلی آپ کا اعزاز و احترام کیا اور عہدۂ افسری مدارس ریاست آپ کو تفویض ہوا۔ طلبہ علم کو بطور خود درس تفسیر و حدیث وغیرہ سے مستفید فرماتے اور اجوبہ مسائل مستفتیٰ بہا مجتہدانہ تحقیق کے ساتھ تحریر کرتے ہر جمعہ کو مسجد قاضی صاحب مین وعظ قرآن و حدیث کہتے مسائل شرعیہ مین اپنی تحقیق کو بخیط ظاہر فرماتے اور منکرین پر تحریراً و تقریراً اتمام حجت کرتے انکسار نفس و تواضع و حسن خلق بدرجہ غایت تھا اعزۂ و احباب کے ساتھ تکلفانہ ارتباط رکھتے تھے اور ایثار و کرم و امداد غربا و مہمان نوازی مین کمال سیر چشمی سے کام لیتے اور کسی امر مین ریا و عجب و خود نمائی کا لوث نہ تھا نیز لطیفہ گوئی و ظرافت و شائستگی و تواضع مین ممتاز تھے مہمان نوازی و مدارات اعزہ و احباب دریا دلی سے فرماتے خوش خوراک بیحد تھے۔ اقتداے سنت نبوی و نصرت حق مر کو زخاطر و ترک مستحب ناگوار طبع تھا بھوپال بلکہ تمام ہندوستان مین اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا دیا اور علماے عصر پر اپنی فضیلت علمی و قوت اجتہاد کو ثابت کر دیا۔ مفتی مکہ شیخ احمد دحلان رح سے مسئلہ توحید مین مناظرہ ہوا اور ان کے رد مین کتاب صیانۃ الانسان عن وسوسۃ شیخ دحلان

سفر بھوپال

خلوص و دیانت

عالم حالات

تصنیف فرمائی اور لاجواب ثابت ہوئی اس کو علماے نجد نے چند بار طبع کرایا جب
مولنا عبدالحی لکھنوی رح اور جناب نواب صاحب مرحوم کے مابین بحث کا سلسلہ قائم
ہوا اور طرفین سے رسائل و کتب کی اشاعت ہوئی تو بعض مواقع پر مولناے لکھنوی
نے آپ کو مصنف کتب مناظرہ خیال کیا اور رسالۂ ابراز الغی مین اسکی تصریح کی آپنے
اُنکے ظن کو رفع فرمایا اور پھر دونون علامۂ عصر کے باہم مصالحت مین سعی فرمائی
جزاہ اللہ خیراً جب وفات نواب صاحب مرحوم بماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۷ھ مین واقع
ہوئی تو آپ دل برداشتہ ہوئے مگر سرکار عالیہ مرحومہ کی عنایت و قدرشناسی و
حسن عقیدت نے آپ کو روکا اور ہر دوشنبہ کو تاج محل مین آپ کا وعظ مقرر ہوا
جسمین سرکار عالیہ معہ جملہ خواتین و بیگمات محل شریک ہوکر حظ دینی حاصل کرتی تھین
وعظ کی تاثیر اور انداز بیان کا یہ اثر تھا کہ تضرع و بکا کی صدائین بلند ہوتی تھین
عدل و سیاست شرعیہ کے احکام اور حکومت و امارت کے متعلق ترہیب و ترغیب
بے باکانہ فرماتے اور ذرہ رعایت نا کرتے یہانتک کہ ۲۹ صفر سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق
یکم جون سنہ ۱۹۰۱ع مین سرکار مرحومہ نے انتقال فرمایا اور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ
والیہ حال ریاست بھوپال مسند نشین ہوئین تعلیم جدید و فنون مغربی کی ترقی اور
قدر علم و علماے دین مین کمی نظر آئی تو آپ نے بعد قیام بست و پنج سال ریاست
کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا اور مستعفی ہوگئے آپ اس سے قبل جب حسب الحکم سرکار
مرحومہ بغرض مباحثہ مرزا غلام احمد قادیانی دہلی تشریف لے گئے تھے تو وہان کے
دیندار و علم دوست تجار و رؤسائے شہر نے آپ سے قیام دہلی کی استدعا کی تھی
کیونکہ مولنا شاہ سید نذیر حسین صاحب محدث رح بوجہ ضعف قویٰ و پیرانہ سالی درس و تدریس
سے عاجز تھے نیز وعظ و تفسیر قرآن بیان کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن بہ سبب تعلق
ریاست و استدعاے بیگم صاحبہ مرحومہ آپ نے بھوپال کو نہ چھوڑا۔ اب اُن لوگون نے

مناظرہ قادیانی

آپ کو دہلی کے قیام پر مجبور کیا اور آپ کو جانا پڑا اور مسند درس و افتا و وعظ دہلی پر متمکن ہوئے۔ مناظرۂ قادیانی کی تفصیل یہ ہے کہ جب مرزا صاحب نے مہدویت سے ترقی کرکے ادعاے مسیحیت کیا اور عیسائی و آریہ سے مباحثات کے بعد علماے اسلام سے مناظرے ہوئے مرزا جی احادیث نبوی و اقوال صحابہ سے بچ کر صرف قرآن مجید کو حکم ٹھہراتے تھے جب یہ غلغلہ بلند ہوا تو سرکار عالیہ نے مرزا صاحب کے مقابلہ کے لیے آپ کو دہلی بھیجا مرزا صاحب بحث تقریری پر راضی نہوئے تحریرات کا سلسلہ شروع ہوا مرزا صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر مناظرہ کرتے تھے اور یہ اُنکے دعوے کی تمہید تھی چنانچہ آیہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کو مثبت ممات عیسےٰ علیہ السلام سمجھکر پیش کرتے تھے آپ نے آیہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الآیہ سے اثبات حیات آن حضرتؑ فرمایا مرزا صاحب نے حسب عادت مستمرہ تاویلات کے در کھولے اور صرفی و نحوی مباحث میں جولانی طبع دکھائی اور قواعد عربیت کو ناقابل اعتبار بتایا مگر کچھ پیش نہ گئی آخر کار عاجز ہو کر حیلۂ استقبال خسر کرکے میدان سے رد بفرار ہوئے۔ آپ نے بہانۂ ملاقات خسر سُنکر فرمایا خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ تحریرات مناظرہ و کیفیت بحث و فرار کتاب الحق الصریح فی اثبات حیوٰۃ المسیح مطبوعہ مطبع انصاری دہلی میں مفصل درج ہے یہ مناظرہ تقریباً ۱۳۱۲ھ میں واقع ہوا آپنے زمانہ آخر میں بمقام دہلی رسالۂ القول المحمود فی رد جواز سود ڈپٹی نذیر احمد خان کے جواب میں لکھا

خصوصیات علمی

آپ کی خصوصیات علمی و اجتہادی میں مسئلہ قربانی آخر ماہ ذی الحجہ تک ہے بعد وفات نواب صاحب مرحوم آپ نے ایک اشتہار طبع کراکے شائع کیا کہ قربانی کے لیے ایام تشریق کو مخصوص کرنا دعوے بے دلیل ہے اور اسکے خلاف ادلہ شرعیہ موجود ہیں علماے عصر سے کچھ بحثیں ہوئیں مگر آپ کے دعوے کی تردید نہو سکی مسئلہ مذکورہ

کے متعلق مذاہب واقوال سلف و اختلافات ائمہ و اثبات دعوی مع رفع اعتراضات مخالفین ایک مجلد ضخیم مین جمع فرمائے[ع] جو آپ کی کمال تحقیق و وسعت نظر پر دال ہے افسوس کہ ابتک اس کی طبع کی نوبت نہین آئی۔ آخر زمانہ مین مسئلہ قرأت فاتحہ خلف امام مین ایک مبسوط کتاب مسمّی البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب لکھی جو بعد وفات آنجناب دہلی مین مطبوع ہوئی انتظام طبع کی جانب کسی نے توجہ نہ کی بدخط غلط چھپی ہے۔ یہ عجیب مجتہدانہ تصنیف ہے جملہ اختلافات و اقوال مجتہدین و دلائل مذاہب و آیات و احادیث و آثار متعلق مسئلہ مذکور اور احقاق و ابطال و تردید و اثبات و تنقیح دعوے جزء اوّل مندرج ہین اسکے سوا دیگر بہت رسائل دینیہ آپ کے قلم سے نکلے جو بعض تلامذہ کی جانب منسوب ہین راقم سطور نے آپ سے آگرہ و بھوپال مین فنون عقلیہ و نقلیہ اکتساب کیے دہلی مین آپ کے چشمۂ فیض سے گروہ طلبہ بلکہ تمام شہر مستفید ہوتا رہا مختلف علوم و فنون کا درس دیتے اور ہر روز بعد نماز صبح مسجد چوک مین ترجمہ و تفسیر قرآن بالحدیث دو گھنٹہ بیان فرماتے اور اہل شوق دور دور سے آکر سنتے تھے آخر ۱۳۲۶ھ ہجری کو بعمر ۷۴ سال دہلی مین وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ طیّب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ آپ علماء و ادباے عصر نے آپکے مرثیہ مین قصائد و نثر لکھے عزیزی مولوی سید نظر احمد سلمہ اللہ نے بتضمّن حدیث نبوی قَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ مادۂ تاریخ برآمد کیا اور مولوی سید اعجاز احمد سلمہ ربہٗ نے لفظ مغفور تاریخ وفات کہی اور ایک قصیدہ عربی فصیح و بلیغ انشاد کیا

تصانیف

وفات

۱۳۲۶ ۱۳۲۶

ع اس دعوی کا استدلال سورۃ الحج سے کیا اور تائیداً احادیث صحیحہ و آثار صحابہ مفصلہ فتح الباری وغیرہ و تحقیقات و اختلافات علماء کبار پیش کرکے عجیب و غریب اجتہادات و نازک قیاسات عالمانہ سے کام لیا جسکو دیکھکر نامور علماء عصر دنگ و متحیر ہوگئے چنانچہ امام المدققین عصر شیخ حسین عرب و دیگر علماے بھوپال و ہند نے بعد از قیل و قال بسیار اتفاق کیا اور مجید تحسین کی ۱۲ منہ

ولا بأس بایراد شیٔ منہا ؎

خطب ابا د نفوسنا لکبیر ۔۔۔ وکذا الزمان علی النفوس یجور
اما الھدی فتضعضعت ارکانہ ۔۔۔ والدین اسقمہ ضنی وفتور
شمس الضحی افلت وغاب شروقہ ۔۔۔ فاذا النہار کلیلنا ودیجور

وقال بعید ہذا ولہ درہ ؎

قد مات من قامت العلوم بموتہ ۔۔۔ لاسیما الاخبار والتفسیر
تبکی علیہ مساجد ومنابر ۔۔۔ ولاھل علم رنۃ وزفیر
قد کان مجتہدا مصیبا ناسکا ۔۔۔ یحیی الشرائع سعیہ المشکور
متخاشعا للہ متقادا لہ ۔۔۔ متلألأ من وجہہ التنویر
نقادا اسناد الحدیث ومتنہ ۔۔۔ کشافا اسرار الکتاب بصیر
لما سئلت القلب عام وفاتہ ۔۔۔ فاجابنی تاریخہ مغفور

۱۳۲۶

(۳۶) **مولوی حضور احمد بن مولوی حاجی نور احمد بن مولانا محمد شرف علی رحمہم اللہ تعالے**

آپ مولانا محمد حسن رح کے برادر زادہ تھے زمانۂ تولد بلد ۱۲۳۳ھ ہجری ہے بعض کتب رسمیہ بخدمت مولانا محمد اسمعیل مجاہد اسرائیلی علی گڑھی اور اپنے عم موصوف سے استفادہ کین خوش عقیدہ وپابند شرع تھے خوش بیانی وسلیقہ وعظ مین امتیاز خاص رکھتے تھے اور طریقت وصوفیت کی طرف طبع مائل تھی آگرہ مین زیادہ قیام کرتے تھے ریاست ٹونک مین آپ کے معتقدین وارادتمندون کی جماعت کثیر تھی اور ریاست سے آپ کی تنخواہ بطور وظیفہ مقرر ہوئی مختلف شہرون مین دورہ فرمانے اور وعظ کہتے تھے خوش لہجہ وخوش الحان تھے مثنوی مولانا رح

سُنا کر سامعین کو خوش کرتے اور تاثیر بیان سے لوگون کو متاثر کرتے تھے حالات بزرگان وسیر نبوی واعظانہ طور پر مستحضر فی الذہن تھے چند کتابین آپ کی مطبوعۂ یادگار اور تمام ملک مین مقبول ہین۔ لُبّ لُباب۔ خلاصۂ مثنوی معنوی زمانۂ غدر سے قبل طبع ہوا۔ فضائل رسول اللہ صلعم اردو نثر مین مفید عام ہے۔ حکایات الصالحین عربی کا اردو ترجمہ مسمّٰی احوال الصادقین بایراد اشعار مثنوی کیا جو عام طور پر مقبول ومتداول ہے اور اُسکو بعض حضرات نے نظم کا لباس پہناکر بھی طبع کرایا ہے۔ رسالۂ نکاح ثانی اُردو بھی طبع ہوچکا ہے آپ کی وفات بعمر ۶۳ سال سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین واقع ہوئی رحمۃ اللہ تعالےٰ

(۳۷) مولنا حاجی سید سبط احمد بن مولنا حافظ سید اولاد احمد رحمہما اللہ

آپ[1] سنہ ۱۲۶۷ ہجری مین متولد ہوئے اور وقت وفات پدر علیہ الرحمہ تیرہ سال کی عمر تھی مولنا سید امیر حسن رح کے حلقہ درس سے وطن مین مستفید ہوکر میرٹھ گئے اور چند سال طالب علمانہ قیام رہا غور وخوض ومتانت موروثی سے متصف تھے تکمیل درس وفراغ تحصیل کے بعد وطن واپس آئے اشتغال علم مرکوز خاطر تھا لہذا بدایون وشیخوپور مین درس وتدریس طلبۂ علم مین بسر اوقات فرمائی متعصبین اہل بدعت سے مباحثات کئے بعد چندے تلاش معاش بھوپال کا قصد کیا اور بعد حصول ملازمت فائز ترقیات عہدۂ ومنصب رہے حتےٰ کہ عہدۂ مصفی دیوانی وفوجداری ضلع آشٹہ پر مامور ہوکر بکمال دیانت ومعدلت ولقوی فرائض انجام

[1] آپ کے برادر کلان حافظ سید ابن احمد رح تھے ولادت سنہ ۱۲۶۵ ھ دہم رجب یوم جمعہ ہے قرآن شریف حفظ کرکے صرف ونحو عربی اپنے والد مغفور سے پڑھی پھر مولنا سید امیر حسن رح سے میرٹھ مین تحصیل علم فرمائی بعدہ انتظام املاک وجائداد مین مصروف ہوئے اعزہ کی خبرگیری کرتے تھے پابند شرع نیک نفس حلیم الطبع متواضع باوقار تھے عزت وجاہت دینوی سے موصوف رہے دہم رجب یوم جمعہ سنہ ۱۳۱۶ ھ کو بعمر ۵۲ سال وطن مین وفات پائی تاریخ اغفرلہ طبعزاد معجز سلمہ ہو رحمہ اللہ تعالےٰ۔ ۱۲ منہ ۱۳۱۶ھ

عہ نکاح ثانی کے خیر خواہان نواب محمد عبدالرحمن خانصاحب نے بھی اپنی ریاست مین تفصیل کیا ہے مقام بھوپال سنہ ۱۲۷۶ھ مین کی ہے بیوہ کا نکاح ثانی ہوا ۱۲

دیئے زہد و ورع و تشرع آپ کا شعار تھا نواب صاحب مرحوم آپ کی عزت فرماتے تھے درحقیقت آپ فرشتہ خو انسان دحق پرست عالم و عابد متقی تھے جملہ علوم متداولہ مین دستگاہ عالمانہ اور دینیات و علم و فرائض مین مہارت خاصہ رکھتے تھے مسائل دقیقہ و معلقہ مواریث بے تامل حل فرماتے تھے مشاغل درس کبھی ترک نہین فرمائے البتہ تصنیف کی جانب کم متوجہ ہوئے۔ جب رسالہ کلمۃ الحق مصنفہ جناب نواب صاحب مرحوم کا جواب بعض علمائے بدایون نے شائع کیا تو آپ نے کتاب اعلاء کلمۃ الحق اس کے جواب الجواب مین بزبان فارسی تحریر فرمائی جو بھوپال مین طبع ہوئی رد بدعات و انتصار حق و تردید باطل مین بے نظیر ہے آپ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین بعزم حج بیت اللہ اپنی والدہ ضعیفہ کو لیکر وطن سے مکہ معظمہ گئے اور بعد ادائے فریضہ زیارت نبوی سے مشرف ہوئے والدہ ماجدہ کو اپنے دوش پر سوار کرکے طواف بیت اللہ کرایا اور سنہ ۱۳۰۱ھ مین مراجعت فرمائی۔ آخر مقام جاور ضلع آشٹہ علاقۂ بھوپال مین بمرض ہیضۂ وبائی بعمر تینتالیس سال سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ عزیز علامہ معجز بسلمہ اللہ نے آیۂ کریمہ قَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا سے تاریخ رحلت مستخرج کی جزاہ اللہ خیرا۔ ۱۳

(۳۸) حکیم محمد خورشید حسن خلف اکبر حکیم بدر الدین فاروقی رحمہما اللہ

آپ مولنا محمد بشیر محدث رح کے برادر کلان تھے تحصیل علوم و فنون درسیہ علمائے لکھنؤ سے کی اور بعد فراغ درس فن طب و طریق علاج اپنے والد ماجد سے حاصل کرکے مشغول مداوا و معالجہ ہوئے کامل الاستعداد و صاحب قوت خداداد تھے مطب مین حذاقت تام اور تشخیص و تجویز مین ملکہ خاص تھا امراض سوداویہ و نقصان باہ و رطوبت مین ید بیضا دکھاتے غربا کے ساتھ ہمدردی اور اقارب پر احسان کرتے تھے اکثر قیام وطن سے باہر رہا اور شغل درس و مطب مین مصروف رہے امرا و رؤسا کا مرجع تھے ہمیشہ

اطعمہ لذیذہ و اغذیہ لطیفہ بتکلف تیار کراتے خود تناول فرماتے اور اعزہ و احباب کی مدارات کرتے سیر چشم و بامروت تھے حدود ۱۳۰۵ھ ہجری مین بعمر ۷۰ سال وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ کے دو فرزند نامور طبیب ہوئے

(۳۹) حکیم محمد نذیر بن حکیم محمد بدر الدین رحمہ اللہ

آپ بھی مولنا محمد بشیر محدث رح کے حقیقی منجھلے بھائی تھے بمعیت برادر بزرگ تحصیل علوم لکھنؤ مین کی اور خاندانی فن طب و مطب حاصل کرکے چند سال ریاست کماری مین بصیغۂ طبابت بعزت تمام ملازم و مقرب خاص رہے پھر بقدردانی راجہ جیاجی راؤ والی ریاست گوالیار لشکر مین قیام فرمایا بعدہ مفصلات علاقہ ریاست مین معزز عہدہ پر مامور کیے گئے نہایت نیک نفس متبع کتاب و سنت متقی تھے معالجات نسوانی مین دستگاہ خاص رکھتے تھے ریاست گوالیار مین بعارضۂ ضیق النفس ۱۳۱۵ھ ہجری کو وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالےٰ آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد ظریف طبیب تھے۔ تاریخ رحلت۔ غفرلہٗ ۱۳۱۵ ثمرۂ فکر معجز سلمہ اللہ ہے

(۴۰) مولنا حکیم محمد مظہر علی خلف اصغر حکیم محمد بدر الدین رحمہما اللہ

آپ زمانۂ وفات پدر رح مین خردسال تھے بتوجہ برادران بزرگ تربیت و تعلیم پائی قوت ذکا و حافظہ و سرعت فہم مین امتیاز رکھتے تھے علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ و اصول و فروع مولنا محمد بشیر رح سے جو آپ کے برادر مکرم تھے بحث و تحقیق کے ساتھ اکتساب کرکے کتب طب و طریق مطب مین کوشش فرمائی اور اطبائے حذاق و ارباب علم و فضل سے ہوئے طلبہ علوم کو درس معقول و منقول دیتے اور مطب

مین خاص توجہ فرماتے تھے ترکیب اغذیہ وادویہ وترتیب نسخ وتجویز مین جدت و ایجاد سے کام لیتے علاج امراض پیچیدۂ ومتضادہ مین بجودت ذہن کامیاب ہوتے اور معاصرین پر سبقت لیجاتے تھے ۔علم اصول فقہ وکلام وعربیت وفنون حکمیہ مین مہارت زائدالوصف تھی راجہ صاحب گوالیار کے دربار مین آپ کا اعزاز واکرام درجہ اول کا رکھا گیا تھا دیوان اعظم سر دنکر راو کو آپ پر اعتماد خاص تھا امور نظم ونسق ومالی وملکی مین آپ مشیر ومعتمد ریاست تھے باین تقرب خوشامد وکذب وتملق سے بہت دور اور نہایت جری وبیباک وحق گو تھے مختلف مواقع پر دربار مین دلیری کے ساتھ اپنی راستی وحق پسندی کا سکہ بٹھایا امرا ورؤسا آپ سے جھجکتے تھے آپ کی ذات سے اہل وطن وارباب فن کو فائدے پہونچے ریاست مین اُن کو ملازمتین دلائین علم وہنر کے قدردان تھے کتب بینی وتصنیف کا مشغلہ رکھتے تھے زہد وتقوے وعبادت مین قدم راسخ تھا اور صبر واستقلال وخلوص مین یگانہ تھے بوجہ تعلقات بڑا حصہ عمر کا ریاست مین بسر فرمایا آپ کی تصنیف لطیف تفسیر مظہر البیان[1] ہے اسکی ایک جلد ضخیم تا سورۂ بقر مطبع گوالیار مین غلط وبدخط طبع ہوئی تھی ۔عربی عبارت بغایت فصیح وبلیغ مباحث کلامیہ سے بالکل معمور وسعت نظر مصنف وتبحر علم حدیث وتفسیر کا پتہ لگتا ہے تفسیر کبیر امام رازی کا انداز ہے ۔آخر مین تمام تعلقات ترک فرماکر اوقات عزیز عبادت وشب بیداری مین گزارتے تھے بشوق حج وزیارت حرمین شریفین وقصد ہجرت سفر حجاز کیا اور مع اہلبیت سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین بعداداے حج مبرور مکہ معظمہ مین لبیک گوے داعی فردوس ہوئے رحمہما اللہ تعالے وغفر لہما آپ کے فرزند

حکیم محمد منظر علی سلمہ ریاست گوالیار مین وکالت کرتے ہین

---

[1] مظہر البیان تاریخی نام ہے تکلفانہ تفسیر ہے ۱۲ سید اعجاز احمد ۔

(۴۱) حکیم محمد ضیاء الحسن بن حکیم خورشید حسن رحمہما اللہ

آپ نے اپنے پدر وعم رح سے علوم و فنون درسیہ پڑھ کر فراغ حاصل کیا پھر صناعت موروثی کی طرف توجہ کی اور چند سال متواتر اپنے والد ماجد کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا اور مطب مین مہارت کلی اور علاج مین حذاقت تامہ نصیب ہوئی۔ نواح علیگڈھ و بلند شہر وغیرہ کے رؤسا و تعلقداران نے آپ کی قدر دانی کی اور فخر کے ساتھ اپنی ریاست مین رکھا چونکہ آپ کے والد رح کے مطب و قیام کا سلسلہ بلاد مشرق مین زیادہ رہا اس لیے آپ کو بھی اس جانب رغبت ہوئی اور شہر گیا مین مستقل قیام فرمایا مطب کی شہرت و وسعت ہوئی معالجات مین ناموری و کامیابی حاصل کی اپنے اہل خاندان کی طرح نیک نفس خوش مزاج قبیلہ پرور اعزہ و احباب پر کرم گستر و با مروت و مہمان نواز تھے۔ ریاست دان پور ضلع بلند شہر کے نامور رئیس کنور عبدالغفور خان نے حسب اعتقاد قدیم و مراسم سابقہ آپ کو اپنے علاج کے لیے شہر گیا سے طلب کیا آپ کے دست شفا سے کنور صاحب بہت جلد صحت یاب ہوگئے مگر آپ بعمر ۶۰ سال ناگہان مبتلاے مرض فالج ہوکر سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین راہی دار بقا ہوے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ

آپ کے فرزند حکیم شمس الحسن سلمہ اللہ شہر گیا مین نامی طبیب ہین

(۴۲) مولوی سید سلطان حسن بن میر لیاقت علی رح

آپ مولانا سید امیر حسن رح کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے ولادت بحساب سن عیسوی سنہ ۱۸۴۲ع مین ہے لکھنؤ مین علوم رسمیہ تحصیل کیے اور اپنے برادر معظم رح سے معقولات و منقولات کی تکمیل فرما کر جلسہ علما مین دستار فضیلت حاصل کی صاحب

ع۱ افسوس کہ مرحوم نے بسن شباب شہر گیا مین انتقال کیا رحمہ اللہ لعم ۱۲

استعداد و قوت ذہن و حافظہ تھے مشاغل علمیہ و درس طلبہ مین ہمیشہ مصروف رہے مدرسہ عالیہ کلکتہ مین پروفیسر عربی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مدت دراز ملازم رہے وطن مین آمد و رفت بہت کم تھی خیرآباد مین زیادہ وقت بسر کیا آخر کلکتہ مین بعمر ۵۵ سال ۱۸۹۶ء مین انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

(۴۳) حکیم سید محمدؐ بن مولنا حکیم سید اسد علی فاضلی رح

آپ نے فنون درسیہ اپنے والد علامہ سے استفادہ کئے بعدہ کتب طب پڑھ کر مطب کیا طبیعت مین خوض و تدبر تھا تواضع و حسن خلق کے ساتھ وقار و خودداری رکھتے تھے وطن سے نکلکر بسلسلہ مطب کئی جگہ قیام کیا اودھ مین راجہ امیر حسن خان تعلقدار محمود آباد نے چند سال آپ کو مشیر و معتمد خاص بناکر اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے یہان رکھا ایک موقع پر آپ انکی صحبت سے دل برداشتہ ہوگئے اور مفارقت اختیار کی راجہ صاحب نے معذرت و اظہار ندامت کرکے قیام پر اصرار کیا مگر آپ کی غیرت و حمیت نے قبول نکیا سیدھے ریاست حیدرآباد دکن تشریف لے گئے اور ہائی کورٹ مین وکالت شرع کی قابلیت کی شہرت اور وسعت دائرہ وکالت کی وجہ سے معزز و ممتاز عصر رہے دولت و ثروت کما ینبغی پیدا کی اور حقوق ذوی القربیٰ ادا کئے فیاض و سیر چشمی مین بے نظیر تھے۔ مطب و درس طب کا مشغلہ وکالت کے ساتھ بھی رہا حیدرآباد مین بعمر ۶۰ سال ۱۳۱۱ ہجری مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے

(۴۴) حکیم محمد انوار حسین بن حکیم شیخ مصطفےٰ اعلی صدیقی رح

آپ نے کتب رسمیہ عربی رام پور وغیرہ مین پڑھ کر فن طب اپنے والد سے حاصل کیا اور مطب کا سلسلہ وطن و نواح مین جاری کیا فن معالجات سے مناسبت طبع تھی خوش اخلاقی

وسیر حشمی سے لوگون کو گرویدہ کرتے تھے قصبۂ اُترولی ضلع علی گڑھ و کاسگنج ضلع ایٹہ مین برسون بمشغلہ مطب مقیم رہے مرجع امرا و رؤسا تھے بعدہٗ احمد آباد ملک گجرات مین پہونچکر شہرت و ناموری حاصل کی بمبئی مین کئی سال قیام کیا ہر جگہ معزز و نامآور رہے دریافت حالات مریض و تشخیص امراض مین بیان غیر کے محتاج نہ تھے خود اظہار حال ماضی و حال کرکے لوگون کو متعجب و متحیر بنا دیتے تھے ڈاکٹر و اطبا ششدر رہجاتے تھے مریض کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کمال نباضی کا ثبوت دیتے اور برسون کے قصّے بے کم و کاست کہہ گزرتے بفضل ربّانی ایسے واقعات بھی زبان پر آجاتے جنکا تعلق مرض سے معلوم نہوتا تھا اسی وجہ سے باخبر لوگ اِس غیب دانی کو دوسرے فنون و اعمال سے متعلق کرتے تھے غرضکہ اِس عجیب ملکہ کی بدولت جہان پہونچے بڑی شہرت و رجوع ہوئی اور مال کثیر آپ نے حاصل کیا مگر فیاضی و استغنا کے ہاتھون ہمیشہ لٹاتے رہے سائلین کو محروم واپس نکرتے تھے بعمر ۶۲ سال سنہ ۱۳۱۵ ہجری مین بمقام احمد آباد رحلت کی رحمہ اللہ تعالےٰ

(۴۵) مولوی میر یاد علی خلف اکبر منشی سید مراد علی صالحی رحمہما اللہ تعالےٰ

آپ کی ولادت تقریباً سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین ہے آپ کے والد ماجد ایک لائق و فائق مدبّر اور بغایت متقی و مستغنی المزاج بزرگ تھے صحبت علما و صلحا سے تستفیض ہوتے تھے۔ آپ نے کتب درسیہ صرف و نحو عربی و فقہ علماے مراد آباد و رامپور سے حاصل کرکے صحبت مولنا عالم علی محدث مراد آبادی مین اکتساب علم کیا اور فقہ و تصوف کی کتابین مطالعہ فرمائین اور کچھ منطق و فلسفہ مولنا احمد حسن مراد آبادی تلمیذ مولنا فضل حق خیر آبادی سے اکتساب فرمایا۔ اور رجحان طبع صوفیت کی جانب

ہو احالات و کرامات بزرگان بطریقہ مروجہ متصوفین ذہن نشین کیے غدر سے قبل محکمہ دیوانی و منصفی مین عہدۂ منصرمی پر مامور ہوئے جب سرسید صاحب صدر امین بجنور تھے تو آپ اُنکی ماتحتی مین کام کرتے تھے اور اُنکی نظر مین خاص عظمت و اعتبار رکھتے تھے مسٹر محمود وغیرہ اولاد سرسید کو ابتدائی تعلیم بھی دی۔ مراد آباد مین آپ سررشتہ دار جمی رہے اور کمال ورع و دیانت و تقوے کے ساتھ فرائض انجام دیے پابندی صوم و صلوٰۃ و عبادت مین ممتاز تھے حکام بالادست آپ کی منشیانہ قابلیت و دیانت کی بیحد عزت کرتے تھے۔ مروجہ صوفیت و تقلید مین آپ کو نہایت غلو تھا علوم قرآن و حدیث و کتب محققین پر کمتر نظر تھی اس وجہ سے اہل تحقیق کو اچھا نہ جانتے تھے مجالس میلاد و عرس مین شریک ہو کر کیفیت وجدانی پیدا کرتے اور خود بذوق و شوق رسائل میلاد پڑھتے اور مجالس منعقد کرتے تھے اور کتاب خدا کی رحمت مصنفۂ مولوی سلامت اللہ کشفی بدایونی بعقیدت تمام و خوش الحانی و جوش رقت و گریہ پڑھتے تھے چند سال مسجد جامع سنبھلی مین امامت کی خوش لحنی قرأت مین قرآن پڑھتے جس سے جوش بکا و کیفیت قلبی کا اثر ظاہر ہوتا تھا ۱۳۰۰ھ ہجری مین مراد آباد سے پنشن لیکر وطن آگئے اور مرجع معتقدین رہے صابر نیک مزاج حلیم الطبع بامروت مہمان نواز و سیر چشم تھے ذکاوت طبع و قوت حافظہ آپ کا خاندانی وصف ہے آپ کے ہر دو برادران خرد آپ کی توجہ سے نہایت قابل منشی و شاعر و ذی استعداد ہوئے آپ کو بھی نظم اردو مین دستگاہ تھی غزلیات از قسم نعت و منقبت بصورت دیوان مجتمع ہین آخر بعمر ۶۸ سال ۱۳۱۹ھ مین وفات پائی قبر خام مسجد پیرزادگان کے احاطہ مین ہے رحمہ اللہ تعالےٰ

(۴۶) مولوی سید محمد عبد الصمد شاہ خلف سید غالب حسین شہید رح ہاشمی رح تولد تخمیناً ۱۲۶۹ھ مین ہے وطن مین اپنے خالہ زاد بھائی مولوی سخاوت حسین رح

انصاری سے کتب درسیہ صرف ونحو ومنطق وفقہ وغیرہ پڑھ کر بدایون گئے علماے محدثین سہسوان اور فضلاے بدایون مین مسائل کثیرہ ورد بدعات مین بحث ونزاع تھا اس لئے آپ کی تعلیم بتوجہ مولنا فضل رسول ومولنا عبد القادر بدایونی رحمہا اللہ مدرسہ قادریہ مین ہوئی اب جو رسالہ اہل حق کے خلاف شائع ہوتا تھا آپ کے اساتذہ اسکو آپ کی جانب منسوب کرتے اور آپ کو بحث ومناظرہ پر ابھارتے تھے مولنا سید امیر حسن صاحب رح آپ کے حقیقی پھوپھا تھے مگر آپ اپنے بھائی صاحب کے اثر تعلیم وتربیت سے انکی جانب سوءظن رکھتے تھے اب بدایون کی تعلیم وتلقین نے اور پختہ کردیا اعمال وعقائد مین بھی بدعات کا اثر ہوا استعانت اہل قبور وتعظیم مزارات وعرس بر بحسب صوفیت اساتذہ عمل پیرا ہوتے موحد ومنکر تقلید شخصی کو برا سمجھتے تھے آپ کو کلام اللہ شریف بقرات وتجوید حفظ تھا بہت صاف اور جلد پڑھتے تھے قوت مناظرہ وجرأت تقریر وقدرت بیان ووعظ رکھتے تھے ذہن وذکا وقوت حافظہ سے متصف تھے طریق چشتیہ مین حافظ شاہ محمد اسلم خیرآبادی سے بیعت کی اور خلیفہ ہوئے قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ مین قیام فرمایا جماعت کثیر معتقدین ومریدین کی حاضر رہتی اور مجالس عرس وحال وقال منعقد ہوتی تھین آپ نے بہت شہرت پائی اور عزت ومنزلت مقتدایانہ سے محترم رہے مطالعہ کتب کا شوق تھا علم حدیث کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اسکی برکت سے تعصب وناحق پسندی کی جگہ طبیعت مین میلان حق وانصاف پیدا ہوگیا مطالعۂ تصانیف محققین مجتہدین نے رنگ بدل دیا فتح الباری وعینی وقسطلانی شروح بخاری زیر مطالعہ رہتی تھین صحیح بخاری کے چند پارے ازبر کرلئے وظائف مین حصن حصین کا ورد تھا وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ آپ زمانہ طلب علم کے مجادلات ومباحثات کو آخر مین نظر حقارت سے دیکھتے اور مخالفت اہل حق وحمایت بدعات پر نادم ہوتے تھے اہل حدیث سے

بخلوص قلب ملتے تھے آپ کی تصانیف ابتدائی رسائل بحث و مناظرات ہین جو پایہ اعتبار سے ساقط ہین مثل افادات صمدیہ و مناظرہ صمدیہ و تبعید الشیاطین وغیرہ آخر زمانہ مین بمقابلہ شیعہ ردستہ مین ارغام الشیاطین تصنیف کی جو نہایت محققانہ و بے مثل کتاب ہے طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے۔ باوجود شعار تصوف و مشغلہ پیری و مریدی خوش مزاج ظریف شگفتہ مشانی تصنع و تکلف سے دور خلیق و متواضع و سادہ و خوش مزاج تھے عالی ہمتی و سیر چشمی کی حد نہ تھی ہزارہا روپیہ آتا اور قبیلہ پروری و عزیز نوازی مین صرف ہوتا تھا سنہ ۱۳۱۶ھ مین بھوپال تشریف لائے جا بجا جلسہ ہائے وعظ ہوئے اہل شہر ہزارہا کی تعداد مین شریک ہوتے تھے بیان پر زور تھا راقم سطور بھی انکے ساتھ باوجود اختلاف عقاید ماورائے عزیز داری بحد شفقت خاص فرماتے تھے اور میرے برادر معظم مولنا سید عبد الباری صاحب سے اکثر مباحثہ مجالس مین ہوتے جانبین سے ردو قدح زبانی و تحریری مخالفانہ عالمانہ محققانہ ہوتی مگر باینہمہ بوجہ ہم عمری بحد خلت و اخلاص باہم تھا چند بار آگرہ آئے تو باوجود اصرار دیگر رؤسا معتقدین بھائی صاحب مرحوم کے یہان خود مہمان عزیز ہوئے اور اکثر نکتہ سنجی و لطائف علمیہ سے وقت عزیز صرف ہوتا مین بوجہ طالبعلمی شریک جلسہ رہتا۔ پھپھوند مین بعمر ۵۹ سال سنہ ۱۳۲۴ ہجری کو مرض فالج مین رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ مولوی سید مصباح الحسن صاحب سجادہ نشین ہین

(۴۷) مولوی سید محمد نذیر بن سید نوازش علی فاضلی رحمہ اللہ

آپ کی ولادت سنہ ۱۲۷۰ھ مین ہے مولنا سید امیر حسن محدث اور انکے خلف مولنا سید امیر احمد رح سے سہسوان دہلی میرٹھ آگرہ مین صرف و نحو و منطق و حکمت و ادب و فقہ و تفسیر و حدیث و اصول و کلام حاصل کیے نہایت ذکی و ذہین و سریع الفہم و مستعد تھے میور کالج آگرہ مین باضابطہ دستار بندی ہوئی علماے عصر دور و دراز

سے شریک جلسۂ کالج ہوئے علم ادب وعربیت وانشا نگاری مین ملکہ خاص تھا عبارت فارسی وعربی بے تکلف لکھتے تھے قوت مباحثہ وحاضر جوابی واستحضار مسائل علمی مین ممتاز تھے چند رسائل مناظرہ آپ کی مصنفہ یادگار ہین جن سے جودت طبع ووسعت نظر کا پتا لگتا ہے طلبۂ علوم کو تمام فنون درسیہ مین مستفید فرماتے اور ہمیشہ مشاغل علمیہ سے دلچسپی رکھتے تھے رسالہ تلک عشرہ کاملہ متضمن اعتراضات شمس العلماے سہسوانی بزبان فارسی جو بمقابلہ مولنا محمد عبدالحق خیرآبادی ہے آپ نے آگرہ مین طبع کرایا براہین اثنا عشر رسالۂ اردو جسمین انتصار الحق پر بارہ اعتراض لاجواب ہین تبائید معیار الحق لکھا اور طبع ہوکر شائع ہوا مناظرۂ احمدیہ اردو وکیفیت مباحثہ شیخوپور جسمین مفصل حالات مناظرہ و تحریرات مولوی سید امیر احمد رح ومولوی عبدالقادر رح مندرج ہین تبعدا دکثیر طبع ہوئی اسکے سوا اور بہت رسائل مطبوع وغیر مطبوع آپ کی تالیف ہین چند سال قصبہ بسولی ضلع بدایون مین بتعلق ملازمت مدرسہ قیام رہا آخر آپ نے بعہد شباب بعمر ۴۳ سال سنہ ۱۲۹۱ ہجری کو وطن مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے۔

(۴۸) مولوی سید پرورش علی بن میر شجاعت علی ہاشمی رح

ولادت تخمیناً تیرھوین صدی ہجری کے وسط مین ہے ابتدائی تعلیم وطن مین پائی پھر رامپور جاکر پڑھا بعدہٗ مُراد آباد مین مولنا احمد حسن مراد آبادی رح سے بقیہ فنون درسیہ ومعقولات کی تکمیل فرمائی علم فقہ و فرائض مین خاص عبور حاصل کیا بعد فراغ تحصیل درس وافتا وغیرہ کا مشغلہ بھی رہا رؤساے ضلع بلند شہر و علیگڈھ کی قدر دانی سے آپ نے اُس طرف زیادہ قیام کیا اُمور انتظامیہ زمینداری وعلاقہ مین بھی آپ پر خاص اعتماد تھا آپ کے زہد و ورع و پابندی شریعت سے دلون مین قدر وعظمت راسخ ہوئی آپ نے محض بایماے والد خود اپنی زوجہ کو بے تامل طلاق

دے دی - اب مدت سے وطن مین تشریف فرما ہین لوگون کے معاملات سے بالکل بے تعلق اور خود کسی سے غرض و مطلب نہین رکھتے ذکر و عبادت مین بسر کرتے اور باوجود ضعف پیری و خمیدگی پشت و کمر پنجگانہ مسجد مین نماز با جماعت ادا کرتے ہین - بارہ سال ہوئے کہ اپنی جائداد وقف تعلیم اسلامی کرکے مدرسہ عزیزی جاری کیا ہے اور خود متولی و منتظم مدرسہ ہین شرائط وقف مین تعلیم قرآن مجید و دینیات بقید فقہ حنفی ہے اور یہ کہ مدرس حنفی مقلد ہو اہل حدیث سے آپ تعصب رکھتے ہین آج کل مدرس مولوی فضل احمد صاحب بدایونی ہین جو بسبب ضعیف العمری کے قوت تعلیم و تربیت اطفال سے معذور ہین اور تنخواہ معقول پاتے ہین اسی وجہ سے عام لوگ اس طرف راغب نہین ہوتے اور خواص تشدد شرائط سے متنفر ہین آپ کو تقلید شخصی پر بیحد اصرار ہے اسکو رکن ایمان سمجھتے ہین مبتدعین سے اجتناب نہین فرماتے - خلیق و نیک مزاج و منکسر ہین پنکھا ہر موسم ہر موقع ہر وقت کبھی ہاتھ مین کبھی بغل مین رکھتے ہین سن شریف اسی سال سے زائد ہے - مجھپر باوجود اختلاف تحقیق و تقلید بہت کچھ مہربانی فرماتے ہین سلمہ اللہ تعالے!

(۴۹) مولوی حافظ شیخ امیر حسن بن شیخ امام بخش انصاری رح

تقریباً سنہ ۱۲۵۰ھ مین آپکا تولد ہے تحصیل علوم لکھنؤ مین کی اور قرآن مجید حفظ کیا فن تجوید و قرأت قاری حافظ احمد حسن برادر خرد و خطیب معین الدین سابق الذکر سے حاصل کی علوم معقولہ اور بعض دینیات لکھنؤ مین ابو البرکات مولنا تراب علی رح سے استفادہ کیے بعد فراغ درس سلسلہ تدریس ہمیشہ قائم رکھا قصبہ سہاور ضلع ایٹہ مین بقدر و منزلت اولاد امرا کو تعلیم دی ابتدائی کتب درسیہ کے تعلیم مین مہارت خاص حاصل تھی صرف و نحو کا استحضار تام تھا تلاوت کلام اللہ شریف سے

کسی وقت غافل نہوتے کوئی مشغلہ مانع نہوتا تقدس وورع وتقویٰ واجتناب منکرات وبدعات مین ہمیشہ ثابت قدم تھے اور مقلد حنفی ہونے کے باوجود اہل حدیث سے مطلق بغض وعناد نہ تھا فرائض کے عمدہ ماہر تھے عابد متقی منکسر المزاج والسکوت غایت درجہ نیک طینت تھے چند سال امامت مسجد جامع سہسوان کی آخر مین باختلال حواس مجنونانہ حالت مین پھرتے تھے تقریباً ۱۳۲۲ھ کو وطن مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۵۰) مولوی حافظ سید غلام جیلانی خلف اکبر مولوی حکیم سید اشفاق حسین ہاشمی رح

آپ کے والد صاحب کے ذکر مین بیان ہوا ہے کہ تعلیم اولاد کے حقوق جیسے انھون نے ادا کیے اورون نے کم کیے ہین چنانچہ آپ کو مع بھائیون کے حفظ کلام اللہ سے اولاً مشرف کیا آپ نہایت ذکی وقوی الحافظہ جید الفکر تھے بعد حفظ قرآن تعلیم فارسی حسب دستور پائی پھر صرف ونحو عربی پڑھ کر فنون درسیہ معقول ومنقول حاصل کیے مولوی ہدایت علی تلمیذ مولانا فضل حق خیرآبادی سے منطق وفلسفہ وعربیت اور مولانا محمد احسن نانوتوی سے جو مترجم دُرِّ مختار ومشارق الانوار تھے دینیات کی تکمیل فرمائی انشا نگاری عربی وفارسی مین بھی دستگاہ خاص تھی بعد فراغ درس بایماے حضرت والد خود رح حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ واپس آکر زبان انگریزی وفنون مغربی کما ینبغی حاصل کرکے عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے اور نہایت قابلیت سے فرائض انجام دیے جودت فہم وزور تحریر وفیصلہ نگاری مین فائق الاقران تھے ایک مدت تک آزاد خیال رند مشرب جنٹلمین رہے لہو ولعب وبیخواری مین منہمک احکام شرع کی پابندی سے مطلق العنان جلسۂ احباب مین مشغول عیش وعشرت رہتے آخر مین جذبات دینی وحمیت ایمانی نے ہر طرف سے دل کو پھیر کوٹ پتلون اور

طرز معاشرت انگریزی ترک کرکے سیدھے سادہ مسلمان بن گئے رندی و آزادی و عیش پسندی یکدم رخصت و کافور ہوئی پابند صوم و صلوٰۃ تلاوت و عبادت ہوئے کتب حدیث و تفسیر و تاریخ و سیر سے خاص دلچسپی پیدا ہوگئی معانی کلام اللہ مین تدبر کیا اتباع کتاب و سنت مین قدم راسخ ہوگیا تقلید و رسوم مبتدعہ کا خیال بھی رفع ہوکر موحد محقق بنگئے یہ عجیب انقلاب آخر زمانۂ ملازمت مین رونما ہوا اسکے بعد پنشن لیکر خانہ نشیں ہوئے اور بجز مشغلۂ قرآن و حدیث کوئی کام نکرتے اور ذکر و عبادت سے حظ وافر لیتے تھے۔ آراستہ و پیراستہ کوٹھیان چھوڑ کر ایک سادہ بنگلہ مین بسر کرتے تھے سچ ہے ؎

غمزۂ عابد فریبش زاہد صد سالہ را	موے پیشانی کشان خود سوے خمار آورد

جناب بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال نے آپکی قابلیت کا شہرہ سُن کر عہدۂ مہتممی بندوبست ممالک محروسۂ ریاست پر آپ کے آنے کی استدعا کی آپ ریاست مین تشریف لے گئے اور چند روز سرکاری مہمان رہے مگر قبول خدمت سے بوجہ استغنائے نفس انکار فرمایا آخر بریلی مین امراض کاسیہ و مثانہ مین مبتلا ہوکر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء بعمر ۶۰ سال انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالےٰ آپ کے خلف اصغر مولوی سید عبدالودود صاحب خدمات قومی و اسلامی مین بہت نامور و مقتدر ہین سلمہ اللہ تعالےٰ۔

(۵۱) مولوی حافظ سید میر احمد بن حکیم سید اشفاق حسین رح

آپ نے برادر معظم مذکور کے ساتھ اساتذہ مذکورین سے تحصیل علوم و فنون و حفظ قرآن و حج بیت اللہ کرکے قانون وکالت درجۂ اول کا امتحان پاس کیا زبان انگریزی مین اعلیٰ قابلیت حاصل کی اور عہدہ تحصیلداری پر مامور ہوئے آپکی مناسبت علمی بیشتر تھی ادبیات کا شوق تھا بطور تفنن عربی و فارسی مین شعر موزون کرتے متعدد بیاضہاے اشعار موجود ہین بہت طباع و ذکی و صالح و صائب الرائے

تھے ہر حالت مین صلاح و تقوےٰ و پابندی شرع نصب العین رکھتے تھے خوشامد حکام سے بہت مجتنب تھے ملازمت سے قبل عقد نکاح نہین کیا اور بعد ملازمت عمر ناپائدار نے اجازت نہ دی چنانچہ عین شباب مین مقام بھنڈارہ مین ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۳ء کو وفات پائی اور بعد وفات آپ کے نام تقرر عہدۂ ڈپٹی کلکٹری کا حکم گورنمنٹ سے موصول ہوا یہ ترقی محض ذاتی قابلیت کا ثمرہ تھی رحمہ اللہ تعالے بھنڈارہ مین ایک باغ عالی شان آپ کے مزار کے قریب بحکم پدر بزرگوار لگا گیا اور سہسوان مین ایک چاہ پختہ محلہ اونچے پر آپ کے یادگار مین تعمیر ہوا جسپر ایک قطعہ تاریخ وفات پتھر پر کندہ ہے

(۵۲) شمس العلما مولوی حافظ محمد امین سلمہ خلف اصغر حکیم سید شفاق حسین رح

ولادت باسعادت ۱۲۷۶ھ ۱۸۶۰ء مین بمقام ساگر ملک متوسط ہند مین ہوئی تحصیل علوم و فنون دینی و دینوی مثل دیگر برادران حد تکمیل کو پہونچائی کلام اللہ شریف بقرأت و تجوید حفظ کیا حج کعبہ و زیارت قبر نبوی سے مشرف ہوئے فن طب و دستور مطب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور علاج مین مہارت تامہ پیدا کی انگریزی زبان و علوم مغربی اپنے شوق و محنت سے بمدد طبع غواص و جودت ذہن استفادہ کیے کسی اسکول و کالج مین نہین پڑھا اچھے اچھے زباندان بلکہ اہل زبان آپ کی قابلیت و فضیلت کا اعتراف کرتے ہین اولاً عہدۂ ڈپٹی کلکٹری و اکسٹرا اسسٹنٹی پر ممتاز رہے پھر شہر جبل پور مین بعہدۂ ججی ۱۹۰۰ء مین فائز ہوئے متعلق ملازمت ممالک متوسط آپ کا قیام ہوشنگ آباد جبل پور ناگپور ساگر کھنڈوا وغیرہ مین رہا اعزاز و اقتدار آپ کا حکام یورپین و گورنمنٹ برطانیہ مین بغایت ہے علم و فضل و فہم و دانش و جامعیت کمالات مین جوہر فرد ہین دربار خاص ۱۸۹۸ء مین گورنمنٹ ہند نے آپ کی علمی قدردانی کا ثبوت بخطاب شمس العلما دیا علم ادب عربی و انگریزی و فن تاریخ سے خاص دلچسپی ہے بعض سرکاری جلسون مین

بموجودگی اہل علم و ارباب کمال آپ نے زبان عربی و فارسی و انگریزی و اردو مین
بغایت تصیح و برجستہ تقریرین کین اور تحریری لکچر سنائے اگر علو مرتبت علمیہ و
فضائل صوریہ و معنویہ پر نظر کی جائے تو خطاب کو آپ کی ذات سے شرف و امتیاز
ہے۔ آپ نے سند کتب حدیث مکہ معظمہ مین شیخ و علان مفتی حرمین شریفین سے
بھی حاصل کی کتب تفاسیر و محاضرات و سیر اکثر زیر مطالعہ رہتی ہین نظر تحقیق و مشغلہ
حدیث و قرآن کی وجہ سے اصلاح اعتقاد ہوئی اور خیالات مقلدانہ برطرف ہوئے
بدعات قدیمہ و جدیدہ سے نفرت کرنے لگے با این ہمہ اعلیٰ تعلیم مغربی کا اثر اسقدر
باقی ہے کہ سکونت و طعام و لباس و طرز معاشرت مین ایک جنٹلمین یورپین
معلوم ہوتے ہین۔ میز پر چھری کانٹا استعمال فرماتے ہین اعلیٰ افسران انگریز سے
بے تکلف ملاقاتین اور انکے ڈنر و پارٹیون مین شرکت کرتے ہین۔ ہیٹ۔ کوٹ۔ پتلون
بوٹ ملبوس ہے اسباب و سامان ایک معزز عہدہ دار انگریز کی طرح باقاعدہ اور کوٹھی جدید
فرنیچر سے آراستہ رکھتے ہین۔ فرائض اسلام صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن کے نہایت
پابند اور علماے دین کی خاص عظمت کرتے ہین۔ راقم سطور کو آپ سے دو بار
بھوپال مین ملاقات کا اتفاق ہوا پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۱۶ھ مین اُس وقت ماشاء اللہ وضع
قطع لباس ریش و بروت عالمانہ و صوفیانہ تھی دوسری مرتبہ سنہ ۱۳۲۳ھ مین چشم بد دور
وہ ریش مقدس بالکل صاف مونچھین بڑی گنجان و مخصب اہل یورپ کے فیشن
کے مطابق تھین جس سے مردانہ وجاہت کا ثبوت ملتا تھا اب سنا ہے کہ ریش و بروت
دونون ندارد چہرہ سراسر نورہی نور بن گیا ہے اب یہ کرزن فیشن مطبوع خاطر ہے
آیندہ خدا جانے کونسا انداز اختیار ہو کسی ظریف ہموطن نے آپکی شان مین خوب کہا ہے قطعہ

ہین محمد امین صاحب فضل		وہ جو کرسی پہ تن کے بیٹھے ہین	
داڑھی مونچھون کو صاف فرما کر		فارغ البال بن کے بیٹھے ہین	

آپ کے چہرہ سے آثار متانت و وقار و ذکاوت درخشان ہین سنہ ۱۹۱۵ء مین بحصول پنشن ملازمت سے کنارہ کش ہوکر اپنی ذاتی خوشنما جدید کوٹھی مین بمقام جبل پور مستقل سکونت پذیر ہین ۱۸ سال سے انجمن اسلامیہ جبل پور کے صدر مجلس اور مدرسہ اسلامیہ کے منتظم و رکن اعلیٰ ہین طلبہ کے قیام و آسایش کے لیے عظیم الشان بورڈنگ ہاؤس چالیس ہزار کے مصارف سے اپنی نگرانی مین تعمیر کرایا اور اب عمارت دار العلوم ساٹھ ہزار کے صرف سے بڑے پیمانہ پر زیر تعمیر ہے آپ کی کوشش سے تیس ہزار روپیہ اس تعمیر مین گورنمنٹ نے دینا منظور کیا ہے اب آپ امور خیر و رفاہ ملک و قوم و ترقی اسلام مین اوقات عزیز صرف فرماتے ہین نہایت نیک نام و تمغہ شہرت سے ممتاز خلیق نیک مزاج راست گو راست باز سیر چشم دوست نواز نچتہ وضع اولوالعزم ہین علم و اہل علم کے دل سے قدردان راقم کے ساتھ مخلصانہ محبت و برادرانہ مراسم رکھتے ہین سن شریف تقریباً ۷۵ سال ہے سلمہ اللہ تعالےٰ و ابقاہ و علے مدارج الکمال رقاہ۔

(۵۳) مولوی محمد انعام حسین خلف اصغر مولوی شیخ امداد حسین انصاری رح

آپ کے پدر و عم اساتذۂ محققین زبان فارسی سے تھے اور سمسوان کے اہل کمال مین معدود آپ کے چچا مولوی شیخ احمد حسین المتخلص بمشرب شعر و انشاے فارسی کی دستگاہ خاص رکھتے تھے آپ نے ہر دو بزرگ سے تحصیل کتب درسیہ فارسی کرکے حل دقائق و مضمون نگاری مین قابلیت پیدا کی بعدہ بانس بریلی جاکر علوم و فنون متداولہ رسمیہ علماے شہر سے حاصل کیے جدت ذہن و سرعت فہم و جودت حافظہ مین فائق الاقران تھے جس فن کی جانب متوجہ ہوئے تھے اسمین مہارت خاصہ بہم پہونچا لیتے تھے۔ ملازمت انگریزی حاصل کرکے ترقی کی اور تحصیلداری سے عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے ذکاوت طبع سے زبان انگریزی مین بطور خود عمدہ قابلیت پیدا کی حکام بالادست آپ کو معتمد

گورنمنٹ سمجھتے اور قدر و منزلت کرتے تھے آپ نے تمام مراحل تعلیم و ملازمت بلا اعانت غیرے اپنے قوت بازو سے طے کئے دیانت و راستبازی و استقلال و اولوالعزمی مین فخر خاندان تھے عدالت و تقوی ہمیشہ ملحوظ تھا بندۂ مؤلف سے آپ کو رابطہ محبت عہد طفلی تھا افسوس ۱۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۳۲۴ھ مین بمقام اُناؤ ملک اودھ بعارضۂ ہیضہ بعمر ۴۸ سال آپ کا انتقال ہوا بموجب وصیت مزار خام ہے رحمہ اللہ تعالے آپ کے برادر بزرگ مولوی شیخ عزیز الدین صاحب لکھنؤ مین مقرب حکام ہین علم سے دلچسپی رکھتے ہین عربی انشا نگاری پر قادر ہین کتب حدیث و سیر جمع کرنے کا زیادہ شوق ہے خلیق و بامروت ہین ۔ اور آپ کے منجھلے بھائی مولوی احسان حسین صاحب ضلع بجنور مین سرکاری معزز عہدہ دار راقم کے دوست مخلص مہمان نواز متواضع ہین سلمہما اللہ

(۴۵) مولوی محمد اسمعیل بن خطیب مولوی معین الدین انصاری ؒ

سال تولد ۱۲۶۵ھ ہجری ہے کم سنی مین یتیم ہو کر والدۂ ماجدہ کی آغوش محبت مین پرورش پائی اور حضرت مولنا سید امیر حسن و مولنا محمد بشیر رحمہما اللہ سے علوم درسیہ صرف و نحو و منطق و تفسیر و حدیث و عقائد باضابطہ پڑھے دینیات سے موروثی دلچسپی پائی عمل علم سے زیادہ نصیب ہوا خلوص و حقانیت و راست پسندی و فہم دین مین اعلی درجہ پر فائز ہوئے اور بحکم اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ منکرات و منہیات سے طبعاً محترز اور ہمیشہ اتباع کتاب و سنت کے دلدادہ رہتے ہین خود بحد پابند شرع اور اقارب و متعلقین کو وعظ و ہدایت فرماتے ہین ۔ نظر ہمیشہ نیچی رہا کرتی ہے حیا و شرم کا پتلا ہین کبھی کسیکی غیبت نہین کی نہ کبھی دیدہ و دانستہ جھوٹ بولے نہ کسیکو بفحوائے المومن لا یکذب جھوٹا سمجھتے ہین نیک مزاج سادہ دل قدسی سرشت

ہین قناعت وتوکل شعار ہے کتب حدیث وتفسیر وعقائد کا مطالعہ کرتے ہین گو آلیار جھوپال آگرہ وغیرہ مین اکثر قیام رہا اور ہر جگہ مقتدائے دین ومصلح بندگان خدا رہے خلوص نیت وصدق مقال وکسب حلال کی وجہ سے نصیحت ووعظ مین کہربائی اثر ہے ہزارہا نے نمازون کو پابند صوم وصلوٰۃ بنا دیا اور یہ صفت متوارث ہے فیض صحبت وبرکت تلقین سے صدہا لوگ عامل بحدیث وقرآن ہوگئے شرک وبدعات وملاہی ومناہی کا قلع قمع کرکے خلق اللہ کو صراط مستقیم توحید وشرع پر چلا دیا بسلسلۂ تعلیم دین ووعظ وتلقین محلہ تاج گنج آگرہ مین بقدر دانی بعض تجار اہل حق تشریف فرما ہین عمر شریف اسوقت ۶۶ سال ہے سلمہ اللہ وابقاہ[1]

(۵۵) ابو الفضائل سید آل محمد شاہ سلمہٗ خلف وخلیفہ سجادہ نشین طریقت حضرت مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ قدس سرہٗ

آپ راقم کے برادر عمزاد ہین ولادت ۱۲۸۵ھ نام تاریخی مظہر الحق ہے نہایت ذکی وفہیم وصاحب فراست ہین آپ کی تعلیم وتربیت بوجہ احسن حضرت والد ماجد رح کی توجہ سے وطن مین ہوئی بعد حصول استعداد وتکمیل قوت فہم علوم تصوف واخلاق وسلوک اپنے والد رحمۃ اللہ ومولنا سید عبد الحسیب رح سے حاصل کیے بعدہٗ طریقۂ چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ مین حضرت والد مغفور سے بیعت کرکے خرقۂ خلافت لیا آپ اپنے والدین کے تنہا فرزند ہین ۱۳۰۱ھ مین عقد نکاح آپ کا بنت مولوی سید محمود حسن بن حضرت تاج الاولیا قدس سرہٗ سے ہوا بعد وفات حضرت والد مبرور ۱۳۱۹ھ ہجری مین سجادہ نشین وخلیفہ باقاعدہ ہوئے ہر چند مزاولت علوم رسمیہ

[1] افسوس قبل طبع کتاب ہذا ۱۹۱۹ء مین وفات پائی مزار خام خطیب محلہ وطن مین ہے ۱۲ سبہ شہزاد علی عفی عنہٗ —

کا موقع آپ کو زیادہ نہین ملا مگر تعلیم اولاد کی طرف توجہ کامل فرمائی اور اس سلسلہ مین عربی علوم وفنون کی کتابون کا نادر وعظیم الشان ذخیرہ بکمال شوق وسعی جمع کیا اور اس دُھن مین جابجا سفر کیئے ع ۔ زہر خرمنے خوشۂ یافتم ۔ غرضکہ بذل درم وسعی قدم سے بے نظیر کتب خانہ فراہم کر لیا آپ کو مطالعہ کتب سیر و تاریخ وحالات بزرگان دین کا شوق زیادہ ہے علمی کارنامون سے دلچسپی ہے تعلیم اولاد وتحصیل ذرایع علم مین آپ نے مساعی جمیلہ کا ثبوت دیا ہے اسوجہ سے بالخصوص آپ کا ذکر خیر درج کتاب کیا گیا ماشاء اللہ اولاد مین چھ صاحبزادے اور ایک دختر رکھتے ہین سب تعلیم یافتہ باادب معزز ومقتدر وصالح ہین سلمہم اللہ تعالے بعض صاحبزادگان کا تذکرہ آیندہ ذکر ہوگا ۔ اس نعمت کے ساتھ آپ بفضلہ تعالے ثروت وجاہت وعزت دنیوی سے ممتاز اور رؤسا وحکام مین ذی احترام ومشار الیہ ہین ۔ معاملہ فہمی وخوش بیانی وطلاقت لسانی وجرات وجسارت مورونی مین عدیم المثل ہین اہل خاندان کی خبر گیری آبائی شعار ہے دستگیری غربا و مہمان نوازی وسیر چشمی مین پایہ ارفع واعلے ہے اس وقت عمر شریف ۵۰ سال ہے سلمہ اللہ تعالے وحصلہ مایتمناہ آپ نے اپنے والد بزرگوار رح کی تصانیف تصوف وتاریخ ونظم ونثر کو حسب وصیت مرتب کر لیا ہے عجب نہین جو جلد طبع ہو جائے ۔ سلمہ اللہ تعالے

(۵۶) مولوی حکیم سید عبد الواحد بن سید ولایت علی ہاشمی رح

آپ کی تعلیم ابتدائی وطن مین ہوئی مولنا محمد نذیر رح سے کتب درسیہ صرف ونحو وغیرہ پڑھ کر دہلی گئے وہان تکمیل درس معقولات ومنقولات کی کتب حدیث مولنا سید نذیر حسین محدث رح سے استفادہ کرکے سند لی اور فن طب باقاعدہ حکیم

محمد عبدالمجید خان حاذق الملک دہلوی سے پڑھ کر سند حاصل کی بعد فراغ تحصیل وطن تشریف لائے نہایت ذکی و ذہین صاحب استعداد و استحضار فنون درسیہ تھے مذاق شاعری دُرست تھا معاصرین اہل علم نے بارہا آپ کی فطانت طبع کی شہادت دی وطن مین سلسلہ درس و مطب مین مشغول رہے اتباع قرآن و حدیث مرکوز خاطر تھا اور عہد شباب مین بعمر ۲۸ سال ۱۳۰۶ھ ہجری کو بحیات والد بزرگوار چراغ حیات صرصر اجل سے خاموش ہوگیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۵۷) مولوی حکیم عبدالرشید بن قلندشی شیخ احمد حسن صدیقی سلمہ اللہ

آپ ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ھ ہجری مین متولد ہوئے فضلاے وطن مولنا سید امیر احمد شمس العلماء رح و مولنا شیخ محمد بشیر محدث رح سے سہسوان و آگرہ مین اکتساب فنون درسیہ کرکے آرہ مین مولنا سعادت حسین مدرس اعلیٰ مدرسہ آرہ و مولنا ہدایت اللہ خان رامپوری مدرس مدرسہ جون پور سے پھر مولنا محمد عبدالحی فرنگی محلی سے تحصیل و تکمیل علوم درسیہ متداولہ کی بعدہ حکیم مظفر حسین خان خلف حکیم مسیح الدولہ بہادر سے کتب طب پڑھین اور حکیم سید محمد خان موہانی سے مطب کیا۔ ریاست بھوپال مین سند بلوغ المرام و حدیث مسلسل بالاولیۃ قاضی شیخ محمد مچھلی شہری رح سے لی جوہر ذکا و جودت طبع و رسائی ذہن مین پایہ عالی رکھتے ہین اور جامعیت کمالات و اطلاع فنون مختلفہ و مشارکت علوم مین ممتاز ہین السنہ فارسی و ہندی و انگریزی مین دستگاہ اور خطوط مروجہ نسخ و شکست و نستعلیق مین مہارت ہے۔ مدت مدید سے شہر فرخ آباد مین بعہدہ ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول ممتاز ہین۔ اکثر شغل مطب و درس ہر فن و علم رہتا ہے۔ تحریر نظم و نثر منشیانہ عربی و فارسی و اردو مین

ید طولیٰ ہے تصنیف و تالیف علوم و فنون و مناظرہ کا مذاق ہمیشہ سے ہے
اکثر عیسائی پادری و آریہ ہنود وغیرہ سے آپ کے مناظرے تحریری ہوئے
جو بصورت کتاب و رسالہ طبع ہو کر مشتہر ہوتے رہے۔ آپکی تصنیفات علمی
و ادبی بھی بہت ہین علم ادب عربی سے خاص دلچسپی ہے۔ شاعری ہر صنف کی
بے تکلف کرتے ہین آپ طریقہ نقشبندیہ و قادریہ مین حضرت مولانا محمد فضل رحمن
صاحب قدس سرہٗ گنج مراد آبادی سے بیعت ہین۔ میرے ہم محلہ ہم وطن و
قریب العمر ہین و ہم جماعت و ہم سبق رہے ہین اور مجھ سے مودت قلبی رکھتے
ہین صاحب وقار و متانت اور قدیم سے تنہائی پسند ہین ماشاء اللہ
اس وقت آپ کی عمر ۵۶ سال ہے سلمہ اللہ تعالےٰ و ابقاہٗ مدے اللیالی
والایام

(۵۸) مولوی محمود حسن بن شیخ محمد امام خان زبیری سلمہ اللہ

آپ نے مولانا رشید احمد صاحب محدث و فقیہ حنفی گنگوہی رح اور مولانا محمود حسین
صاحب مدرس اول دیوبند دام فیضہ سے علوم مروجہ صرف و نحو منطق فقہ حدیث
وغیرہا تحصیل کر کے جلسہ دستار بندی مدرسۂ عربیہ دیوبند مین سند فراغ
حاصل کی ذی استعداد و جامع فنون درسیہ و متین مزاج ہین بعد اکتساب علم
مشغلۂ درس و تدریس مین صرف اوقات فرمانے لگے۔ چنانچہ مسجد عربہ شاہی
مسجد شہر مراد آباد مین ۳۵ سال سے بعہدۂ مدرس اول ممتاز ہین۔ طلبہ علم کی
جماعت کثیرہ کو درس دیتے اور ہر فن کی کتاب محققانہ پڑھاتے ہین آپ کے
تلامذہ ذی استعداد و قابل اطراف و جوانب مین بکثرت موجود ہین مناظرات
مذہبی مین کتب و رسائل اپنے اور اپنے لائق شاگردون کے نام سے اکثر شائع

کئے ہین۔ فیض صحبت علماے دیوبند و شغل دینیات کی وجہ سے بدعات و منکرات و اہیہ سے بری ہین صرف تقلید شخصی پر با بتباع طریق اساتذۂ دیوبند کاربند ہین مگر اہل حق سے تعصب نہین ہے۔ صناعت کیمیا سے خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ آپ بہت سنجیدہ متواضع خلیق و متقی ہین شہر کے اعیان و اُمرا آپ کی نہایت عظمت کرتے ہین اس وقت[1] عمر شریف تخمیناً پچپن ۵۵ سال ہے۔ سلمہ اللہ تعالےٰ عن ریب الزمان

(۵۹) مولوی سید اسرار حسن بن سید علی حسن فاضلی سلمہ اللہ

آپ سنہ ۱۲۷۳ھ سنہ ۱۸۵۷ء غدر ہند مین پیدا ہوئے وطن مین مولنا سید امیر حسن محدث اور شمس العلما سید امیر احمد رح اور رام پور و خورجہ ضلع بلند شہر و قنوج مین علماے مدرسین سے تحصیل علوم و فنون متداولہ کی حکیم محمد یعقوب الہ آبادی سے سند کتب طب حاصل کی۔ پھر ریاست بھوپال جاکر مولنا محمد بشیر محدث رح کو بعض کتب حدیث جستہ جستہ سنا ئین اور سند لی۔ مولنا شیخ محمد جعفری مچھلی شہری قاضی ریاست سے سند بلوغ المرام پائی اور حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب رح سہسوانی سے علم فرائض حاصل کیا۔ راے بریلی ملک اودھ کے مشن اسکول مین مدرس رہے پھر خود ترک ملازمت کرکے لکھنؤ مین بخدمت سرآمد علما و اولیا حضرت شاہ محمد سعید صاحب سہسوانی رح قیام کیا۔ میلان طبع تصوف و طریقت کی جانب پیدا ہوا زہد و طاعت کا مشغلہ ہوا اور بایماے حضرت ممدوح رح راے بریلی واپس جاکر میان احمد علی شاہ صاحب رح کے حلقہ مریدین مین داخل ہوئے بعد وفات مرشد خود آپ سجادہ نشین و

[1] افسوس صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۳۱ ہجری مین وطن مین وفات پائی عمر ساٹھ سال ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

خلیفہ ہوئے اور وہین قیام فرمایا چنانچہ پچیس ۲۵ سال سے خاص ضلع رائے بریلی ہی
مین آزادانہ وصوفیانہ زندگی بسر کرتے ہین اور خلق اللہ کو فیض علمی وعملی پہونچاتے
ہین عالم باعمل وصوفیہ زمانہ کے مخترعات بدعیہ وخلاف شرع سے محترز و
عقائد مطابق حدیث وقرآن رکھتے ہین۔ اشغال علمیہ واذکار عبادت شغلہ مین صرف
اوقات فرماتے ہین بجد خلیق ونیک نفس متواضع بامروت اور معاملات دنیا
سے یکسو رہتے ہین اور راقم سطور ہذا کے بہت مخلص ہین اس وقت آپ کی عمر
اٹھاون ۵۸ سال ہے سلمہ اللہ تعالے۔

(۶۰) مولوی سید محمد الیاس بن شاہ سید محمد نقی فاضلی رح

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۶ء کی ہے۔ ابتداے علوم آلیہ عربیہ
صرف نحو منطق مختلف اساتذہ سے وطن مین حاصل کیے بعدہ ۱۲۹۲ھ مین
آگرہ جاکر ورنیکولر مدرسہ اسلامی سرکاری مین جناب شمس العلما حاجی مولانا
سید امیر احمد صاحب برادر عمہ زاد خود سے تحصیل علوم مروجہ فرمائی اور اچھی
قابلیت پیدا کی آپ کو علوم دینیات وادب سے گہری دلچسپی رہی آگرہ مین
ملا حسن حمد اللہ مقامات حریری وغیرہ مین میرے ہم سبق رہے تھے۔ ذہن نقاد
طبع رسا ہے اور بجد متقی ودیندار راستباز رحمدل خوش اخلاق جبلتاً واقع ہوے
ہین۔ امانت ودیانت مین ضرب المثل اقران ہین قدیم وضع بالکل سادہ ہے
عربی فارسی کی انشا پردازی پر قدرت ہے افسوس ہے کہ آپ کو مزید موقع
درس وتدریس مشاغل علمیہ کا نہین ملا تاہم وقت فرصت کتب مبنی وحدیث وعلم
ادب مین گزرتا ہے راقم کتاب ہذا سے خصوصیت واخلاص قلبی ہے افسوس
اس امر کا ہے کہ مدت پینتالیس سال زمانہ ختم طالب علمی آگرہ سے باوجود خصوصیت قلبی

باہمی ملاقات نہین ہوئی۔ مگر الحمد للہ طرفین کے دلون مین جوش مودت روز افزون ہی واقف ہے از فرط محبت وارد تپیدن۔ آنجا دل اُو اینجا دل من۔ وجہ یہ ہے کہ میرے زمانہ موجودگی وطن مین وہ جاے ملازمت خود پر ہوتے ہین اور اُنکی موجودگی وطن کے زمانہ مین یہ راقم جاے ملازمت بھوپال مین رہا یہ حسن اتفاق ہے ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْخَبِيرُ فِيمَا وَقَعَ آپ کے والد ماجد رح صوفیاے کرام کی جماعت مین ممتاز سمجھے جاتے تھے اور مروجہ بدعات مخترعہ سے اُنکو قطعی تنفر تھا ہمیشہ متبع قرآن وحدیث رہے مجکو بھی اُنکی خدمت اقدس مین شرف حاضری وطن مین اکثر رہا ہے اور آپ بھی ماشاءاللہ دلدادۂ احکام قرآن وحدیث شریف ہین اسوقت عمر آپ کی اُنسٹھ ۵۹ سال ہے سلمہ اللہ تعالی بالفضائل ع

(۶۱) حاجی مولوی سید جمیل احمد خلف سید امتیاز علی مرحوم

آپ منشی میر مراد علی رح کے پوتے اور عموی مولانا سیّد اولاد احمد رح کے نواسے ہین سال ولادت ۱۲۷۶ھ ہے دو برس بعد از واقعۂ غدر پیدا ہوئے عہد آغاز شیر خواری مین آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا اور نانا ونانی صاحبہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی اور نانا صاحب کی وفات کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے ماموں صاحبان نے کی اور مثل اولاد صلبی پرورش کیا اور باوجود محروم الارث ہونے کے حصۂ جائداد ونا نہال سے معقول دیا گیا ۱۲۹۷ھ مین بہمراہی خال اوسط مولنا سید سبط احمد رح بھوپال گئے اور شغل تعلیم مین کچھ وقت صرف کیا ذکاوت خاندانی وجودت حافظہ وذہن رسا نے علوم دینیہ کی طرف راستہ دکھایا اور صحبت ارباب علم وفن وحضوری مجالس ذکر قرآن وحدیث سے تمتع کثیر اُٹھایا معمولًا ابتدائی مروجہ تعلیم کے بعد بعض کُتب حدیث وتراجم قرآن

ع الحمد للہ بعد ۴۶ سال کے مارچ ۱۹۲۱ء مطابق رجب ۱۳۳۹ھ کو وطن مین ایک ہفتہ باہم مخلصانہ صحبت رہی ۱۲

کرم محفوظ ذہن کرلیے مطالعۂ کتب دینیہ و مسائل فرعیہ سے استفادہ تام کیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ اور بھوپال مین بتوسل ملازمت مستقل قیام ہوگیا سنہ ۱۳۰۲ھ مین بمعیت برادر معظم حضرت مولنا حاجی سید عبدالباری رح محدث بھوپال سے مکۂ معظمہ گئے اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے شعر و سخن سے بموزونیت طبع خداداد مناسبت ہے صفائی زبان و فصاحت کی طرف متوجہ ہین۔ نواب شاہجہان بیگم مرحومہ خلد مکان والیہ ریاست بھوپال و حضرت نواب صاحب کی مدح مین قصاید اُردو فارسی لکھے اور اب رئیسۂ حال کی مدح سرائی مین ممتاز ہین فن شعر مین بھوپال کی جماعت کثیر آپ سے تلمذ رکھتی ہے دیوان مخمسات و قصاید بہ مسمّی ثمرۂ فصاحت مطبوع ہوچکا ہے اور دیوان غزل اُردو غیر مطبوع مرتب ہے اسکے سوا مثنوی اردو حلیۃ الابرار بایماے حضرت مولنا نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر با تقابہ رحمہ اللہ تصنیف کی جو مطبوع و شائع ہے اسکے سوا بعض رسائل تحقیق مسائل متنازعہ فیہا مین بھی آپ کی تالیف سے مشتہر ہوچکے ہین آپ ابتک مقیم ریاست مذکور ہین اور بقدردانی رئیسۂ حال تنخواہ بطور پنشن پاتے ہین۔ عمر قریب اکاون سال ہے سلمہ اللہ تعم

(۶۲) مولوی منشی محمد شاکر حسین سلمہ خلف منشی محمد صابر[1] حسین صدیقی رح

ولادت آپ کی دہم ربیع الآخر سنہ ۱۲۸۸ھ کو ریاست رامپور مین ہوئی اور وہین بہ تقریب مکتب نشینی مولنا مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم نے آپ کو بسم اللہ

---

[1] صابر تخلص۔ یہ حضرت بہت نازکخیال بہ گو شاعر فارسی و ریختہ کے اور ہمعصر مرزا داغ دہلوی و امیر مینائی لکھنوی کے تھے نیک طبع و لطیفہ سنج و رنگین مزاج تھے آپ رامپور و بھوپال و لکھنؤ مین قیام پذیر رہے تخمیناً سنہ ۱۳۱۳ھ مین انتقال فرمایا۔ یہ چار حقیقی بھائی تھے چاروں قابل و محقق فن فارسی و اردو کے تھے سواد خط وغیرہ نہایت پاکیزہ تھا۔ ۱۲ منہ

پڑھائی تعلیم ابتدائی باقاعدہ شروع کی گئی جب ہمراہ والد ماجد خود بعمر دہ سالگی
بھوپال آکر قیام کیا اور اساتذہ عصر سے تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوئے
کتب درسیہ فارسی مولوی محمد عمر دلایتی شاگرد رشید مولنا صہبائی دہلوی سے
پڑھین - بعدہٗ ملک العلما جناب حاجی مولنا سید محمد عبدالباری صاحب محدث
و حضرت حاجی مولنا محمد بشیر صاحب محدث و حاجی مولنا سید سبط احمد صاحب
علماے سہسوان رح مقیم ریاست بھوپال سے علوم متداولہ و حدیث و تفسیر
وغیرہ حاصل کیے اور بعض کتب حدیث اُستاد نا شیخ حسین صاحب محدث رح
عرب کو سُنا کر سند حاصل کی - آپ قابل ذی استعداد و فخر خاندان زکی الطبع اور
عربی فارسی اُردو کی نظم انشا نگاری پر قادر ہین - فارسی قصاید مین قاآنی کا
مقابلہ کرتے ہین اُردو ریختہ مین عمدہ دیوان غزل مرتب ہے نکہت تخلص
کرتے ہین نازکخیال مضمون آفرین شاعر ہین مطالعہ کتب سیر و تواریخ و ادب
عربی کا شوق ہے - مختصر کتب خانۂ علوم و فنون بھی جمع کیا ہے آپ کے خاندان
مین مدت مدید سے قابل اہل قلم نظم و نثر فارسی منشیانہ و شاعرانہ لکھنے والے
محقق نام آور پیدا ہوئے ہین مگر آپ نے عربیت و فنون مختلفہ مین بھی بہت
معقول استعداد بہم پہونچا کر خاص امتیاز حاصل کیا ہے سواد خط مثل اب و عم و جد
نہایت پر رونق ہے اور صفات پسندیدہ سے متصف ہین ہر کام مین سلیقہ
و شایستگی نمایان اور صفائی و نفاست طبع عیان ہے جوان صالح و سعید عابد
و متقی ہین اور اپنے خیال و رائے کے دھنی اور پختہ ہین ہر باب مین خودداری
و وقار و امتیاز خاص کا بہت لحاظ رکھتے ہین بعد وفات والد بزرگوار ریاست
بھوپال مین بارہ سال سے زائد ملازم رہے حکام مافوق آپ کی قدر افزائی
اور اہل شہر و رؤسا و علما عزت کرتے تھے خود تعلق ترک کرکے وطن آگئے

اور انتظام زمینداری مین اوقات عزیز بسر کرتے ہین علمی مشاغل سے بھی خالی نہین رہے اتباع کتاب وسنت کا زیادہ خیال رکھتے ہین آپ امانت ودیانت مین مشہور خاص وعام ہین اس وقت ماشاء اللہ آپ کی عمر چھیالیس سال ہے صانہ اللہ تعالے عن شرور الدہور

(۶۳) الطبیب الفاضل حکیم سید محمود عالم بن مولوی حکیم سید الٰہی بخش صالحی رح

تقریباً ۱۲۸۰ھ مین آپ تولد ہوئے اور اپنے والد صاحب کے دامن عاطفت مین تربیت وتعلیم قابلانہ پائی شرح ملا جامی وقطبی وغیرہ آپ نے راقم سطور سے پڑھین بعد وفات والد خود طلب علم کے لیے سفر رام پور کیا اور حلقہ درس مولانا ارشاد حسین صاحب مین کتب متداولہ فنون حاصل کرکے شمس العلماء مولانا محمد عبدالحق منطقی خیرآبادی کے تلامذہ مین داخل ہوئے اور علوم عقلیہ منطق وفلسفہ وحکمت بفہم وفراست تحصیل کیے بعض کتب حدیث مولانا احسن شاہ رح اور انکے فرزند مولانا محمد شاہ رح اور کتب فقہ واصول مولوی مفتی عبدالغفار فقیہہ سے پڑھین بعد وناموری طبیب حکیم محمد ابراہیم خانصاحب لکھنوی متوسل ریاست رامپور سے اور انکی وفات کے بعد انکے خلف ارجمند حافظ حکیم محمد عبدالعلی[ع] لکھنوی سے علم طب استفادہ کیا اور کئی سال مطب مین شریک ہوکر سند باقاعدہ جلسہ اطبا مین بعد امتحان حاصل کی اوائل ۱۳۰۴ھ مین تحصیل وتکمیل علوم وفنون درسیہ

ع یہ حضرت بعد حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان بھوپال مین افسر الاطباء ریاست ہوئے آپکی بیحد قدر ہوئی بعد ملازمت تخمیناً تین سال ۱۳۱۹ھ کو بعد وفات رئیسہ محمد وحہ بترک ملازمت لکھنؤ واپس تشریف لے گئے راقم کتاب کے بیحد مہربان ودوست مکرم تھے ۔ رح ۱۲ منہ

کرکے وطن کو مراجعت فرمائی اور بڑی دھوم دھام سے مطب و درس شروع کیا آپ علم فرائض و کلام و اصول کے ماہر اور منطق و فلسفہ و طب کے جلیل القدر فاضل تھے۔ قوت تدریس و تقریر مضامین فوق الوصف تھے معقول کو وضاحت بیان سے محسوس کا ہمرتبہ بنا دیتے تھے کمال مہارت مطب و حذاقت علاج مین آپ بے مثل تھے اس وقت مین بلحاظ شہرت فخر سہسوان کہنا بیجا نہین اضلاع قرب و جوار مین ایسا فاضل و نامور طبیب حاذق سنا نہین گیا ہمدردی و تشفی مرضی مین توجہ بلیغ و حسن خلق و بے طمعی و انکسار مزاج مین آپ کا نظیر دور دور تک نہین پایا گیا دائرہ مطب اطبائے قصبات مین اسقدر وسیع پیمانہ پر دیکھا نہین گیا کمال علم و حسن خلق کی وجہ سے مرجع امرا و غربا تھے روسائے نواح بیحد قدر و منزلت کرتے تھے باانہمہ وفور مشاغل طبیہ حلقۂ درس علوم منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول ہمیشہ قائم رکھا اور اس دور آخر مین بہت سے نونہالون کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب و سرسبز کر دیا ایک نوخیز جماعت کو شاہراہ تعلیم پر ڈال دیا آپ بہ تقلید اساتذۂ خود اہل حدیث سے تعصب رکھتے تھے مگر آخر مین جمود و اصرار سے کنارہ کرکے انصاف و حق پسندی کی جانب مائل ہوگئے اہل حدیث سے کچھ تعصب نرہا اور بہت کچھ اصلاح عقائد ہوگئی نیک مزاجی و بے نفسی و راستبازی و خوف خدا و دیانت کی صفات خاصہ سے موصوف اور خاص و عام مین ہر دلعزیز ہو کر محمود عالم و محسود زمانہ ہوگئے دور و دراز کے لوگ آپ کے مطب سے فیضیاب ہوتے اور جوق جوق آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے مبدء فیاض نے شہرت و نیکنامی کا روشن تمغہ آپ کو عطا کیا تھا حلیۂ صلاح و سعادت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ کے تلامذہ مختلف علوم و فنون و خاص مطب و طب مین بکثرت ہین افسوس آپ کی موت مفاجات سے تعالیم

وتعلیم وطبی کارنامون کا چراغ گل ہوگیا اور اس سرزمین سے فضل وکمال کا نشان مٹ گیا چند امراض قلب وجگر مین ایک مدت تک تکلیف برداشت کرکے بعد صبح روز سہ شنبہ ۲۲- رجب سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸- جون سنہ ۱۹۱۳ء کو اس عالم ناپائدار سے بعمر ۵۲ سال دار جنان کو رحلت کی بَرَّدَ اللّٰہُ مضجعہ مزار خام مقبرہ نوشہرہ جنوب آبادی مین ہے آپ کے ارشد تلامذہ فخر زمن عزیز موزخ معجز سلمہ ربہ نے باستخراج آیۂ مقدسہ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ سے تاریخ وفات کا حق ادا کیا نیز لفظ غفران سے مادۂ سال ۱۳۳۱ھ مستنبط فرماکر قطعۂ ذیل مین موزون کیا

حیف محمود عالم اکمل عصر	زین جہان رفت سوے دار جنان
بہر تاریخ خامۂ معجز	زور قم سال رحلتش غفران

(۶۴) علامہ مولوی سید محمد اعجاز احمد سلمہ بن حاجی مولنا سید محمد عبد الباری محدث رح

سال میلاد مبارک سنہ ۱۲۹۴ھ ہے چنانچہ نام تاریخی مختار احمد رکھا گیا عمر کا ساتوان سال تھا کہ ریاست بھوپال اپنے والد ماجد رح کی خدمت مین ہونچکر تحصیل علوم ابتدائی مین مصروف ہوے مگر افسوس کہ دو سال کے اندر ہی حضرت ملک العلما آپکے والد ماجد نے سنہ ۱۳۰۳ھ کو بھوپال مین رحلت فرمائی اور آپنے یتیم ہوکر بحالت حزن ویاس وکمن بالوف کو مراجعت کی یہان تربیت وتعلیم کا انتظام عارف باللہ حضرت مولنا حکیم سید محمد نذیر احمد شاہ قدس سرہ آپکے دادا صاحب کے چھوٹے بھائی نے فرمایا بعض کتب دقیقہ فارسی وفنون صرف ونحو عربی جناب مولنا سید عبد الحسیب صاحب رح سے تمام کرکے کتب درسیہ منطق وفلسفہ وحکمت وفقہ وکلام وغیرہ مولوی حکیم سید محمود عالم سے بکمالہ استفادہ کین پھر بشوق تکمیل علوم سنہ ۱۳۱۱ھ مین سفر بھوپال اختیار کیا وہان حلقہ درس مولنا محمد بشیر صاحب محدث رح مین توضیح وتلویح ومسلم الثبوت وتفسیر بیضاوی وغیرہ اور

مولنا عبدالحق کابلی قاضی ریاست سے قاضی مبارک دصدر اومطول وغیرہ اور حضرت شیخ حسین عرب محدث حدیدہ سے کتب حدیث حاصل کرکے دیگر کاملین فن سے بقیہ علوم اکتساب فرمائے اور بعدہ وطن واپس آگئے جو دت طبع و ذکاوت ذہن وسرعت ادراک وقوت حافظہ وقابلیت فطری سے ہر صنف علم وفن مین مہارت تامہ حاصل کرکے اجل علما واکمل فضلا سے ہوئے بعدہ علم وصناعت مطب علماً وعملاً کمال حذاقت طباعی کے ساتھ وطن وغیرہ مین اکتساب کرکے سند فراغ باضابطہ حاصل کی اور شغل علاج و مداوامین مشغول ہوئے علوم ادبیہ فارسی وعربی ومنطق وحکمت و کلام وسیر مین بالخصوص دستگاہ کامل ہے۔ بلکہ علماے ہند مین ایسا ادیب ناظم ونا ثر بدیہ گو فصیح وبلیغ قلیل الوجود ہے استحضار غرائب لغات ومحاورات عرب وحل اشعار مشکلہ مین عدیم النظیر ہین حماسہ متنبی۔ حریری معلقات کے درس دینے مین آپ کو کتب لغت وشروح وحواشی کے دیکھنے کی ضرورت نہین ہوتی۔ شعراے جاہلین ومخضرمین[1] کے تتبع مین بے شمار عربی قصائد غرا تصنیف کیے۔ انشا پردازی عربی وفارسی مین عجیب ملکہ خداداد پایا ہے اہل زبان متحیر ہوتے ہین مولنا محمد طیب[2] مکی و مولنا محمد صاحب[3] عرب بھوپالی و مولنا سید ذوالفقار احمد صاحب[4] نقوی رکن مجلس العلما بھوپال نے آپ کا کلام عربی بارہا سنکر تحسین و آفرین بلیغ

[1] مخضرمین بالفتح شاعرانیکہ زمانہ جاہلیت واسلام دریافتہ اند۔ از صراح ۱۲ منہ

[2] مولوی محمد طیب کی مشہور ادیب ریاست راجپور مین ملازم رہے اور ۱۳۳۴ھ کو وہین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

[3] مولوی محمد صاحب مولنا شیخ حسین صاحب محدث قاضی جدید یمن کے بڑے فرزند جو ۵ ہ سال ہمراہ والد خود بھوپال مین بعزت واحترام رہے اب ندوۃ العلما لکھنؤ مین پروفیسر ادب ہین قابل ادیب ومحدث ہین ۱۲ منہ

[4] یہ حضرت قصبہ سارنگ پور ضلع مالوہ کے اصل باشندہ وسادات نقوی سے ہین اُنکے والد بزرگ المسمی سید ہمت علی بھوپال مین معزز تھے اور بعدہ عقد نکاح بھوپال ہی مین مستقل سکونت اختیار کی آپ ماشاء اللہ جامع جمع علوم وفنون و تصوف وسلوک ہین ادب مین اعلیٰ پایہ رکھتے ہین حدیث وتفسیر وفقہ مین کمال ہے ریاست مین بعہدۂ رکن مجلس علما معزز ومعتمد ہین ۱۲ منہ افسوس ہے قبل طبع کتاب ہذا ۲۴ ستمبر ۱۹۲۱ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۴۰ھ کو وفات پائی۔

فرمائی زبان اُردو و فارسی مین بھی مسائل علمیہ و قصائد و غزل وغیرہ بہت کچھ تحریر کرکے دوست و تلامذہ کے نام پر شایع کرادیے جو فصاحت و بلاغت مین پایۂ عالی رکھتے ہین ریختہ و فارسی کلام مین متخلص مجز ہے۔ استخراج مادہ ہاے تاریخی جمل مین ید بیضا دکھاتے ہین چنانچہ اکثر تواریخ و قطعات مندرجۂ کتاب ہذا مشعر سال وفات علماء آپ ہی کے نتائج طبع وقاد ہین جنکو دیکھ کر مورخین زمانہ انگشت بدندان رہجاتے ہین فارسی قصائد آپ کے انوری و ظہیر کے کلام کا مقابلہ کرتے ہین غزل مین کہین کہین حافظ اور کہین نظیری کا رنگ ہے ۔ مطالعہ کتب علوم و فنون و درس و تدریس سے شغف خاص اور علم سیر و آثار علما پر عبور کامل ہے تصانیف امام ابن تیمیہ و ابن قیم و امام ذہبی رح سے نہایت دلچسپی اور اصول عقائد و اہم مسائل کلام و مباحث معتزلہ و شیعہ و رد مذاہب باطلہ مین ید طولیٰ و قوت تام ہے ۔ الحق ایسا طباع و ذکی و جامع کمالات و وسیع النظر زمانہ مدید سے عالم وجود مین نہین آیا ہر گونہ علم و فضل مین محسود اقران اور آثار صلاح و سعادت چہرہ سے درخشان ہین باایںہمہ کمالات مختلفہ و صفات متنکثرہ شہرت و خود نمائی سے نفرت طبعی ہے معاصرین اہل علم اپنی تصنیفات علوم و فنون و نظم و نثر مین آپ سے مشورہ و اصلاح لیتے اور زور تحریر و تقریر سے اہل قلم مصنفین و مناظرین مرعوب رہتے ہین مصنف ہر مضمون نگاری کی قوت زائد الوصف ہے تصانیف کثیرہ مین سے بعض کتب کے اسماء یہ ہین ۔ رشحات القلم فی شرح فصوص الحکم فصوص فارابی کی شرح مفصلات ہے عربی ہے ۔ توقیع الفرند فی تذکار اد باء الہند عربی مین تذکرہ ادباے ہندوستان فصیح و بلیغ ادبیانہ عبارت ہے براعۃ التحقیق عربی مین مسئلہ اجتہاد تقلید مین پُر زور محققانہ کتاب ہے تسلیۃ الفواد بترجمہ بانت سعاد فارسی نظم مین کمال نمونہ ہے فرقہ آریہ ہنود کی تردید مین

چند رسالے لاجواب اُردو مین لکھے ہین مناظرہ بعض مسائل طبیہ مین اور وبائے طاعون کے متعلق ایک برجستہ تصنیف بنفس تلامذہ کے نام سے شہر مرادآباد مین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے اُردو مین دو اخلاقی و نتیجہ خیز ناول پردہ راز آگرہ سے و جواہر عرب بریلی سے طبع ہو کر نکلے اور ملک مین قبولیت حاصل کر چکے ہین۔ معجز نما دیوان غزل اُردو باصرار احباب بدایون مین چھپ کر شہرت عام پا چکا ہے اسکے سوا فارسی عربی کا لاجواب ذخیرہ متعدد بیاضون کی صورت مین موجود ہے جو انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا۔ تعلیقات علی الحمیات عربی کتاب المفردات فارسی بڑے پایہ کی طبی عالمانہ کتابین ہین آپ نے آبائی کتب خانہ مین بڑی تعداد پر کتب علمیہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابتداءً لکھنؤ مین ایک سال قیام کر کے اپنے علم و کمال سے لوگون کو مستفید کیا پھر آگرہ مین دو سال سینٹ جونس کالج مین مدرس عربی رہے بعدہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین باصرار قدردانان قصبہ بسولی ضلع بدایون مین آگئے اور خود کو وقف درس و مطب و افادۂ عام کیا۔ درس و تدریس علوم و فنون دائمی مشغلہ ہے طلبہ کثیر بغرض استفادہ ادب و فلسفہ و منطق و کلام اصول و طب وغیرہ بلاد دور دست سے آکر حلقۂ درس سے فیضیاب ہوتے رہتے ہین۔ ایک مدت تک قصبہ بسولی آپ کی ذات سے مرکز علوم رہا اعیان و امرائے نواح نے قدردانی کے ساتھ آپ کی اعجاز نمائی مطب و علاج کا اعتراف کیا اور برسون سے دست شفا خداداد کے کرشمے دیکھکر عظمت و وقعت کرتے رہتے ہین تمام روہیلکھنڈ مرادآباد بریلی ہمایون سنبھل شاہجہانپور وغیرہ مین آپ کی تشخیص و تجویز حذاقت و تجربہ کی بیحد شہرت ہے سنہ ۱۳۲۷ مطابق ۱۹۰۹ء مین بزمانہ اشتداد مرض طاعون آپ کے معالجہ سے بفضلہ تعالےٰ فی صد نوے سے زیادہ مریض شفایاب ہوئے چنانچہ اس کارنامہ پر حکام ضلع و کمشنر صاحب بہادر بریلی نے پروانۂ خوشنودی

مزاج وخدمت ملک بمقابلہ سول سرجن ڈاکٹر یورپین آپ کو عطا فرمایا بالفعل بدایون مین باصرار رؤسا واراکین شہر آپ کا قیام ہے اور درس علوم ومطب کا مشغلہ نصب العین ہے نامور اہل علم آپ کی ہمہ دانی وکمال علمی سے متحیر رہتے ہین مطب مرجع خاص وعام ہے[۱]۔ آپ نے محض بخیال دفع چشمک زنی بعض ہم چشمان مارچ ۱۹۱۸ء کو دہلی مین جاکر امتحان منشی فاضل بموجب نصاب عربی پنجاب دیکر سند باضابطہ حاصل کی اور پھر مارچ ۱۹۱۹ء مین رجب ۱۳۳۷ھ کو اول درجہ مولوی فاضل کا امتحان دہلی مین دے کر سند لی یہ شرکت امتحان صرف بغرض تکمیل ضابطہ سرکاری وشاہی تھی ورنہ آپ کی شان قابلیت ماشاءاللہ بہت اعلیٰ وارفع ہے ممتحنین جلسۂ امتحان پہلے ہی سے آپ کے کمال کے معترف ومداح ہوچکے تھے۔ آپ بغایت نرمی خوش اخلاق رنگین مزاج بامروت شگفتہ پیشانی نیک سیرت خوبصورت وجیہ وبذلہ سنج ہین حقد وحسد وخودغرضی سے بخلاف ابناے زمانہ بالکلیہ پاک وصاف ہین اور یہ اوصاف حمیدہ خصوصیات خاندانی اب وجد سے موروثی ہین تاآنکہ اپنے سخت مخالف وحاسد کو بھی بامتنان واحسان اپنا رفیق ودمساز بنانے مین ہمیشہ مساعی جمیلہ کرتے رہتے ہین انتقام وکیفر کردار کا خیال بھی دل مین نہین لاتے ماشاءاللہ اس وقت عمر عزیز آپ کی سینتیس ۳۷ سال کی ہے راقم الحروف کے حقیقی برادر زادہ وجگر گوشہ ہین بارک اللہ فی عمرہ وعلمہ وفضلہ ومتعہ بطول بقائہ بالمجد والاقبال آمین آپ کے کلام فارسی وعربی کا مختصر نمونہ ذیل مین نذر ناظرین کیا جاتا ہے ایک قصیدہ ونعتیہ کی

اخلاق حسنہ

[۱] اب تقریباً ڈیڑھ سال سے آپ شہر فیض آباد اودھ مین مقیم ہین رؤسا ومعززین شہر آپ کا بحد اعزاز واکرام کرتے ہین مشغلہ تدریس طلبہ علوم وافتاد رعظ ومطب ہے تالیف وتصنیف سے بھی خالی نہین رہتے ۔ مئی ۱۹۲۱ء ۱۳۴۰ھ ۱۲ سید ابو احمد نامی شمس العلمائی عفی عنہ نیز آپ نے یہان دیوان نعت

تشبیب میں لکھتے ہیں

نیست قطع جادۂ مقصد بہ تنہائی کہ شد — شوق غم ہمراہ من ذوق جنون ہم پای من
آرزوہای دل ناکام اساس یاس شد — خانہ را سامان ویرانی شدہ کالای من
نالہ از لب تا شدہ بنیاد عالم برفگند — بے تواں بر خون بشور حشر از غوغای من
دارد از فیض تصور گرمی ہنگامہ ہا — صورت آغوش محشر طبع بزم آرای من
می زند ناخن کہ ماہ بر رخ ماہ تمام — پنجۂ خورشید بر تابد بمیضای من
ہمصفیران سراز حیرت آئینہ بر کف نہاد — طوطی شکر فشان یعنی لب گویای من

غزل کا انداز بھی قابل دید ہے

چہ باشد در حریم جلوہ گاہش لرزش دلہا — کہ بر ہم زد بیک گردش ز چشم مست محفلہا
سبکرو ہمچو آواز جرس در کاروان بودم — رسیدم پیشتر از ہمرہان خود بمنزلہا
مژہ بارید طوفان و ہما تا تشنہ لب مردم — چو در ما آب در بردار د خشک ست ساحلہا
دلیل نارسائی بود رنگ اضطراب ما — کہ بر ہر گام بر لبتیم و بکشا دیم محملہا
ز صبح حسن او صد جیب و دامان چاک شد انیک — چو بوئے غنچہ پنہان بود راز عشق در دلہا

درین رہ گام زن منجز بطرز حضرت حافظ
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ولہ سلمہ اللہ ایضاً

عیشم بکوے بادہ فروشان ازان خوش ست — مے وام میدہند و تقاضا نمے کنند
از بوسعت کرم بہ لعیبم شمردہ اند — آن وعدہای وصل کہ ایفا نمے کنند
نازم بدرستگاہ تصور کہ اہل ذوق — در قرب و بعد تفرقہ اصلا نمے کنند

ایک عربی قصیدہ میں چند اشعار حسب حال خود کہے ہیں و ہو ہذہ

قد جئت فی طلب العلم مفاوزا — وعمائکا کالہائم المتشوق

کم من اذیً وسط الفلاۃ سئمتہ	فلقیت امالی بوجہ مشرق
غرّتنی الدنیا کثیرًا بالغنی	وترکتہا سخطًا لظاہر رونق

وقال فی مذمۃ الدنیا فی قصیدۃ طویلۃ ؎

یہوی الفتی لذۃ الدنیا ویأملہا	ولا نصیب لہ منہا سوی الالم
تبًّا لدار فناء لا بقاء لہا	ولا مصیر لاہلیہا سوی العدم
فہُبَّ من رقدۃ الغفلات نل فرصًا	فلیس ینفع بعد الفوت من ندم

وانشد متغزلا لا ناقض نوہ ؎

ولا انسی سلیمٰی یوم سارت	بہا لاجمال طائعۃ الزمام
اتتنی کی تودعنی فقامت	تعض بنانہا والطرف دامی
وغیر وجہہا وشک التنائی	وادجع فنابہا روع انصرام
فادمت باللحاظ حذار واشٍ	وفی دفراتہا حرق الغرام

اے آخرہ۔ آپ کے علمی کارنامے اور خصائص کمالات کے نمونے لاتحصےٰ ہین اس مختصر مین تفصیل کی گنجایش نہین تصنیف وتحقیق معارف علوم ودقائق فنون مین فرید دہر ووحید عصر ہین ماشاء اللہ تعالےٰ وسلمہ وابقاہ وعلی مدارج الفضل رقاہ

(۶۵) مولوی محمد نذیر حسین بن علامۂ تحریر مولنا محمد بشیر محدث ؒ

سال ولادت ۱۲۸۰ھ ہے حداثت سن مین آپ نے فنون درسیہ وکتب متداولہ پر عبور کیا رسائی فہم وذکاوت ذہن وقوت حافظہ مین بے عدیل ونظیر اور طباعی ومناسبت علم مین فقید المثیل تھے تعلیم فارسی ومشق انشا نگاری بھوپال مین مولوی محمد عمر پنجابی شاگرد رشید مولنا صہبائی دہلوی سے حاصل کرکے نظم ونثر مین ملکہ پیدا کیا علوم درسیہ عربیہ اپنے والد ماجد رح سے تحصیل کیے سلیقہ شعر گوئی وسخن فہمی زائد وصف

تھا ہزارہا شعر فارسی و اُردو و عربی بقوت حافظہ ازبر تھا اور بدیہہ گوئی مین یکتا تھے افسوس کہ عقد نکاح سے چھہ ماہ بعد اس جوان صالح کا غنچہ حیات اٹھارہ سال کی عمر مین بتاریخ ۲۸ - ربیع الاول ۱۳۰۵ھ شب چہار شنبہ وقت عشاء ریاست بھوپال مین والدین کے سامنے سموم قضا سے پژمردہ ہوگیا۔ علم ادب و منطق و فلسفہ و حکمت مین دستگاہ تھی اتباع قرآن و حدیث پر شیفتہ تھے مزار تکیہ قلندر شاہ مین ہے رحمہ اللہ تعالے

(۶۶) مولوی سید اظہر علی بن میر مظہر علی صالحی سلمہا رئیس سہسوان

آپ نے علوم درسیہ رسمیہ ابتداً حافظ مولوی شیخ امیر حسن انصاری رح سے پڑھے اور پھر مولنا سید محمد عبد الحسیب رح سے کتب عربیت حاصل کرکے علم منطق و فلسفہ و طب و فقہ حکیم سید محمود عالم مرحوم سے اکتساب کیا بلوغ المرام مولنا محمد بشیر رح سہسوانی کو سُنا کر سند قرأت حاصل کی اتباع قرآن و حدیث و پابندی صوم و صلوٰۃ و سعادت و صلاحیت مین ممتاز اور باوجود اسباب ریاست تواضع و کسر نفسی و ہمدردی برادران وطن سے متصف ہین انگریزی و گجراتی وغیرہ مین بھی ضروری مہارت ہے معاملات عدالت و قانونی مین خاص دستگاہ ہے رائے صائب رکھتے ہین باوجود کثرت مشاغل ریاست و امارت مذاق علمی و کتب بینی لازمۂ زندگی ہے اُردو غزل گوئی مین شاگرد امیر مینائی ہین کلام شستہ ہے ولادت باسعادت ۱۲۹۰ھ مین ہوئی سلمہ اللہ تعالے علم دوست بامروت و صاحب اخلاق حسنہ ہین سادہ مزاج ہین اعزہ و احباب سے بخلوص ملتے ہین نور جگر عزیزم مولوی سید اعجاز احمد سے سوائے قرابت قریبہ کے خصوصیت خاص و مودت بالاختصاص ہے حکام یورپین ضلع و ہموطن بنظر احترام آپکو

دیکھتے ہین سلمہ اللہ تعالےٰ ۔

(۶۷) مولوی محمد تقی مرحوم ولد خطیب مولوی محمد اسمٰعیل انصاری رح

آپ کی ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۷ھ مین ہوئی پندرہ سولہ برس کی عمر تک علم سے نے بہرہ رہے پھر یکایک جاذبۂ شوق تعلیم نے بھوپال پہونچایا اساتذۂ عصر سے علوم آلیہ صرف و نحو و منطق و عربیت کمال محنت و جانفشانی سے استفادہ کرکے علم حدیث و تفسیر کی جانب توجہ مبذول کی پھر دہلی کا سفر اختیار کیا بخدمت مولانا محمد بشیر صاحب فائز ہوکر کتب حدیث قراتاً و سماعاً سبقاً سبقاً و تفاسیر درسیہ بغور و خوض پڑھین قواعد صرف نحو کی بحث و تحقیق ہر حال مین مد نظر رکھی اور چونکہ ان فنون سے مناسبت فطری رکھتے تھے اسپر سعی و محنت شبار وزی اور کثرت مطالعۂ کتب نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہر مسئلہ مین اختلافات ائمہ و عبارات کتب فن مستحضر فی الذہن و ازبر تھے مباحثات مین مخالفین کو مسائل صرف و نحو مین لاکر سراسیمہ کردیتے ناچار مخالف کو بموجب قواعد مسلمہ فن آپ کی رائے صاب سے اتفاق کرنا پڑتا یا بحیلہ روپوشی کرتا تقریر متانت و وقار سے پُر اور نہایت نرم لہجہ سے ہوتی قرآن و حدیث کا وعظ نہایت پر اثر و دلکش ہوتا تھا تبلیغ احکام شرع مین بیخطر و راست گو تھے اتباع کتاب و سنت مین محو مثل اب وجد تھے تقدس و ورع و زہد و عبادت وعظ و تلقین مین منہمک و مشغل رہتے غیر متشرع و متکبر امیر و حاکم کو ابتداءً سلام نہین کرتے اور کبھی فاسق و فاجر کو تعظیم نہین دی یہ صفت بھی موروثی اب وجد سے پائی تھی قناعت و توکل و غیرت سے موصوف اور بغایت متواضع و منکسر المزاج اور دیانت و تقویٰ و شب بیداری و سحر خیزی مین مشارٌ الیہ تھے سہسوان مین کئی سال قیام کرکے طلبۂ علم کو

درس صرف و نحو حدیث و تفسیر تھے ہے مشاغل علمیہ کی محویت و دلچسپی نے اس درجہ ماسوا سے بے تعلق بنا دیا تھا کہ باوجود اصرار والدین و اعزہ عقد نکاح کی جانب متوجہ نہوئے آخر کار عین جوانی مین بعمر ۳۹ سال بمقام سمسوان والدین کے سامنے ربیع الاخر ۱۳۲۶ھ مین وفات پائی مزار خام خطیب محلہ مین جانب شمال ہے اسکنہ اللہ تعالےٰ فی جنۃ النعیم وزوجہ بحور عین آمین

(۶۸) مولوی سید خلیق احمد بن مولوی سید محمد اسحٰق صاحب فاضلی

آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ مین ہوئی علیگڈھ مین آپ نے مولنا محمد بشیر احمد صاحب اور پھر مولنا محمد لطف اللہ صاحب رح سے اور آن کے فرزند ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب سے کتب درسیہ معقولات و منقولات حدیث و تفسیر و فقہ تحصیل کرکے سند فراغ پائی وطن مین تدریس و تعلیم طلبہ کا مشغلہ رکھتے ہین صاحب اخلاق حسنہ اسم بامسمی دیندار متقی فہیم و ذی استعداد ہین مطالعہ کتب علمیہ سے رغبت اور رجحان طبع بجانب تقلید رکھتے ہین مگر امور منکرہ و بدعات سے محترز رہتے ہین مدرسہ اسلامیہ حنفیہ سمسوان مین درس دیتے اور امامت مسجد جامع کرتے ہین مشاجرات و مناظرات سے اجتناب ہے اہل حدیث کا بھی احترام کرتے اور بمحبت ملتے ہین اس وقت عمر ۴۹ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالےٰ۔ آمین

(۶۹) مولوی حکیم سید آغا علی خلف میر تقی علی قاسمی رح

آپ سنہ ۱۲۹۰ھ مین متولد ہوئے تحصیل علم وطن مین کی مولنا سید محمد عبد الحسیب صاحب مرحوم سے کتب صرف و نحو عربی حاصل کرکے کتب منطق و طب و فقہ افضل المتاخرین

مولوی حکیم سید محمود عالم رح کے حلقۂ درس مین اکتساب کیین تبر غیب و تاثیر صحبت عزیزی
مولوی سید اعجاز احمد سلمہ سے مطالعہ کتب ادب و عربیت کرتے رہے اور اب
مطالعہ کتب دینیات سے زیادہ دلچسپی ہے چند سال سے تدریس طلبہ کی جانب
بھی متوجہ ہوئے ہین اور اتباع کتاب اللہ و سنت نبوی مرکوز خاطر ہے فہیم و
ذی استعداد و قابل ہین ہر معاملہ مین رائے محکم رکھتے ہین تقریر شستہ و حافظہ
قوی ہے فخر خاندان خود ہین آپ کا چشمۂ فیض مطب وطن مین پندرہ سال سے وسیع
پیمانہ پر جاری ہے مریضون پر براہ ہمدردی و خلوص توجہ فرماتے ہین تشخیص و مداوا
مین ملکہ دستگاہ حاصل ہے علم تاریخ جدید و قدیم و جغرافیہ ممالک و اخبار بینی سے
بہت مناسبت ہے خدمات قومی و اسلامی مین خاص حمیت و دلچسپی کے ساتھ
جلد سرگرم و مستعد ہوجاتے ہین ذرائع قبولیت و عزت رکھتے ہین اس وقت
عمر للہ ۴۳ سال کی ہے سلمہ اللہ تعالے طول الازمان

(۷۰) مولوی امیر احمد سلمہ بن مولوی عزیز احمد مرحوم قریشی *

کنیت ابو البشار سال ولادت ۱۲۹۴ھ ہے کتب درسیہ فارسی اپنے والد رح
سے جو ایک خوش عقیدہ و متبع سنت بزرگ تھے حاصل کرکے مولنا محمد یوسف حسین
ہزاروی خانپوری سے مقام قصبہ سہسوان و کنور و دہلی مین صرف و نحو عربی و کتب حدیث
و بعض تفاسیر کو بتوجہ خاص استفادہ کیا مشق خط نسخ و نستعلیق بھی علامہ موصوف
سے کی اور شہر دہلی کے مشہور مطابع مین ملازمت اختیار کی اب ایک مدت سے مقام
سیونی ملک متوسط مین بتعلق وخط و تعلیم ہی قیام رکھتے ہین اتباع کتاب و سنت خدمت اسلام
ہر دم مد نظر ہے نہایت نیک منش و منکسر المزاج ہین سلمہ اللہ تعالے عہ

عہ افسوس کہ مرحوم صاحب ترجمہ نے ماہ رجب ۱۳۳۹ھ و آخر مارچ ۱۹۲۱ء مین بعمر ۴۸ سال عمر مختصر کا دامن انتقال کیا اس واقعہ کا سال
تاریخ مولوی حکیم سید اعجاز احمد سلمہ اللہ نے آیہ خسئت فیہا ولا تکلمون سے مستخرج فرمایا ۱۲ عہ رحمہ اللہ تعالی ۱۲ عہ موصوف آخری عمر مین ۴۸ سال کی تھے

(۱۱) مولوی حکیم سید مظفر علی بن منشی سید امتیاز علی صالحی رحمہما اللہ

آپ کی ولادت ۱۳۰۴ھ بماہ شعبان وطن مین ہوئی قوت ذکا وحافظہ وسرعت فہم بوراثت خاندانی پاکر مولنا سید اعجاز احمد صاحب سلمہ سے کتب صرف ونحو ومنطق وادب وفلسفہ وحکمت وغیرہ بحث وتحقیق کے ساتھ پڑھین اور حکیم سید محمود عالم صاحب کے حلقۂ درس مین بھی بعض علوم عقلیہ استفادہ کیے بعدہ بشوق وطلب علم بھوپال گئے اور بقیہ کتب علوم وفنون دینیہ اساتذہ سے حاصل کرکے دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولنا محمد بشیر صاحب محدث رح کے چشمۂ فیض علوم سے خوب سیراب ومستفید ہوئے پھر لکھنؤ جاکر مدرسہ تکمیل الطب مین داخل ہوئے اور نامور طبیب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب رح کی خدمت مین تین چار سال رہکر تمامہ معہ صناعت مطب حاصل کیا بعد فراغ تحصیل علم و حصول سند وطن واپس آکر مطب شروع کیا ذہانت وطباعی مین یگانۂ عصر تھے اور استحضار کتب طبیہ ومسائل فن بدرجہ غایت تھا کلیات وجزئیات پر نظر غائر تھی تصنیف وتالیف کا ملکہ خداداد تھا جزئی مسئلہ پر کتاب ضخیم لکھنے کی قدرت وقوت تھی نزاعی اقوال واختلافات حکما واطبا وہن مین حاضر تھے آپ کی متعدد تصانیف محققانہ وقابلانہ ہین باین حداثت سن ایسی قوت تصنیف وتالیف حیرت انگیز تھی البرہان فی امتناع کون النار من الارکان بعبارت عربی فصیح ہے دوبار طبع ہوچکی۔ ترمیع عناصر وجزویت نار کا ابطال کمال تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔ یہ تصنیف نہایت قابل قدر ہے اسی کے ساتھ الغلواء فی الحلوا وتروید المظماد ورسالہ مناظرانہ بعض مسائل طبیہ مین آپ کے مصنفہ شائع ہوئے ہر ایک بجاے خود وسعت نظر وربسائے ذہن وتحقیق کا شاہد ہے الضابطہ اردو مین مزاج مرکبات کے متعلق جملہ اقوال ومذاہب اور استخراج مزاج کے طریقون پر مع تنقید وتحقیق مباحث مشتمل ہے

لاہور مین طبع ہوا ہے اس مسئلہ مین بے مثل کتاب ہے مفردات طب مین ایک ضخیم تالیف کا مسودہ موجود ہے اُمید کی جاتی تھی کہ اس نونہال چمن علم وفن سے تصانیف وخدمات طبیہ مین کارہائے نمایان وقوع پذیر ہونگے مگر ضد حیف عمر نے وفا نہ کی اور کمالات علمی پردۂ خفا مین رہگئے عین عنفوان شباب مین چہارم ماہ رمضان شریف ۱۳۳۳ھ کو بعمر ۲۸ سال بمرض سل اس دارمحن سے جنت الفردوس کو رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون سقا اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ آپ کے اُستاد وبرادر خالہ زاد عزیز معجز مورخ سلمہ اللہ تعالے نے تاریخ وفات یہ تحریر کی ؎

بحر کمالات مظفر علی ؎	رفت سوے خلد برین با مداد
بود زماہ رمضان چارمین	داغ غم ہجر بما حباب داد
کرد چو معجز پئے تاریخ فکر	سال وفات آمدہ مغفور باد

(۷۲) **ابو العلا مولوی سید لطف احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہا اللہ** ۱۳۳۱ھ

آپ جناب عمی حضرت مولنا حکیم سید نذیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ فاضلی لقوی مودودی چشتی کے بڑے پوتے ہین ۱۳۰۴ھ ماہ ذیقعدہ مین متولد ہوئے آپ نے وطن مین عزیزم مولنا سید اعجاز احمد صاحب معجز سلمہ ربہ وحکیم سید محمود عالم رح سے کتب درسیہ صرف ونحو ادب ومنطق وفلسفہ وریاضی وغیرہ پڑھ کر بھوپال مین مولنا سید ذوالفقار احمد صاحب ادیب سے ادب ودیگر علوم مروجہ حاصل کیے پھر دہلی ولاہور ورامپور مین مفتی عبداللہ ٹونکی شمس العلماء اور مولوی ڈپٹی محمد نذیر احمد خان صاحب شمس العلماء دہلوی اور مولوی مولنا محمد طیب مکی عرب سے علوم عقلیہ ونقلیہ وادبیہ کی تکمیل وتحصیل بجد وجہد کی اور اب اپنے والد ماجد سلمہ ربہ کے سایہ عاطفت مین مشاغل علمیہ درس وتدریس ومطالعہ کتب وتصنیف وترجمہ علوم وافادۂ خلق خدا مین اوقات بشاروزی بسر کرتے ہین آپ کے والد ماجد سلمہ ربہ کی توجہ

خاص سے کثیر التعداد کتابون کا ذخیرہ مجتمع ہوا ہے جو مختلف علوم وفنون کا گنجینہ ہے آپ فہم واستعداد ومہارت ولیاقت وعلم وحلم مین محسود عصر ہین انشاپردازی ومضمون نگاری ہر صنف عربی وفارسی اُردو کا سلیقہ خاص رکھتے ہین علم فرائض پر عبور کامل اور مسائل فقہ وحدیث وتحریر فتاوی مین استحضار تام ہے ہمیشہ طالبین مستفتین آپ سے مستفید ہوتے ہین بطور تفنن طبع کاہے کا ہے اشعار و قصائد عربی بھی بحور عربیہ مین لکھتے ہین علم عروض مین ملکہ خداداد اور علم سیر وتاریخ وادب سے اچھا مذاق ہے جوان صالح وسعید وسلیم الطبع صائب الرائے خلیق متواضع وخوددار ہین جوہر فضل وعزت خاندانی کا بیحد لحاظ ہے تقریر متین وشستہ چہرہ سے آثار متانت وصلاح وسعادت عیان ہمیشہ خدمات قومی واسلامی مین سابق الاقران ہین اکثر اصابت رائے ودیانت وامانت غیر کا بیحد خیال ولحاظ رہتا ہے اس وقت عمر آپ کی لوعدد ۲۹ سال کی ہے ضاعف اللہ عمرہ واقبالہ وزاد مجدہ وافضالہ آمین

(۴۳) مولوی سید اقتدار احمد بن سید آل محمد شاہ سلمہما اللہ تعالیٰ

آپ نے اکثر علوم وفنون بشرکت اپنے برادر معظم مولوی سید نظر احمد سلمہ اساتذہ و علمائے مذکورین سے وطن ودہلی ورام پور ولاہور وغیرہ مین بتوجہ تام حاصل کیے ذکاوت طبع ومتانت فکر بدرجہ غایت ہے نظم ونثر عربی وفارسی واُردو پر عمدہ قدرت رکھتے ہین ریختہ مین شعر گوئی کا مذاق فطری ہے شاعر تخلص کرتے ہین غزل برجستہ وفصیح کہتے ہین علمی تصانیف کا بھی شوق ہے چنانچہ رسالہ ازاحۃ الحیرۃ فی صرف بابی ہریرۃ عربی عبارت مین نہایت قابلانہ ومحققانہ تحریر کیا ہے زور استدلال وقوت تحریر عیان ہے باوجود یکہ دعوے باتفاق نحات ضعیف

اور ثبوت انصراف امثال بی ہریرہ محال ہے تاہم جودت طبع و استحضار مسائل نحو کا کافی ثبوت ہے ملہم تاریخ ترجمہ ملخص تسلیم کا فن تاریخ نگاری جمل مین بزبان اُردو بفرمایش اڈیٹر اخبار نیر اعظم مراد آباد کیا اور جا بجا تحقیق و تنقید سے کام لیا ہے یہ دونون کتابین مطبوع ہوکر شائع و مقبول ہوچکین مذاکرات علمیہ و مطالعہ کتب کا مشغلہ ہمیشہ رکھتے ہین جوان صالح ذکی و سخن سنج و سخن فہم ہین غزل پڑھنے کا انداز نرالا عجیب و غریب ہے تمام مجلس مشاعرہ دنگ ہوجاتی ہے دیوان اُردو مرتب ہوچکا ہے انشاء اللہ عنقریب طبع ہوگا غزل فارسی و اُردو شاعری مین اپنے علمی اُستاد و مامون مولوی سید اعجاز احمد صاحب مجز سلمہ ربہ سے مشورہ کرتے ہین اس وقت عمر آپ کی ۲۶ سال ہے خلیق و متواضع صاف دل ہین اپنی اور دوسرون کی عزت و حرمت کا بہت کچھ پاس و لحاظ رہتا ہے آپ کے چھوٹے چار بھائی ماشاء اللہ امد امد ہین ایک سید ابو احمد سلمہ ربہ یہ انگریزی مین نہایت قابل و لائق ہین اور باین حداثت سن اُن انگریز افسرون کو اُردو کی تعلیم دی ہے کہ جو اُردو زبان سے نابلد محض تھے جسکے صلہ مین اکثر معزز حکام کے عطا کیے ہوئے انگریزی قابلیت کے سرٹیفکٹ بھی موجود ہین فوج کے کپتان و میجر و کرنیل صاحبان بہت قدر و عزت و احترام کرتے ہین عربی فارسی کے بھی ماہر ہین نظم و نثر اُردو فارسی بہت اچھی قدرت ہے اور دونون زبانون مین غزل و قصائد کہتے ہین علیگڈھ مین تعلیم پائی ہے بغایت زکی الطبع علم سے خاص مناسبت رکھتے ہین فارسی زبان مین کمال حاصل کرکے عربی زبان مین بلا مدد غیرے بقدر ضرورت مہارت پیدا کرلی ہے ہزارہا اشعار ازبر یاد ہین۔ اکثر مشاعرون مین دیکھا گیا ہے کہ غزل جینئل و لاجواب رہی ہے ابو الاخیار کینت اور ناجی تخلص ہے۔ سید رضی احمد سلمہ آپ نے بقدر ضرورت انگریزی لکھنؤ مین حاصل کرکے فن انجینری کا پاس بافضابطہ حاصل کیا ریاست کاٹھیاوار مین کہین ملازم ہین صرف و نحو و مبادی منطق

اور فارسی ادب مین بھی دستگاہ ہے جملہ قسم کی دستکاریون مین کمال حاصل ہے دستگاہ صناع مین ایسا وسیع النظر آدمی نظر سے کم گذرا ہے دو بھائی سید وصی احمد و سید عبد القیوم زیر تعلیم ہین جو بشوق تمام مشغلہ درس کتب بینی مین مصروف ہین اور سب بفضلہ سعید و صالح ہین سلمہم اللہ تعالیٰ باحسن وجہ

(۷۴) **مولوی سید مصباح الحسن سلمہ بن مولوی شاہ سید عبد الصمد رح**

ولادت قصبہ پھپوند ضلع اٹاوہ مین ۱۳۰۴ھ مین ہوئی۔ کتب ابتدائی بتوجہ والد ماجد رح خود سہسوان و پھپوند مین مختلف اساتذہ سے پڑھین اور بعد وفات پدر رح جون پور جا کر کتب معقولات مولوی ہدایت اللہ خان رامپوری سے اور بعد ازان پیلی بھیت مین کتب متنیات مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے پڑھ کر تحصیل علم ختم کی اور بجاے پدر بزرگوار سجادہ نشین و محترم ہوئے جوان صالح و نیکنفس خوش اخلاق سعید و بامروت مہمان نوازی مین مصداق اَلْوَلَدُ الْحُرُّ یَقْتَدِیْ بِاٰبَائِہِ الْغُرِّ ہین دینی و قومی معاملات سے خاص دلچسپی ہے مشغلہ وخطاوارشاد و تقریر رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالےٰ

(۷۵) **حکیم سید عقیل احمد سلمہ بن حافظ سید ابن احمد رح**

آپ عمی مولنا سید اولاد احمد رح کے پوتے ہین سال تولد ۱۳۰۷ھ ہے اوگلابتوسل اپنے برادر حقیقی کلان سید شکیل احمد مرحوم و برادر عمہ زاد منشی سید جمیل احمد صاحب جمیل سلمہ بھوپال مین تحصیل علوم درسیہ کی اور پھر وطن آکر مولوی محمد تقی مغفور و مولوی سید نظر احمد صاحب سلمہ اللہ سے فنون عربیت و کتب منطق و فلسفہ استفادہ کر کے بغرض حصول فن طب شہر دہلی گئے اور مدرسہ طبیہ حاذق الملک حکیم عبد المجید خان مین باقاعدہ تعلیم پائی اور مطب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ سے استفادہ کر کے ۱۳۳۲ھ مین سند فراغ لیکر وطن مالوف آئے اور مطب شروع کیا بغایت سعید و صالح نیک منش و خلیق ہین تشخیص و تداوی و تشفی مرضیٰ مین توجہ بلیغ ہے اور صاحب دست شفا و مرجع خاص و عام ہین سلمہ اللہ تعالےٰ

(۷۶) حکیم سید حفظ الرحمن سلمہ بن سید محمد عمران رح

آپ مولوی سید ابن حسن صاحب فاضلی سلمہ کے پوتے ہین سال ولادت ۱۳۰۰ھ ہجری ہے بتوجہ جدخود بھوپال و دہلی کو بطلب علم سفر کیا اور کتب درسیہ رسمیہ پڑھ کر مدرسہ طبیہ دہلی مین نصاب طب ختم کیا بعد فراغ درس و مطب تمغہ طلائی و سند لیکر علیحدہ مطب شروع کیا بہت قابل وزکی و فہیم ہین آجکل ریاست لوہارو مین رئیس کے طبیب خاص ہین سلمہ اللہ تعالے

(۷۷) حکیم محمد عبد الحفیظ خان بن عبد العزیز خان زبیری سلمہ

آپ مولوی محمود حسن زبیری سابق الذکر کے حقیقی برادر زادہ اور خویش ہین ولادت غالباً ۱۳۱۰ھ مین ہے بتوجہ عم مراد آباد مین تعلیم پائی کتب درسیہ معقول و منقول بجودت ذہن اپنے عم موصوف سے پڑھ کر سند فراغ مدرسہ شاہی مراد آباد سے حاصل کی بعدہ دہلی جاکر مدرسہ طبیہ مین فن طب استفادہ کیا اور سند معہ تمغہ طلائی ناموری کے ساتھ پائی استعداد علمی و لیاقت فن کی وجہ سے بقدر دانی اساتذہ و منتظمان مدرسہ طبیہ مین عہدہ پروفیسری طب پر مامور ہوئے محب وطن و خوش مزاج و سعید و نیکنام ہین سلمہ اللہ تعالیٰ آپکے مختصر حالات بتوسط عزیزی سید ابو احمد صاحب سلمہ معرض تحریر مین آئے

التماس

اس مقصد کو ختم کرکے مسود اوراق کو خیال پیدا ہوا کہ اگر طبقہ نسوان مخدرات سے بعض موصوفات علم و فضل کے حالات زیب صفحات تذکرہ ہون تو صورت تکمیل بوجہ احسن جلوہ گر ہو مگر افسوس کہ یہ تمنا کما ینبغی پوری نہو سکی اہل علم شریف مستورات کے حالات پر دۂ خفا سے باہر نہ نکل سکے اگر کامیاب ذرائع میسر ہوتے تو شاید اس طبقہ کی معتد بہ جماعت کے تراجم بھی سیر رجال کے ہمدوش نظر آتے اب بنا بر مثل مشہور مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ باحضر پر اکتفا کیا جاتا ہے واللہ ولی التوفیق

(۷۸) سیدہ عالمہ شمس النساء بنت مولنا سید امیر حسن محدث رحمہما اللہ

آپ شمس العلما مولنا سید امیر احمد رح کی خواہر خرد تھین کتب درسیہ صرف ونحو عربی باقاعدہ اپنے والد ماجد رح سے پڑہ کر قرآن مجید مع تفسیر وکتب حدیث صحاح ومسانید ومشکوۃ المصابیح وغیرہ استفادہ فرمائین بقوت حافظہ موروثی احادیث کثیرہ ومباحث دینیہ ومضامین کتب زبانی یاد تھین اکثر عورات مین وعظ قرآن وحدیث واحکام کتاب وسنت ورد شرک وبدعت وابطال رسوم جاہلیت بیان کرکے جاہلین ومنکرین کو ہدایت وتلقین فرماتی تھین۔ میر طفیل احمد بن سید نیاز علی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا مگر شوہر سے کمتر موافقت رہی انکی عملی واعتقادی کجروی سے متنفر رہین آخر بعد وفات برادر خود آپ نے بعارضہ صرع ۱۳۰۸ھ مین رحلت فرمائی عقب مین ایک دختر چھوڑی رحمہا اللہ تعالے

(۷۹) بنت صالحہ لحاظ النساء بنت منشی شیخ صابر حسین صباء صدیقی رحمہما اللہ

آپکے جد مادری حضرت عمی مولنا شاہ سید نیاز احمد شہید غدر رح تھے سال ولادت ۱۲۹۰ ہجری ماہ شعبان ہے ریاست رامپور مین پیدا ہوئین اور ۱۳۰۱ھ مین اپنے وطن سہسوان سے ہمراہ والدۂ خود بھوپال گئین آپ کے پدر رح ودیگر اعزہ واقارب متوسل وتیمم ریاست مذکور تھے آپ نے اپنے بزرگ اقربا سے تعلیم اردو فارسی کے بعد صرف ونحو عربی وترجمہ وتفسیر کلام اللہ استفادہ کیا بالخصوص مولنا محمد بشیر صاحب محدث رح سے کتب حدیث بلوغ المرام وبعض صحاح وسنن پڑھین بعدہ مولنا شیخ حسین صاحب یمنی سے سند بعض کتب احادیث حاصل کی نیز اجازت بعض صحاح مولنا سید نذیر حسین دہلوی محدث رح سے لی قنیون نامور

علماے حدیث کی تحریری اسناد موجود ہین آپ جیّد الحافظہ سریع الفہم تھین صدہا متون احادیث نوک زبان پر رکھتی تھین اور شب و روز بجز مشغلہ احادیث و تفسیر و مطالعہ کتب و پابندی فرائض و سنن و تلاوت کوئی کام نہ تھا تہجد و نوافل کثیرہ ادا کرتی تھین۔ جب آپ کے ازدواج و عقد نکاح کی غرض سے آپ کی والدہ ماجدہ نے عزم وطن کیا تو اثناے راہ مین مراد آباد قیام ہوا اور وہین بعض اعزہ کے مکان پر آپ نے یکایک بمرض ہیضہ و بائی وفات پائی یہ واقعہ ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ کو ہوا عمر ۱۹ سال ۲ ماہ ہوئی رحمہا اللہ تعالے۔

(۸۰) الست الشریفہ مسماۃ عفیفہ رح بنت کاتب الحروف غفر اللہ لہما

ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ مین بمقام بھوپال ہوئی اور بعمر چار سال اپنی والدہ کے ہمراہ وطن کو گئین اور وہین ابتدائی تعلیم مولوی خطیب محمد اسمٰعیل مرحوم سے ہوئی پھر بعمر ۸ سال ۱۳۲۰ھ مین واپس بھوپال آکر بتوجہ و تربیت والدہ خود قرآن شریف ختم کیا اور کچھ اردو رسائل دینیات و اخلاق وغیرہ پڑھے اسی کے ساتھ مشق خط بھی کی بعدہ قواعد صرف و نحو عربی پڑھ کر ترجمہ تحت لفظ قرآن مجید و بلوغ المرام و بعض ابواب مشکوٰۃ وغیرہ محررسطور سے پڑھے اور فنون خانہ داری و سلیقہ شعاری مین مہارت تامہ بہم پہونچائی عقل و فہم صائب اور رائے و تدبیر درست تھی کم سخن یا حیا بزرگون کی بہت مطیع و خدمت گزار و صاحب وقار تھی ترقی تعلیم نسوان و اصلاح ابناے جنس کا خیال ہمیشہ مدنظر تھا چنانچہ جب سفر وطن کا قصد ہوا ہے تو یہ منصوبہ ذہن نشین تھا کہ وہان پہونچکر ایک انجمن نسوان جسکا مقصد اشاعت تعلیم و تہذیب اخلاق و سلیقہ خانہ داری ہو قائم کرون گی اسکا اجلاس ہفتہ وار و ماہانہ ہوگا اور ذی عقل تجربہکار تعلیم یافتہ بیبیان اسکی ممبر و صدر مجلس ہوا کرینگی بعد بحث و تقریر

جو بکثرت رائے قرارداد ہوگا اسکو فوراً عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی اور نگرانی رہیگی کہ کس طرح اور کہانتک عمل کیا جاتا ہے تعلیم نبات کے لیے چھوٹے چھوٹے خانگی اسکول قائم کیے جائین علوم کتابی کے ساتھ فنون خانہ داری و سلیقہ شعاری پر بھی توجہ خاص ہو اسکے سوا باہمی تعلقات میل جول کے قواعد ساس بہو و نند بھاوج وغیرہ کے مشہور نزاع اور انکے اسباب پر اصلاحی نظر کی جائے اور جو رائے پاس ہو اسپر عملدرآمد کی کوشش ہو۔ اپنے یہ خیالات بصورت مضمون لکھکر بعض اردو اخبارات نسوان مین شائع کرائے اور اپنی روانگی سے قبل وطن کو بعض تعلیم یافتہ لڑکیون کے پاس روانہ کیے علمی و ادبی و اخلاقی مضامین لکھنے پر پوری قدرت تھی بوجہ روشن خیالی اخبار بینی کا بیحد شوق تھا اخبار تہذیب النسوان لاہور و پرچہ شریف بی بی تا آخر عمر خود خرید کیے مختلف مضامین کے مسودات خاص قلمی عزیزہ مرحومہ ابتک میرے پاس بطور حرز جان موجود ہین جنکی زیارت بادل حسرت زدہ و دردمند کبھی کبھی گریہ و بکا کرلیتا ہون۔ راقم کے تعلق ملازمت کی وجہ سے مقام رایسین علاقہ ریاست بھوپال مین ایک مدت قیام رہا آخر پنشن کے بعد بھی وہین سکونت رہی اسی دوران مین بماہ رجب ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء آن مرحومہ کا نکاح شرعی بغیر دخل رسوم جہالت و بدعت منعقد ہوا اعزہ و اقارب خاص وطن سہسوان و بھوپال سے آکر شریک تقریب ہوئے اگرچہ یہ ازدواج کفو و قرابت مین کیا گیا مگر افسوس کہ اس نیک نفس کم سخن متحمل مزاج لڑکی کو اپنی سسرال والون کے ہاتھون جو اقارب کا تعقارب کے مصداق ثابت ہوئے سخت صدمات دلی برداشت کرنے پڑے گو کہ زبان سے کبھی حرف شکایت نہین نکلا اور اپنے متعلقین کی بدسلوکیان اور اپنا رنج و ملال ظاہر نہین کیا تاہم مرحومہ کی والدہ مشفقہ اور اس

اس ناچیز کو چند سال ملال و پریشانی کا سخت سامنا رہا اور آخر مرحومہ کو اپنے پاس رکھا۔ بعد چندے ۱۲۔ فروری سنہ ۱۹۱۵ء کو وبائے طاعون مین آن مرحومہ کی والدہ رح نے رالیسین مین سنہ ۱۳۳۴ھ کو یکایک انتقال کیا اس حادثۂ جانکاہ نے بحالت تنہائی وغریب الوطنی وافکار خانگی بحد پریشانی بڑھائی کوئی ہمدرد وغمخوار نتھا اطمینان خاطر بالکل رخصت ہوا وحشت پیدا ہوئی جب کوئی شکل دلبستگی کی جلوہ گر نہوئی تو آخر کار آنمرحومہ نے باشتیاق وطن واعزۂ خود تہیۂ سفر کرکے میرے ہمراہ آخر نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کو وطن کا راستہ لیا ابھی مہمان اربون سے فرصت نہ ملی تھی کہ بعارضۂ تپ وبائی ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء بروز شنبہ بعمر ۲۳ سال جنت الفردوس کو سدھارین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم کا گھر نے چراغ ہوگیا سب آرزو مین خاک مین مل گئین کیونکہ یہی فرشتخو معصومہ اس گمنام کا نام ونشان تھی الدنیا باقی ہوس۔ اس صدمہ سے متاثر ہوکر بحالت مضطر برنگ مرثیہ ایک مثنوی زاری غمگین تاریخی نام لکھی جو طبع ہوکر مشتہر ہوچکی للہ ما اعطاہ وللہ ما اخذ۔ ۱۳۳۸ھ

(۸۱) الست المکرمہ احتشام النسا سلمہا بنت منشی سید امتیاز علی رح

آپ حضرت مولنا سید تاج الدین حسن قدس سرہ کی نواسی ہین سال ولادت سنہ ۱۲۸۸ھ ہے ابتداءً مروجہ تربیت وتعلیم قدیم پائی پھر بشوق طبع وذکاوت ذہن خود مطالعہ کتب استعداد کافی بہم پہونچائی ترجمہ کلام اللہ وتفسیر ومغازی وسیر مین نظر وسیع پیدا کی باتباع اپنے عم مرحوم میر یاد علی صاحب سابق الذکر مجالس میلاد وقیام کو موجب برکات سمجھ کر اکثر منعقد کرتی ہین ذکر وعبادت وپابندی فرائض مین ممتاز ہین بموزونی طبع خداداد وقوت نظم نعت آن حضرت صلعم مین دیوان غزل اردو مرتب کیا ہے ہر شعر سے ذوق وشوق ہویدا وشستگی فکر پیدا ہے کنیز تخلص ہے آپ کا

آپ کا عقد نکاح سنہ ۱۳۰۴ھ مین رسالدار میر بشیر علی المخاطب بہ خانصاحب سے منعقد ہوا بفضلہ تعالے جوان انبا و بنات کی مان ہین اور بغایت رحمدل محتاج پرور و ہمدرد و سخی ہین سلمہا اللہ تعالے

(۸۲) الست الورکیہ مصطفائی بیگم بنت مولوی سید اعجاز احمد سلمہا اللہ

نام تاریخی زنوا خاتون تولد ماہ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ مین ہے اپنی جدہ معظمہ ام ظلہا کی توجہ خاص سے ابتدای تعلیم حاصل کی بمدد ذہن و ذکا مدت قلیل مین قرآن شریف و بعض رسائل دینیہ و اخلاقی استفادہ کرکے اپنے والد ماجد سلمہ ربہ سے چند کتب منشآت و اخلاق فارسی و صرف و نحو عربی و تفسیر کلام اللہ و کتب احادیث مثل بلوغ المرام و مشکوٰۃ باقاعدہ پڑھین اور اسی کے ساتھ مشق خط و مضمون نگاری و مطالعہ کتب تہذیب و تدبیر منزل و انتظام امور خانہ داری و سلیقہ شعاری کیا و فنون دستکاری مثل چکن سازی و گلکاری و کارچوب و تیاری اقسام اطعمہ و اغذیہ عملی طور پر حاصل کیے۔ سخن سنجی و تحریر نظم و نثر مین مہارت اور انگریزی مین بقدر ضرورت نوشت و خواند کی دستگاہ ہے بجودت طبع و حافظہ خداداد جملہ ہنر و فنون ضروری مین سابق الاقران اور ہزانہ موجودہ تمام تعلیم یافتہ لڑکیون سے فائق سعادت دینی و دنیوی سے بہرہ ور ہین ماہ رجب سنہ ۱۳۳۵ھ مین عزیزی سید ابو احمد بن اخی سید آل محمد شاہ سلمہما کے ساتھ عقد ازدواج ہوا بفضلہ تعالے نہایت نیک دل حلیم باحیا سلیقہ مند صائب الرای مطیع بزرگان ہین۔ سنہ ۱۳۳۶ ہجری ماہ شوال مین آپ کے فرزند دلبند جسکا تاریخی نام سید محمد تہذیب احمد ہے تولد ہوا جو ماشاء اللہ بغایت خوش حرکات زکی الطبع و فہیم اپنے جدماجدی مولوی سید اعجاز احمد سلمہ کی زیر تربیت ہے سلمہم اللہ

(۸۳) ست سعیدہ شفیقہ بنت سید عزیز الحسن صاحب سلمہا اللہ

سال پیدائش سنہ ۱۳۱۹ ہجری ہے بعد ختم قرآن کتب اردو فارسی و مشق خط اپنے عم معظم حکیم سید نظر حسن صاحب سلمہٗ سے حاصل کر کے مطالعہ کتب دینیات و اخلاق و مضامین مختلفہ کیا اور بمناسبت طبع نظر و استعداد عمدہ پیدا کی تحریر مضامین اخلاقی و ادبی سے شوق ہے سواد خط اچھا ہے امور خانہ داری مین خوب دستگاہ ہے نظم لکھنے پر بھی قدرت ہے سلمہا اللہ تعالےٰ

(۸۴) ست عزیزہ حسنیٰ بنت حکیم سید محمود عالم مرحوم

ولادت سنہ ۱۳۲۰ ہ مین ہے اپنے والد مغفور کی توجہ سے تعلیم قرآن و اردو و فارسی حاصل کی اور مشق تحریر و خط کی بعد حصول قوت مطالعہ مختلف فنون کی کتابین بشوق خود دیکھین اور اردو اخبارات کا مطالعہ پابندی سے کیا تہذیب نسوان لاہور کئی سال سے خود خرید کرتی اور مضمون نگاری کا شغل رکھتی ہین فہم و فراست و ذہن و ذکاوت سے بصیرت تامہ حاصل ہے فنون سلیقہ شعاری و خانہ داری مین مہارت خاص ہے ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۹ ہ مین آپ کا نکاح سید مشیر الحسن صاحب سلمہ سے ہوا ہے سلمہا اللہ تعالیٰ

طبقۂ نسوان ماضی و حال کا یہ مختصر تذکرہ ہے اسمین بھی صرف دو تین عورات ہمدوش علما و فضلا ہین بقیہ تعلیم جدید و تہذیب حال سے مزین - اب چونکہ زمانہ نے کروٹ بدلی ہے اور تعلیم نسوان موجب عار و ننگ نہین رہی اسلئے کم و بیش ہر شہر و قصبہ مین اسکا چرچا پھیل گیا ہے البتہ بعض پرانے خیال کے بزرگ ہنوز لڑکیون کو تعلیم دلانے اور انکی تعلیمی حالت ظاہر کرنے کو عیب سمجھتے ہین

اسلیے مین اس حصہ کو زیادہ وسعت دینے سے معذور اور اعزہ سے معافی کا خواستگار ہون جو کچھ لکھا ہے اس سے میری غرض ترغیب تعلیم نسوان ہے اور مین اسکو ہرگونہ مستحسن خیال کرتا ہون اس لیے قریب زمانہ طبع کتاب یہ اضافہ کیا گیا۔

اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس بندۂ ناچیز کے ضعیف ہاتھ سے ایک امر عظیم الشان انجام کو پہونچی دوران تالیف مین طرح طرح کے انقلابات زمانہ وحوادث ناگہانی رونما ہوئے غریب الوطنی مین خانہ بربادی و پریشانی نصیب ہوئی دیرینہ قیام گاہ راے سین کی سکونت کا چھوڑنا اہلخانہ کی وفات اور اولاد کی جوانمرگی سے دنیوی تعلقات کا بالکل منقطع ہوجانا کس پرسی کے روحانی صدمات بحر مصائب کی طوفان خیز موجون کے تھپیڑے اور تبدیل مقامات و بقراری طبع کے تغیرات ضعف قوائے ظاہری و باطنی جملہ مراتب چھ سال مین طے ہوگئے لیکن مشیت الٰہی کو ایک حقیر ہستی سے جو کام لینا تھا وہ بہرحال لے لیا یہ اس بے نیاز کارساز کی قدرت کاملہ کا ثبوت ہے سچ ہے ع آنچہ در وہمت نیاید آن کند ۔ اس تالیف شریف کا سنگ بنیاد بمقام بھوپال آخر سنہ ۱۳۳۴ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء مین رکھا گیا اور آخر سنہ ۱۳۳۷ ہجری مین مسودہ سے مبیضہ کی صورت جلوہ گر ہوئی سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ط وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

محمد عبد الباقی غفرلہٗ ذنوبہ وکان اللہ لہٗ نقوی مودودی چشتی متوطن سہسوان ضلع بدایون ۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
مقام لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمۂ احوال حضرت مصنف دام مجدہ وبرکاتہ

اسم گرامی محمد عبدالباقی ہے یہ نام آپ کے والد ماجد رح نے رکھا تھا آپ خلاصۂ خاندان مصطفوی وسلالۂ دودمان مرتضوی سادات بنی فاطمہ حسینی وحسنی نقوی ہین خواجۂ خواجگان وسرخیل چشتیان حضرت مودود وقطب الدین چشتی قدس سرہ کی اولاد امجاد سے ہین - قریب چار سو سال سے سہسوان وطن آبا واجداد ہے جو منجانب سلاطین لودھی وتیموری سرکار سہسوان وسنبھل مین بعہدۂ حکومت و قضا مامور ومعتمد رہے کتب تاریخ وفرامین ملوک وسلاطین دربارۂ عطیات جاگیر ومعافیات وتقرر مناصب جلیلہ شاہد ہین - جب اولاد قاضی القضاۃ حضرت خواجہ سید محمد عبدالشکور شہید رح چند شاخون مین منقسم ہوئی تو آپ کے جد امجد فائز عہدۂ افتا اور ان کے بڑے بھائی منصب قضا پر مامور ہوئے اور ان کی نسلین بھی وارث عہدۂ آبا رہین اسوجہ سے آپ مفتی زادہ کہے جاتے ہین - آپ کے والد ماجد مولنا سید سراج احمد بن زبدۃ الاولیا خواجہ سید آل احمد شاہ قدس سرہما تھے جنکا تذکرۂ خیر مندرج کتاب ہی آپ اپنے والد صاحب کی اولاد مین سب سے چھوٹے اور وقت وفات آنحضرت صغیر السن تھے - سال ولادت ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ع سال غدر اول ہفتہ ماہ شوال روز پنجشنبہ ہے والدین کے کنار شفقت مین پرورش پائی مگر افسوس حضرت پدر بزرگوار رح کا ظل عاطفت صغر سنی مین سر سے جدا ہوگیا آپ کے برادر بزرگ حاجی مولنا سید محمد عبدالباری محدث رح آپ سے آٹھ سال عمر مین بڑے اور ایک خواہر ان سے بزرگ اور

اور دوسری صرف آپ سے بڑی اور ایک والدۂ معظمہ کل پانچ نفوس سوگوار و غمزدہ تھے بالجملہ آپ کے بھائی صاحب علیہ الرحمۃ کے بعد فراغ تحصیل علوم و کمالات فنون آپ کی تربیت و تعلیم مین سعی مربیانہ و توجہ بزرگانہ فرمائی ہر سفر و حضر مین آپ کو اپنے پاس رکھا بدایون جونپور آگرہ دہلی بھوپال لکھنؤ وغیرہ مین بسلسلۂ تعلیم انکے ہمدم رہے۔ حسب ضابطہ کتب درسیہ نظم و نثر فارسی اور عربی صرف و نحو سے فراغ حاصل کیا شوق علم طبیعت مین پیدا ہوچلا اور مطالعہ و کتب بینی و تکرار و مذاکرہ سے دلچسپی ہوئی اور کتب درس نظامیہ منطق و حکمت و عربیت و کلام و اصول و فقہ و تفسیر وغیرہ پڑھ کر تحصیل علم تا درجہ فضیلت ختم کی۔ بعض متوسطات علوم بخدمت حضرت مولنا سید محمد امیر حسن محدث سہسوانی رح و مولنا محمد بشیر محدث و شمس العلما و مولنا سید امیر احمد رحمہم اللہ تعالےٰ بھی استفادہ فرمائین یہ سلسلہ آگرہ مین ۱۲۹۴ھ ہجری تک قائم رہا۔ پھر ۱۲۹۶ھ کے آغاز مین ریاست بھوپال بخدمت حضرت برادر معظم پہونچکر کتب حدیث صحاح ستہ و بعض تفاسیر حضرت مولنا محمد بشیر رح و شیخ حسین یمنی حدیدی عرب و مولنا شیخ محمد صاحب مچھلی شہری قاضی بھوپال سے تبکرار سماعاً و قراۃً حاصل کرکے سندلی بعد بعض کتب فن طب مثل نفیسی و شرح اسباب و حمیات قانون افسر الاطباء ریاست حکیم مولوی محمد معز الدین پشاوری رح سے جو آپ کے بھائی صاحب کے خاص دوستون مین تھے باقاعدہ پڑھین اور تعلق ملازمت ریاست بتوسل اپنے برادر معظم رح حاصل کیا۔ ملازمت مدرسہ سلیمانیہ کی حالت مین مشغلہ درس و تدریس طلبہ علوم روزانہ رہا علمی مجالس و مباحث و مذاکرات مین بشوق تمام ہمیشہ شرکت فرمائی آپ کے فیض صحبت سے جمع کثیر نے استفاضہ کیا۔ آپ کے فضل و کمال علمی کا پایہ بلحاظ تحقیق و وسعت نظر و اصابت رائے و ادراک منطوق

تربیت و تعلیم

سفر بھوپال و ملازمت

ومفہوم وسخن فہمی بلند ہے علمی مباحث وملکی معلومات واخبار ممالک وامصار سے خاص دلچسپی اور مطالعہ کتب کا ذوق ہے۔ سخن سنجی وشعر گوئی کی طرف کبھی توجہ نہین فرمائی لیکن حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اب دو سال سے بموزونیت خداداد وتفنن طبع اس طرف مائل ہوکر کہنہ مشق شعرا کی طرح قابلانہ شاعری کرتے ہین ابتداءً مرثیہ اہلخانہ خود ودختر مرحومہ بطور مثنوی لکھا جسکا نام تاریخی زاری غمگین ہے فیض آباد سے طبع ہوکر شائع ہوا جملہ اشعار ۲۷۹ ہین سال ۱۳۴۰ھ مین مثنوی ابنہ نامہ جسکا تاریخی نام دسترۂ بیضہ[۱۲] لفظ[۱۳] ہے اپنے مذاق کے موافق نہایت پُر لطف وبامزہ استعارات لطیفہ وتشبیہات بدیعہ ومطایبات پاکیزہ سے مملو تصنیف کی اسکی تعداد ابیات قریب تین سو کے ہے دوسری مثنوی تصویر مظالم جو حقیقۃً آئینۂ کیادی ومکاری اور ظلم وتزویر کا نمونہ ہے باقتضاے تحریک زمانہ بابت آزادی قومی ملکی قوم کو مخاطب بناکر لکھی ہے واقعات بحوالہ تاریخ وسنین جابجا درج ہین تعداد اشعار قریب[۱۴] سو سے زیادہ ہے اسکے سوا فارسی اردو مختلف مضامین کی نظمین اور غزلیات قطعات متفرقہ فکر والاہین ایک مثنوی فارسی بھی تحریر کی ہے۔ ع از شاخ کہنہ میوۂ نورس عنیمت ست[۱۵] عمدۂ تصانیف یہ تذکرۂ علماے سہسوان ہے اور ایک تاریخ رائسین ضلع بھوپال ہے جو کمال وسعت نظر وجگر کاوی ومحنت ومغنی ومطالعہ کتب تاریخ کا قیمتی ثمرہ ہے اسمین تاریخ والیان ملک بھوپال ومالوہ واثار قدیمہ شہر رائسین وعمارات کہنہ وقلعہ کے جدید وقدیم حالات بمشاہدہ خود ومحققانہ بحوالہ کتب تواریخ مندرج ہین غالباً آٹھ جز کی کتاب ہے دوسری تاریخ ملک مالوہ ودکن جسمین زیادہ بحث وتحقیق تمدنی وتہذیب ملکی اقوام ودکن وخصائل مرد وزن سے کی گئی ہے اپنے باب مین بے نظیر ہے ہر بحث مین وجوہ واسباب فلسفیانہ بیان کیے ہین اور دیگر ممالک واقوام سے جابجا مقابلہ کیا ہے یہ کتاب ہنوز مسودہ ہے خدا کرے کہ جلد

[۱۲] ۱۳۴۰ھ [۱۳] ۱۳۴۲ھ [۱۴] ۱۳۴۳ھ [۱۵] ۱۳۴۴ھ

علہ (قرۃ) (قرۃ نگرف) یہی تاریخی اسماء ہین مطابق ۱۹۲۲ء اسکے اشعار قریباً تین سو ہونگے ۱۲

۱۱ الحقیقۃ ۱۲

عکہ یہ مثنوی سلطان المطابع لکھنؤ سے ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء مین طبع ہوکر مقبول ومشتہر عام ہوچکی افسوس غلط

حیات حضرت مولف مین مطبوع و مقبول ہوا آپ نے ایک رسالہ بابت حرمت
سود بجواب مضمون مسٹر عطا محمد صاحب امرتسری مندرجۂ اخبار وکیل مطبوع
۲۷۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء لکھا ہے جس سے بذریعۂ قرآن مجید و حدیث شریف و آثار
صحابہ و فقہ ثابت کیا ہے کہ ربوا کا جزو قلیل و کثیر دونون قطعی حرام ہین نیز اسمین
ربوا بنک کو احکام شرع سے حرام مطلق ثابت کیا ہے اور بادلہ کلامیہ و کتاب
و سنت مجوزین کے اقوال کو باطل ٹھہرایا ہے یہ حصہ علماے مصر و بعض مفتیان
پنجاب کی تردید مین ہے دوسرا رسالہ بطور قول فیصل حضرت داؤد علی نبینا
و علیہ الصلوۃ والسلام کے قصے کی تفسیر و شرح ہے جو پارہ ۲۳ سورہ
ص رکوع ۲ کلام الٰہی مین واقع ہے روایت اوریا کی تصحیح موید عصمت
شان رسالت و نبوت فرمائی ہے اختلافات مفسرین در روایات محدثین کی
تطبیق مین کوشش بلیغ کی ہے اور منکرین قصہ کے شکوک کے جوابات
دیئے ہین ان رسائل کے طبع و اشاعت مین قلیل زمانہ باقی ہے۔ ریاست
بھوپال مین بعہد امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق الحسن خان بہادر
مرحوم و والیہ عالیہ حضور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری سے
آپ کا تعین ملازمت عدالتہاے فوجداری و دیوانی و مال مین رہا اور ہمیشہ ترقی
منصب و مشاہرہ معزز عہدون پر مامور ہوتے رہے آخر محکمہ عالیہ وزارت
ریاست مین بعہدۂ نیابت میر منشی ممتاز کیے گئے انجام دہی فرائض خدمت
و قابلیت کارگزاری کے باعث حکام مافوق آپ کے مداح و معترف فضل و
کمال رہے رئیس و والی و وزراے ریاست کو ہر امر مین آپ پر اعتماد کامل
رہا اور قدر شناسی کے ساتھ آپ کی عظمت و عزت کرتے رہے۔ بعدہ آپ کا
تقرر محکمہ وزارت مین آغاز سنہ ۱۳۰۴ھ مین بعہد کرنیل ایچ وارڈ صاحب جو منجانب

گورنمنٹ برٹش وزیر بااختیار ریاست مقرر ہوئے ابتداءً ہوا تھا پھر بعہد وزارت منشی محمد امتیاز علی صاحب کا کودی جو ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین وزیر مقرر ہوئے اور پھر مولوی محمد عبدالجبار رسی۔ ایس۔ آئی۔ جو سنہ ۱۳۱۴ ہجری مین مسند وزارت پر رونق افروز ہوے آپ بھی صیغۂ وزارت مین تا سنہ ۱۳۲۰ھ مامور رہے اور جب ہز ہائنس بیگم صاحبہ حال بالقابہا نے تمکن وسادہ ریاست ہوکر محکمہ وزارت کو شکست فرماکر دو شعبون مین تقسیم کر دیا تو آپ نے بعد ملازمت ۳۵ سالہ آغاز عہد حکومت ملکہ ممدوحہ محترمہ حضور نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ دام اقبالہا مین انقلاب رنگ زمانہ ملاحظہ فرماکر ریاست سے پنشن کی درخواست کی اور باعزاز واحترام مقام رائے سین ضلع مشرق ریاست بھوپال مین بعد تقرر نشین قیام فرمایا ناظم و تحصیلدار و حکام ضلع و اُمراو اعیان شہر آپ کی بحد وقت وحرمت کرتے اور حسن عقیدت رکھتے ہین بارہ سال سے آپ کا قیام وہین ہے گاہے ماہے بتقاضاے مراسم سابقہ بھوپال بھی تشریف لے جاتے اور ریاست کے عمائد وحکام وعلماء و امراو صاحبزادگان سے چند روزہ ملاقات و تجدید مین صحبت فرماکر رائے سین کو مراجعت فرماہوتے ہین اور باوجود اصرار احباب وغیرہ کسی کے گھر پر مہمان نہین ہوتے نواب سید علی حسن خان بہادر صفی الدولہ حسام الملک نے بجوش مودت قدیمہ آپ کو باصرار تمام لکھنؤ مین قدر ومنزلت کے ساتھ رکھا ایک سال رہکر رائے سین کو واپس تشریف لے گئے نواب صاحب ممدوح کا اصرار سد راہ نہوا اور ابتک آپ کے بُلانے کی کوشش جاری ہے (خاص تعلقات) سنہ ۱۳۳۱ھ ماہ رجب مطابق جون سنہ ۱۹۱۳ء مین آپ نے عقد ازدواج دختر سلمہا کا رائے سین مین کیا داماد صاحب آپ کے قریبی خواہرزادہ وکفو ہین اس تقریب پر راقم ترجمہ عفی عنہ معہ متعلقین وطن سے

جاکر شریک شادی ہوا اور وہان قریب دو ماہ قیام کیا بجز دختر موصوفہ سلمہا اللہ
از قسم ذکور و اناث آپ کے کوئی اور اولاد نہین ہے بعدہ ۱۳۳۳ھ ہجری ۲۵
ربیع الاول مطابق ۱۹۱۵ء ۱۱ فروری روز پنجشنبہ کو آپ کی اہلخانہ مرحومہ نے
بعد نماز صبح بمرض طاعون وبائی راے سین مین انتقال فرمایا آپ بڑی عاقلہ و
مدبرہ و تعلیم یافتہ علوم شرقیہ نیک مزاج منتظمہ و راندیش مطیع شوہر و مربی قبیلہ تھین اس
صدمہ سے آپ کے قوائے باطنی و دل و دماغ کو بہت نقصان پہونچا اور
راحت و آسائش شبا روزی مین فرق آجانے سے طبیعت مین افسردگی و پریشانی
پیدا ہوگئی لیکن اس بے اطمینانی و تکدر مین بھی آپ نے ترک قیام راے سین
نفرمایا وہین خانہ نشین مصروف ذکر الٰہی و فکر عقبیٰ ہین کاتب سطور عفی عنہ پر
شفقت پدرانہ فرماتے اور اسکی فضول خواہشون اور تمناؤن کو اپنی خوشی پر
بجوش محبت مقدم رکھتے اور گستاخی و تقصیرات خدمت کو ہمیشہ معاف
فرماتے رہتے ہین کبھی اظہار عتاب و ناراضگی نہین ہوتا اعزہ و اقارب
سے تعلقات الفت و انس و ہمدردی و صلہ رحم بدرجہ غایت رکھتے ہین حب
وطن سے دل مملو ہے (عام عادات) حمیت و غیرت اس درجہ ہے کہ کسی
امر مین ممنون خویش و بیگانہ بننا گوارا نہین ہے کسی کے سامنے دست حاجت
دراز نہین ہوا استغنا جو کہ ارباب کمال کا خاصہ ہے جزو طبع شریف ہے
وجہ کفاف و قدر ضرورت سے زیادہ مال و دولت کی کبھی خواہش نکی سخی
و اولوالعزمی کا یہ حال ہے کہ مہمان نوازی مین ضرب المثل ہین زائرین و قادمین
کو نزول رحمت خدا جانتے ہین اور اکثر یہ شعر ورد زبان رہتا ہے ؎

رزق ما آید بپائے میہمان از خوان غیب میزبان ماست ہر کس میشود مہمان ما

وطن مین جائداد و مکانات و معافیات معقول رکھتے ہین اور اعزہ و اقارب

عام اخلاق

ع افسوس کہ آپ اس معصومہ کی جوانمرگی کا صدمہ بھی برداشت فرمایا اور اس سے قبل ۱۳۳۳ھ مین آپکے حقیقی
خواہرزادہ مولوی سید محمد یونس بن مولوی سید محمد میر مرحوم نے بعارضہ آکلہ دہن وطن مین انتقال کیا یہ بھی موجب
صدمۂ روحانی ہوا ۱۲ سید طبیب حسن عفی عنہ خواہرزادہ حضرت مصنف

خاندان کو اس سے بخوشی خاطر متمتع فرماتے ہین گویا وقف اہل قرابت ہے
خوش معاملگی وراستی وراست گوئی آپ کا شعار ہے حق پرستی وصاف گوئی مین
کمال جرات وبیباکی سے کام لیتے ہین کسی کا رعب مانع اظہار حق نہین ہوتا
حب وبغض لوجہ اللہ رکھتے ہین تعصب ونفسانیت کو بالکل دخل نہین ہوتا
اتباع شرع واقتداے کتاب وسنت وزہد وتقوے وذکر وعبادت وکثرت دعا
دائما نصب العین رہتا ہے رقت قلب وصفاے باطن سے متصف سینۂ بے کینہ
حقد وحسد سے پاک اور عنصر عفو مزاج عالی مین غالب ہے دشمن دیرینہ سے بھی انتقام
بدی لینا گوارا نہین فرماتے دوست دشمن سے چندہ پیشانی بخلق وتواضع
پیش آتے ہین آپ کا رجحان طبع روز بروز تصوف کی طرف ہوتا جاتا ہے
اہل باطن واصحاب دل کی صحبت مین زیادہ اوقات بسر ہوتی ہے دنیا سے
کچھ ایسا دل سرد ہو گیا ہے کہ قصد ہجرت حرمین شریفین رکھتے ہین اللہ تعالی
باحسن الوجوہ کامیاب فرمائے مین نے اس تذکرہ حیاۃ العلما مین آپ کا ذکر خیر
درج ہونے کے لیے بارہا عرض کی مگر ہضما لنفسہ پسند نفرما کر ساکت رہے
اور درخواست پر مطلق توجہ نفرمائی اب جبکہ کتاب اختتام کو پہونچ کر مسودہ سے
مبیضہ ہو گئی تو احقر نے بضرورت تکمیل تتمہ احوال حضرت مصنف دام فیضہ ومجدہ
قلم برداشتہ تحریر کر کے جزو کتاب وتتمہ بنا دیا اسوقت عمر شریف ۵۹ برس
کی ہے ادام اللہ برکاتہ وفیوضہ ومتعنا بطول بقائہ فینتفع ویرحم اللہ عبدا قال آمینا
(تصنیف) درحقیقت صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ
آپ کو اس مقصد اہم ومہم عظیم مین بفضلہ بہت بڑی کامیابی ہوئی ایک طرف
گمنام وبے نشان جماعت کو آپنے زندۂ جاوید بنا کر مایوسون سے روشناس
کرا دیا دوسری طرف نامور ومشاہیر اکابر علما واطبا کے دھندلے کارنامون

تصنیف

اور صفحہ ہستی سے مٹ جانے والے واقعات کو دوام کا خلعت بخش دیا کتاب اوّل سے آخر تک سچّے واقعات کا مرقع اور ماضی وحال کی تصویر کا البم ہے مصرعہ حرف حرف اِسمین ہے اصح نقطہ نقطہ ہے صحیح ۔ ایک ایک صفحہ بلکہ ہر سطر محنت تلاش ومشقت کی شاہد ہے اب تک اہل علم واہل قلم وطن مین سے کسی صاحب نے اِس خدمت کی انجام دہی کی جرأت نہین کی اور یہی وجہ حضرت مصنف دام فیضہ کی زیادہ جانفشانی وعرقریزی کی ہوئی اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو اِس کارخیر کی توفیق بخشی اور بخیر وخوبی اِس مہم کا سر انجام ہوا معزز معاصرین ولاحقین اگر اِس تذکرہ مین کسی نام کی کمی محسوس فرمائین تو التماس مندرجہ دیباچہ کتاب کے مطابق حضرت مصنف دام ظلہ وفضلہ کو ہدف طعن نہ بناکر بصورت تتمہ تحریر شائع فرمائین اور حضرت کی سعی وجد وجہد موفور پر نظر کرتے ہوئے دعاے خیر سے

یاد وشاد فرمائین

سیّد اعجاز احمد نقوی مودودی عفا اللہ عنہ سہسوانی = مقام بدایون

جنوری سنہ ۱۹۱۷ء سنہ ۱۳۳۵ھ قدسی

رہ متعلق صفحہ ۵۹ ابابت نسب نامہ سادات مندرجہ کتاب حیلوۃ العلماء

یک شاخ از شجرہ خاندان سادات مودودیہ
نشستہ در موجودہ کہسوان ضلع بدایون

نسب نامۂ سادات مودودیہ چشتیہ سہسوان مع شجرۂ حقیر غفرلہ

مولف کتاب حیوٰۃ العلما

سید عبدالباقی[1] بن مولنا سید سراج[2] احمد بن سید آل احمد[3] شاہ بن مفتی سید نظر محمد[4] شاہ بن مفتی سید ابو محمد[5] بن مفتی محمد[6] عاقل بن مفتی عبدالغفور[7] بن محمد غلام میران بن مفتی محمد[8] فاضل بن قاضی سید محمد[9] عبدالشکور شہید بن قاضی القضاۃ محمد[10] اسمٰعیل[11] ابن ملک العلما خواجہ عطاء اللہ[12] بن محمد ہمام[13] معروف بمیران بزرگ بن خواجہ محمد خیطر ثانی بن خواجہ[14] محمود[15] بن خواجہ محمد[16] عثمان بن خواجہ مودود ثانی[17] بن خواجہ خیطر[18] اول بن خواجہ محمد اشرف[19] بن خواجہ اسد اللہ بن خواجہ محمد عبداللہ[20] بن خواجہ قطب الدین[21] محمد ثانی بن خواجہ رکن الدین[22] حسن بن خواجہ[23] احمد[24] بن خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین[25] مودود چشتی[26] اول بن خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن سید محمد[27] سمعان بن ابراہیم[28] بن سید محمد[29] حسین[30] بن عبداللہ[31] ملقب بہ علی اکبر بن امام علی[32] نقی بن امام محمد[33] تقی جواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ[34] کاظم بن امام جعفر[35] صادق بن امام محمد[36] باقر بن امام زین العابدین[37] علی بن امام[38] حسین[39] سید الشہداء بن بتول[40] فاطمہ زہرا رضوان اللہ علیہم بنت سرور کائنات اشرف مخلوقات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلوات اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلامہ

---

[1] لقب شریف ہزار بیشہ ولایت ہے افراد اولیا کاملین سے تھے خوارق وکرامات آپکی حد تواتر کو پہونچی ہیں مفصل حالات درج نمبر کتاب ہیں ۱۲

[2] آپ اولاً قاضی وحاکم سہسوان ہو کر بعہد سلطان سکندر لودھی بمعیت حضرت ملک العلما بدربزرگوار از خود میران تشریف لائے اور مستقل سکونت اختیار فرمائی رضی اللہ عنہ ۱۲ [3] آپ بعہد سلطان جلال الدین خلجی تا بعہد معز الدین کیقباد شمکمن مسند وزارت وبعہد شاہ غیاث الدین بلبن معظم شاہان اتالیق شہزادگان رہے جیسا کہ تاریخ فرشتہ مقالہ دوم میں مفصل مذکور ہے ۱۲ [4] آپ کی ذات قدسی صفات سرچشمہ فیوض وبرکات ومنبع علوم ان چشتیہ دمرجع سادات مودودیہ ہے خواجہ خواجگان وقطب الاقطاب دوران تھے کتب سیر وتذکرہ اولیا متضمن حالات آن حضرت ہیں رضی اللہ عنہ ۱۲

تقریظ منظوم نتیجۂ طبع وقّاد حکیم مولوی مولنا سید اعجاز احمد صاحب معجز نقوی سہسوانی سلّمہٗ ربّہٗ

شوق دلم بسم اللہ آغاز کرد — رمزیہ حمد خدا ساز کرد
وہم کہ پوید برہ کنہ ذات — سیلیٔ حیرت خورد اندر صفات
حیرت عقل ست کہ شد سدِّ راہ — ساختہ سامان تخیّل تباہ
در قدحِ ذوق مئے یاس ریخت — آبروے خامہ بقرطاس ریخت
ژرف نگاہان کہ سخن گسترند — راہ بدین مرحلہ کمتر برند
تاج سخن مدح محمدؐ بود — فاتحۂ مصحفِ مقصد بود
وحی منزّل ہمہ فرمان اوست — مطلع انوار خدا شان اوست
ہدیۂ مرغوب درود و سلام — باد پزیرا بجنابش مدام
اے تو ز آثار سلف خوشہ چین — پند بگیر از قصص اولین
بحث تو از سیرت شان عبرت ست — ذہن ترا صد سبق از حکمت ست
تازہ بخوان تذکرۂ اہل علم — جرعۂ چش از میکدۂ اہل علم
چشم کشا و نگر اوراق چند — تا شوی از سیرت شان بہرہ مند
جلوہ کند در نظرت بیگمان — آئینۂ حالت پیشینیان
خاک سہسوان کہ بود کان فضل — تافت ازو جوہر رخشان فضل
چند بژوہش کنی از حال شان — زندہ ببین طائفۂ مُردگان
سیرت نیک علما را ببین — فضل و کمال فضلا را ببین
سال وفات و سن میلاد شان — صورت علمیہ و نام و نشان
درس و تصانیف و صفات و خصال — وانچہ رسیدہ بہم از قیل و قال

یاد دہد کہنہ و نو ماجرا ۔ حال شود حالت ماضی ترا
کلک مولف عجب این نقش بست ۔ رونق ارژنگ نگارین شکست
خامۂ آن عیسیٰ معجز نما ۔ زندہ کند مردۂ صد سالہ را
جان بہ تن مردہ دمد بہ دم ۔ صور سرافیل صریر قلم
راند خجستہ سخن از ہر فنے ۔ خوشۂ آوردہ ز ہر خرمنے
تاز علوم اصل و نشان باقی ست ۔ نامۂ و نامش بجہان باقی ست
دیدہ وران چون نگرند این کتاب ۔ باز شناسند خطا از صواب

نامۂ فرخ چو بپایان رسید
نام حیوٰۃ العلما شد پدید

قطعۂ تاریخ تالیف کتاب نتیجہ طبع مولنا مفتی محمد نعمت اللہ صاحب صدیقی رئیس وجاگیردار قدیم ریاست بھوپال

کلک جادو رقم مولوی عبد الباقی ۔ موشگافی چہ نمود دست بذکر قلما
سہسوان ست مگر کان جواہر یارب ۔ کہ چنین لعل و زمرد شدہ ازوے پیدا
شد بہر شکل بجا گنج معانی گفتن ۔ کہ ہویدا شد و مدفون شدہ در وے حکما
خفتگان عدم آباد ز رشح قلمش ۔ گشت خیل علما جرعہ کش آب بقا
فتنے چون نہ پزیرند رفیقان وطن ۔ کہ مدوّن شدہ صد شکر حیات العلما
آن بزرگان کہ ہمہ قبلۂ عالم بودند ۔ گشت این مرد خدا در حق ایشان عیسیٰ

از سر جہد بسا لش چو تفکر کردم
آمد از غیب خوش آواز حیات فضلا
۱۳۳۳ھ

قطعہ تاریخ بنتیجہ طبع عالی منشی مولوی محمد شاکر حسین سلمہٗ صدیقی نکہت تخلص سہسوانی بابت تالیف و تہذیب کتاب حیوۃ العلما

زدست[1] سکہ بنام تو اے جناب وفا — بیارد آنک فصاحت فضا نرود ز ازل
چکیدۂ قلمت ہر چہ ہست مرتاپاست — نفیس و نادر و نایاب و احسن و اکمل
بجذب[2] دیدہ و دل طرفہ قدرتے دارد — طراز کلک تو گر آخرست یا اوّل
بحسن فکر تو نازم کہ از کمال صفا — بروے آئینۂ چشم و دل زند صیقل
بصحبتے کہ رود ذکر عقل و فہم کسان — زنند رتبہ شناسان بجودت تو مثل
مدام وصف کمال تو ہست موضوعش — مفصل ست حدیث علوم یا مجمل
دران دیار کہ خیزد کمال علم و ہنر — ز ذرہ ذرۂ خاکش توئی امیر اجل
ہزار عقدۂ سربستہ از دقائق علم — بیک دقیقہ کند فکر موشگاف تو حل
بجلوہ گاہ طلاقت ز لطف گفتارت — بشستی[3] سخن خویش معترف اخطل[4]
بیان نطق بمدح تو لال غنچہ نمط — دماغ فکر بوصفت چو برگ گل مختل
ترا جم علمائے وطن چو کردی ضبط — درین سفینہ باسلوب احسن و اجمل
فیض خامۂ معنی طراز تو لشگفت — گل مراد جہانے بشاخسار امل
بہ بے عجالۂ نادر کہ صفحہ صفحۂ اوست — چو روے سادہ رخان پاک از عیوب و علل

---

[1] عزیزم سلمہٗ بلفوۂ محبت رحمن ظن بحمد مولف کتاب ہذا کے باب میں زیادہ مبالغہ سے مدح و ثنا میں کام لیا ہے جسکا اہل میں اپنی ذات کو ہرگز نہیں سمجھتا۔ اَلَّا اَنْ یَّرْحَمَنِیَ رَبِّیْ وَ یَغْفِرَ لِیْ ارادہ تھا کہ ان اشعار مدحیہ کو کتاب سے خارج کردوں لیکن بخیال لطف کلام و حسن بیان و سوز بلیغ و دل شکنی و داغ سوزی عزیز نکہت سلمہٗ باینہا بعض احباب بدستور قایم رکھا۔ جزاہ اللہ خیر الجزا ۱۲ منہ [2] دعا تخلص حضرت مصنف حیوۃ العلما دام فیضہ علیٰ قلمہ جانب مصرعہ۔ نقاش نقش خانی بہتر کشد نہ دل + بر مقولہ مشہورہ است ۱۲۔ [3] اخطل نام شاعر فصیح البیان و خطل در لغت بمعنی سستی و زبونی کلام شاعر بکمال خاکساری و تواضع خود اخطل تخلص نمود و خدائے عزوجل عجز او را پسندیدہ و افصح الفصحا و عالم ساخت ۱۲

خجستہ حلاوتِ مضمون کہ میتوان بفرست — ازان بکوثر و تسنیم ارمغان عسل
بہ نزد اہلِ خرد باد سعیِ تو مشکور — بحق برتر و یکتا خدائے عزّ و جلّ
نوشت خامۂ نکہت بسال تاریخش — بہین[1] مآثرِ ارباب علم و اہل عمل
۱۳ ۳۶

ایضاً قطعہ تاریخ سال طبع حیوٰۃ العلما

الحمد للہ منت کہ این نادر کتاب — حاوی اخبارِ اخیارِ وطن
شد بعین انتظار از حسن طبع — نور بخشِ دیدۂ ارباب فن
می توانش گفت از روشن سواد — سرمۂ چشمِ بصیرت سنجے سخن
بر سرِ چشمِ تماشا مے نہد — حرفِ حرفش منّت سیرِ چمن
این چنین مجموعۂ آثارِ علم — دیدہ ور نے بیند دگر چشمِ زمن
بسکہ شد از خاکِ پاک سہسوان — چشمہ ہائے علم و دانش موجزن
باشد اندر دیدۂ اہلِ نظر — سہسوان در رہنہ نجد اندر یمن
یافت حالِ عالمانش ارتسام — چون درین سفرِ فصاحت مقترن

کلکِ نکہت سالِ طبعش برنگاشت — دلفریب آثار اہل علم و فن
۱۳ ۴۰

مطابق ۱۹۲۲ء

قطعہ تاریخ عربی از مولوی سید نظر احمد ابو العلاء سہسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

للہ در مصنّف علّامۃ — ابدیٰ شموسًا فی سماء بیان
نظم اللآلی فی نظام سطورہ — یزدی بہاء قلائد العقیان
اذ ہو ترتیبا بدا تاریخہ — ذکری لاہل العلم والاعیان
۱۳۴۰

[1] اگر اعداد الف ممدودہ - دو گیرند ۱۳۳۶ھ شدہ سال تہذیب کتاب درست و صحیح می شود ۱۲

از مولوی سید اقتدار احمد ساحر سلمہ اللہ تعالے

چو این نامۂ نغز گشتہ مزیّن
بپائے سال ترتیب و تالیف ساحر

ز احوال ارباب فضل سخنوران
نمودہ رقم رشک یاقوت و مرجان ۱۳۳۷ھ

از عزیز ابوالاخیار سید ابواحمد نامی سلمہ ربہ

منت یزدان کہ حجتہ کتاب
از دل نامی پے تاریخ جمع

محلّہ ترتیب کشیدہ بہ بر
سرزدہ - ذکر علما در سیئر
۱۳۳۷ھ

ع لطف یہ کہ اس کتاب کا نام بھی الیاقوت والمرجان ہے ۱۲

ل تاریخ شروع تصنیف کتاب مفتی صاحب نے ۱۳۳۳ھ میں لکھی اسکے بعد آغاز ترتیب رجمع کا سال نقطہ عربی سے ظاہر ہوتا ہے اور جب تدوین و تالیف مرتب ہوگئی تو باقی قطعات میں اسکا سال طبع ثبت کیا گیا فقط محل للایراد الامنہ سلمہ ربہ

SHIBLI BOOK DEPOT
LUCKNOW.

تنقید انتقاد

تحریم الربوا بالاستناد

آجکل اخباری دنیا کا عجیب حال ہے کہ جو صاحب کسی اخبار کے ایڈیٹر یا کسی رسالہ کے مضمون نگاری سے معزز و ممتاز ہوئے اور کچھ اردو نگاری دانشا پردازی و چند اصطلاح دانی انگریزی مین شہرت پائی گویا تمام علوم و فنون دینی و دنیوی سے اعلےٰ درجہ کے واقف کار و رموز شناس ہوگئے اور بدعادی روشن خیالی مجتہدانہ اخذ مسائل دینیہ کرکے ائمۂ کرام و مجتہدین عظام پر نکتہ چینی و زبان درازی کرنے لگے۔ حالانکہ خود نہ سیاق و سباق قرآن مجید سے واقف نہ حدیث و تفسیر فقہ سے خبردار۔ کہین کوئی حدیث و آیت زبانی سُن لی پھر خیال و اٹکل سے اپنی رائے اس پر قایم کرلی۔ اور علما، و ائمہ پر نکتہ چینی کرکے جلسون مین جا بجا مضحکہ اُڑانے لگے۔ حالانکہ استنباط مسائل کے واسطے پہلے شرط یہ ہے کہ باوجود ادراک صحیح کے تمام آیات و احادیث و آثار صحابہؓ و اقوال فقہاؒ متعلقہ مسئلہ و علم ادب وغیرہ وغیرہ پر عبور کامل ہو۔ اور مواقع و اسباب نزول و رواج و رسوم مجالت کفار و مشرکین عرب پر نظر وسیع ہو۔ مگر اس وقت جو دیکھا جائے تو یہ قدرت اس وقت کے علماء زمانہ موجودہ ہی کو نہین ہے۔ اِلّا ماشاءاللہ۔ چہ جائیکہ تعلیم یافتہ لندن و جرمن و پیرس کو حاصل ہو جنھون نے تمام عمر قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ کی صورت ہی نہین دیکھی۔ اخبار کے وضع خاص صرف خبر نگاری و واقع نویسی عالم ہے۔ یا مناسب رفتار زمانہ ملک و قوم کی حالت، حکام مقامی و گورنمنٹ عادل کے روبرو ظاہر کردینا تاکہ رعایا کو راحت اور گورنمنٹ کو امن و نظام مین سہولت ہو۔ اس وقت ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے برادران اسلام گویا تمام اسباب و وسائل ترقیات دنیوی

دینوی سے سبکدوش ہوچکے ہین۔ لہذا تہذیب وشائستگی اسلام پر مستعد وکمربستہ نظر آتی ہین۔ تہذیب اسلام مین جو نشاء خداوندی ہی جس کو اشرف کائنات صلعم نے سمجھا اور فرمایا۔ اور اہلبیت اطہار وصحابہ کبار سے لیکر ابتک تمام علماء واولیاء اللہ بلکہ جملہ کافہ انام اسلام اتباعاً وتحقیقاً عمل پیرا رہی اُس سے خود تو ناواقف محض ہین مگر اس وقت ممالک یورپ کے مادی ترقی دیکھ کر خود تعلیم یافتہ دان کے مقلدین کو چکا چوند سی ہوگئی۔ اسی بدحواسی پر کوئی قابلیت تو ہی نہین کہ مادی ترقی کے وسائل حرفت وصنعت وتجارت خود کرین یا عام طور پر ملک وقوم مین جاری کرین اس لیے مذہب بیچارہ کے اہم مسائل کو جن پر مدار کفر وایمان ہی اپنی نافہمی سے حائل ترقی دینوی سمجھ کر حملہ فرمانے لگے اور لگے موشگافیان دور از معاملہ کرنے گویا کہ زمانہ کی ترقی وتنزل کے ساتھ ساتھ تبدیلی وتحریف مذہب بھی ضروری امر ہوگیا ہی۔ حالانکہ دینوی ترقی کے ساتھ اسباب جو اہل یورپ مین رائج ہین ان کا ذریعہ اخبار ورسالہ ماہانہ اشاعت عام کرنا بخیال ہمدردی ملک وقوم نصب العین ہونا فرض ہی۔ نہ قرآن وحدیث کے تحریف پر توجہ کرنا۔ جیسا کہ خود قرآن مجید مین تحریف یہود ونصاریٰ ہی وہ یحرفون الکلم عن مواضعہ خصوصاً اہم مسائل حلت وحرمت اشیاء وامر بالمعروف ونہی عن المنکر مین بے باکی سے دخل دینا جو محل خوف کفر ونفاق ہی اگر کوئی مسئلہ شرعیہ ایسا پیش آوے جسمین ملک وقوم کا سخت نقصان مالی متصور ہو تو لازم ہی کہ صورت معاملہ تحریر کرکے علماء عظام وفقہاء معتبر ودیندار سے مسئلہ دریافت کرلیا جاوے۔ نہ طالب علم کالج وتعلیم یافتہ کیمبرج کا ایل۔ ایل۔ ڈی۔ لنڈن وپیرس وغیرہ سے جس پر آیت فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۵ پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء۔ واذا تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ ورسولہ ۵ پارہ ۵ سورۃ النساء۔ وما اختلفتم فیہ من شئی فحکمہ الی اللہ ۵ پارہ ۲۵ سورۃ شوریٰ آغاز رکوع ۳۔ اسی قسم کے چند مقامات پر یہ احکام متعدد ناطق ورہنما وہادی ہین ہان اگر کوئی مسئلہ ریاضی وسائنس وجغرافیہ وتاریخ ونقشہ وغیرہ کا ہو تو غالباً جدید تعلیمیافتہ سے بہتر کوئی عقدہ کشائی نہین کرسکتا۔ یہ مثل سچ ہی ہر مرے دہر کارے۔ میری خیال مین کوئی مسئلہ ومعاملہ ایسا پیش نہین آسکتا کہ جو ترقی و

بہبودی ذریعہ سود متصور مدلنون ہی۔ وہ بغیر ربا کے یہ ادنی تغیر و تبدل صورت نہ حاصل ہو سکتی ہو۔ لاحرج فی الدین ۵ پر غور کرو۔ ہم نے لکھنؤ وغیرہ مین خود بارہا دیکھا سنا ہی کہ بعض لوگ جو معزز طبقہ کے خاندان اہل علم مین شمار کیے جاتے ہین خود بھی ادب و طب وغیرہ عربی مین ماہر ہین مگر علم دین سے نابلد ہین اور صرف صورت شناس تعلیم یافتہ انگریزی ہین۔ فرماتے تھے کہ مذہب صرف بحیثیت پولیٹیکل خیال کے ہونا ضروری ہی تاکہ ایک قوم ہونے کا نشان ہو۔ بعض صاحب فرماتے ہین کہ حدیث وہی صحیح و قابل عمل ہو سکتی ہی۔ جسکے معنی ہمارے عقل و درائت کے موافق ہون ورنہ نہین۔ اگرچہ کیسی ہی صحیح روایت کیون نہو۔ نعوذ باللہ منہ۔ جب دریافت کیا گیا کہ کوئی حدیث ایسی مثالاً پیش فرمائیے تو خاموشی یا اظہار ناخوشی کے سوا جواب کچھ نہین ہی۔ رسالہ ماہانہ تہذیب الاخلاق جناب کے بھی اکثر مجتہدانہ مضامین دینیہ و مذہبی دیکھے جس سے ظاہر ہی کہ صرف جولانی طبع کا نتیجہ ہی۔ ورنہ علوم دینیہ سے کچھ بھی تعلق نہین ہی۔ جس سے مسئلہ جواز نکاح عورت مسلمہ مرد اہل کتاب سے ظاہر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اتفاقاً اس وقت پرچہ اخبار وکیل امرت سر مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۳ء نمبر ۷۲ جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۵ ہمارے پیش نظر ہی جسمین ایک مضمون حلت ربوا منشی عطا محمد صاحب امرت سری بعنوان (انتقاد) درج ہی جو رسالہ کشف الغطا عن وجہ الربوا کی تردید مدنظر رکھ کر چند احتمالات خیالیہ وہمیہ تحریر فرما کر جناب محقق صاحب امرت سری نے اپنے زعم مین اصل مسئلہ حرمت قطعیہ منصوصہ ربا کو حلت سے بدلنا چاہا ہی جو صریح خلاف و منافی آیات و احادیث و آثار صحابہ و اقوال فقہا ہی۔ مگر افسوس ہی کہ نہ اس وقت رسالہ کشف الغطا ہمارے پاس موجود ہی نہ ہم نے اُس کو کبھی دیکھا سنا جو اسکی نسبت کوئی رائے قایم کر سکین۔ نہ ہم مولوی ناظر حسین صاحب نعمانی نقشبندی مولف رسالہ مذکور بلند شہر سے واقف ہین کہ کون صاحب ہین۔ علوم دینیہ مین کیسا پایہ رکھتے ہین نہ اس قصبہ ویران (رای سین) مین کوئی علمی کتاب دستیاب ہو سکتی ہی جسکے رو سے تفصیلی بحث کی جاوے تاہم علم موجود فی الذہن سے حرمت نفس ربوا مطلق کو منصوص بآیات بینات بعد غور و امعان نظر و عبارت جناب محقق صاحب امرت سری کچھ لکھتے ہین۔

لیکن اول مناسب معلوم ہوتا ہو کہ شبہات و احتمالات کے بعض اقسام بیان کردیے جاوین
کہ کون شبہ قابل توجہ اہل علم ہوسکتا ہو۔ اور کون ناقابل توجہ بعدہٗ آیات قرآنیہ یکجا کردین تاکہ
محک حق و ناحق و استنباط اصل مسئلہ حلت و حرمت ربا آسان ہو اور بلحاظ اقسام شبہات
مذکورہ تمام آیات پر غور کرنے سے نفس مسئلہ حرمت ربا ثابت ہوجاوے یہ نہین کہ ایک دو لفظ کہین
سے سُن کر یاد کرلیے۔ اور بے سر و پا اٹکل دوڑانے لگے۔ بلکہ محل نزول آیت و سیاق و سباق
قرآن مجید کا بھی لحاظ رکھنا ضروری امر ہے۔ شبہات دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ شبہ ہو جو از روے
قواعد مسلمہ صرف نحو ادب و کلام وغیرہ ہو۔ یا احتمال تو ضرور دلائل قطعیہ کو من وجہ کمزور کرسکتا ہو دوسرا
وہ شبہ ہو جو خود ہی بے اصل محض ہو کسی علم و فن سے کچھ بھی تعلق نہین ہو جسکو خطرہ و وسوسۂ نفسانی
کہتے ہین۔ یہ شبہ خود ہی بے اصل محض ہو جو کسی وقت بھی قابل توجہ اہل علم و عقل سلیم نہین ہوسکتا
جسکے نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ یُوَسْوِسُ فِی صُدُوْرِ النَّاسِ ۵ جو شبہات درج مضمون جناب
محقق صاحب امرت سری ہین وہ از قسم دوم ہین جس سے بجز تعوذ من اللہ کے اور کوئی علاج
نہین ہو۔ تاہم اپنے فرائض ادا کرنے کو ہین بحولہ تعالیٰ آمادہ ہون مگر مناسب سمجھتا ہون کہ پہلے
آیات قرآن مجید مع حاصل ترجمہ یکجا جمع کردون۔ پھر صرف آیات سے استنباط بحث کرون تاکہ ہر عامی
و عالم کو سہولت ہو۔ اسوقت حدیث فقہ وغیرہ کی کوئی کتاب موجود نہین ہو۔ جو بحوالہ ان کے بحث
مبسوط کی جاوے۔ نہ کوئی تفسیر ہی موجود ہو جسکے حوالہ سے کچھ لکھا جاوے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد
فرماتا ہو۔ الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ۵
ذالک بانہم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ پارہ ۳ سورۃ بقر رکوع ۳۸
حاصل ترجمہ۔ سود کھانے والے قیامت و حشر کے دن ایسے بدحواس و پاگل سے کھڑے ہونگے
کہ ان کو شیطان دبھوت چمٹ گیا ہو۔ یہ حالت اس لیے ہوگی کہ ان لوگون نے کہا کہ بیع و ربا
دونون ایک سی چیزین ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیع کو تو حلال کردیا اور سود کو کیون حرام کیا۔ پھر
فرمایا اللہ جل شانہ نے۔ فمن جاءہٗ موعظۃ من ربہ فانتہیٰ فلہ ما سلف ط۔ پارہ ۳۔ سورۃ بقر۔ رکوع ۳۸۔

حاصل ترجمہ جس کو خدا کی جانب سے نصیحت پہونچی پھر وہ گناہ سے بچا تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہین۔ پھر فرمایا۔ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات۔ واللہ لایحب کل کفار اثیم۔ پارہ ۳ سورۃ بقر رکوع ۳۸۔ حاصل ترجمہ۔ اللہ تعالی سودی مال کو برباد کرتا ہے اور زکوتی مال مین برکت وافزونی فرماتا ہے۔ اور کسی ناشکر گنہ گار کو دوست نہین رکھتا۔ یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مومنین ط۔ پارہ ۸ سورۃ صدر۔ ترجمہ۔ اے ایمان والون اللہ سے ڈرو اور جسقدر سود لینا باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر ایمان رکھتے ہو۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ط۔ پارہ ۳ سورۃ بقر رکوع ۳۸ ترجمہ۔ پس اگر یہ سود لینا نہ چھوڑو گے تو اللہ اور اس کے رسول صلعم سے آمادہ جنگ ہو جاؤ۔ نعوذ باللہ من غضبہ ورسولہ۔ فان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون بشرح صدر۔ حاصل ترجمہ جبکہ سود سے توبہ کرلو تو پھر اصل رأس المال مدیون سے واپس لے لو تاکہ نہ تم ظالم بنو نہ مظلوم یعنی دائن نہ آملات ومعافی اصل مال قرضہ سے نقصان پاوے۔ نہ مدیون غریب سود دینے سے تباہ ہو جاوے۔ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ فان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون ط بشرح صدر۔ حاصل ترجمہ۔ اگر مدیون غریب تہیدست ہو تو آسانی ومہلت سے بتدریج اصل مال قرضہ واپس لے لو۔ اگر زیادہ مفلس ومحتاج جانکر اصل مال بھی بطور صدقہ معاف کردو تو زیادہ بہتر ہے۔ کاش اگر تم جانتے ہوتے۔ یاایہا الذین آمنوا لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون پارہ ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۱۴۔ اے ایمان والون نہ کھاؤ سود دونا دون اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاحیت وبہبودی دارین پاؤ۔ وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ۔ پارہ ۲۱ سورۃ روم آخر رکوع ۴۔ حاصل ترجمہ سودی مال آدمیون کا زیادہ کرنا چاہتے ہو سو اللہ کے نزدیک سود سے کچھ بھی زیادتی نہین ہوتی۔ اس جگہ لفظ (ربا) بطریق نکرہ فرمایا تاکہ جمیع اقسام ربا کو حاوی ہو جاوے اب جناب محقق صاحب اضعافا مضاعفا کے ساتھ کیونکر تخصیص فرمادین گے۔ وما اتیتم من زکوۃ۔ ترمدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون۔ پارہ ۲۱ سورۃ روم آخر رکوع ۴۔ حاصل ترجمہ۔ جو لوگ زکوۃ خاص اللہ کے

واسطے دیتے ہین وہ ہی مال مین ترقی کرتے ہین۔ یہان لفظ زکوٰۃ کو بھی نکرہ فرمایا۔ تاکہ لفظاً و معناً مقابلہ صحیح حرمت ربا و وجوب زکوٰۃ جزاً و کلیتہً ہو جاوے۔ یعنی ہر جزو ربا ہر جزیکہ اقل ترو جزو لایتجزا ہو اور کسی قسم کا ہو لینا دینا قطعی حرام و موجب قہر الٰہی ہے۔ اسی طرح ادنیٰ جزو زکوٰۃ ادا کرنا فرض عین و باعث رحمت و مہر الٰہی ہے۔ ورنہ تقابل آیات لفظاً و حکماً صحیح نہ ہوتا۔ بلکہ مخل فصاحت و بلاغت ہوتا یعنی جسطرح ادائے زکوٰۃ ہر حالت مین فرض ہے بعینہٖ اسی طرح جمیع اطلاق سو شرعاً محاورتاً ہر حال مین قطعی حرام ہے۔ اگرچہ کسی صورت سے پایا جاے۔ یہ دس آیات قرآن مجید کی ہین جو مختلف اوقات و مقامات پر حسب مواقع نازل ہوئی ہین جنکے طرز بیان و شان سیاق سے حرمت قطعیہ و صریحہ ربا بہ تہدید شدید و سخت و عید ظاہر ہوتی ہے۔ میرے خیال مین جو ایمان والا بشرط صحیح مذاق و تناسب علم کے بنظر تحقیق حق ان آیات مذکورہ پر کچھ بھی غور و تامل کریگا پھر اُس کو دوسرے دلائل حرمت ربا کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوگی اور نہ اسکے خلاف کی مبادرت و جرات ہوگی۔ کیونکہ ان آیات کے سیاق و سباق و تہدید عذاب خلود فی النار و آمادگی جنگ باخدا و رسول صلعم کے تخویف۔ و بالمقابل اتیاء زکوٰۃ و معافی راس المال بطور صدقہ و ادائے حقوق انسانی بلا اظہار احسان و امتنان۔ اور صدقہ و زکوٰۃ سے مال مین ترقی و افزونی اور سود سے نقصان و خسارت مال ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اور ترکیب پر ہیبت آیات و شوکت الفاظ و ترتیب جملہ عبارت بہ ایسے انداز ہین جس سے ہر ذی عقل بادنیٰ مناسبت علمیہ صرف حرمت قطعیہ ربا کو خود بخود تسلیم کر سکتا ہے۔ پھر ایسی اصل مال کی بھی بتدریج و سہولت کرنا یا معافی عین المال کر دینا کھلی دلیل حرمت ربا ہے جسمین شک و شبہ کی کچھ بھی گنجائش نہین ہو سکتی ہے۔ اب یہ کہنا کہ ربا اضعافاً مضاعفا یعنی دونا دون تو حرام ہے۔ اور کم و بیش یا نفس ربا حرام نہین ہوا کیسی بیفہمانہ و مضحکہ انگیز تقریر ہے یہ تو ایسا کہنے کے برابر ہے کہ اس آیت۔ انما حرم علیکم المیتہ والدم و لحم الخنزیر سے سور کا گوشت تو حرام ہو گیا۔ مگر اُس کا بول و براز حرام نہین ہوا۔ بدستور حلال رہا۔ اور تو آیات متعلقہ مذکورہ کو مقید بہ لفظ اضعافا مضاعفا کرنا جو صرف ایک

ایک جگہ بغرض اظہار طریقہ مروجہ جاہلیت عرب آیا ہے۔ کہان تک قرین عقل سلیم ہوسکتا ہے۔ اور نفس ربا علی سبیل الاطلاق جو نو آیات مین تحریماً و تشدداً بالصراحت ہے لحاظ نہ کرنا کہان تک دیانت کے مطابق ہوسکتا ہے بالاتفاق جمیع علماء و مفسرین کا ارشاد ہے کہ اضعافاً مضاعفاً قید مخصصہ نہین ہے بلکہ مبنیہ رسوم قدیم عرب ہے۔ اور (الربوا) کے الف۔ لام کو تخصیص کا کہنا صرف جناب محقق امرتسری کا اجتہاد ذاتی ہے ورنہ تمام علماء و محدثین اس کو جنس کا کہتے ہین جس سے تمام اقسام و انواع و اصناف و افراد سود و ربوا حرام مطلق ہوگئے۔ خواہ شخص واحد سے لین دین ہو یا کمپنی و جماعت و دوکان و بنک سے جسقدر صورتین سود کی زمانہ جاہلیت و ابتداء اسلام سے اس وقت تک باشکال مختلفہ جاری ہوئین۔ یا آئندہ کو بہ تبدیل صورت پیدا و رائج ہون سب قطعی حرام ہے۔ علاوہ اسکے آیت وما اٰتیتم من ربا لیربوا کو بغور ملاحظہ فرمائیے کہ اسپر لام۔ الف۔ ہی سرے سے نہین ہے اب جناب والا تعریف و تخصیص کیونکر فرمائین گے۔ ضرور نکرہ ہی تسلیم کرنا ہوگا۔ جو مفید تعمیم ہے۔ پس حرمت نفس ربوا بجمیع اقسام ماضیہ و موجودہ و مستقبلہ بطور واضح ثابت ہوگئی لاریب یہ معجزہ قرآن مجید ہے کہ جو مخالف مفہوم شرع شریف کے شبہ دلانیکو بھی گنجائش نہین رکھی۔ اور الفاظ و آیات فلکم رؤس اموالکم۔ وذروا ما بقی فیطرۃ الی میسرہ۔ وان تصدقوا خیر لکم وغیرہ سے بھی صاف و صریح حرمت قطعیہ ربوا کی ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ اخذ سود اقل قلیل یا بلا دونا دون کے جواز کا کنایتاً و اشارتاً ضرور ارشاد ہوتا۔ ان آیات سے یہ حکمت بھی ظاہر ہے کہ قرض دینے سے ایک دوسرے کی باہمی امداد و امتنان و احسان مقصود الٰہی ہے۔ جو الفت و محبت کا سبب و حسن معاشرت کا باعث ہے۔ اور سود لینے دینے مین عداوت و منافرت سخت متصور ہے۔ جو انجام کار موجب فتنہ و فساد عظیم کا ہوجاتا ہے اور یہی سبب قہر و غضب الٰہی کا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ جو شخص حسن شان نظم قرآن سے کچھ بھی واقف ہے اور قواعد صرف نحو و ادب وغیرہ سے کچھ بھی مذاق صحیح رکھتا ہے وہ خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ منشاء الٰہی کیا ہے۔ نصوص قطعیہ و صریحہ قرآنیہ و احادیث صحیحہ مین شبہات خیالیہ و اوہام بعیدہ کا

پیدا کرنا حمیت وغیرت اسلامی کے بالکل منافی ہے۔ صرف تقدیم وتاخیر ترتیب آیات پر بلا شرط دیگر علوم کسی مسئلہ کا انحصار اخذ نہیں ہوسکتا۔ لہذا اس کا فیصلہ قوت ممیزہ اہل علم کامل پر چھوڑ دینا قرین عقل سلیم ہے۔ چونکہ ان کی نظر علمیہ وسیع تر ہے اور ہر مسئلہ کے متعلق احادیث وآیات قرآنیہ وآثار صحابہ واقوال فقہا باختلافہم وطرق استنباط وعلوم رسمیہ الیہ وفنون دقیقہ سب کچھ ان کے دل ودماغ منور میں موجود ہے۔ یہی لوگ اہل ذکر سے فرقان مجید میں جا بجا مراد ہیں۔ یا جسمیں یہ اوصاف بتمامہا بہ تفاوت خشیت الٰہی موجود ہوں وہ اب بھی مجاز اجتہاد ہوسکتا ہے۔ دوسرا۔ جو علوم دینیہ سے نابلد وبے بہرہ محض امی وجاہل ہو۔ ہاں اگر کسی مسئلہ دینی میں واقعی شک وشبہ بقاعدہ واصول علمیہ ہو تو تا اطمینان قلب ضرور دریافت کرلینا چاہیئے علماء کرام کے فہم وذکا پر مضحکہ نہ اڑائے نہ استہزا کرے۔ نہ اپنی عقل کو بغیر علم کے کسی مسئلہ میں دخل دے۔ خدانخواستہ اگر یوں ہی شبہ کرنے پر آوے تو کوئی چیز بھی اپنی اصلی حالت پر قایم نہیں رہ سکتی نہ کوئی جز واصول علوم قدیمہ وجدیدہ مسلمہ سے قائم رہ سکتا ہے جسطرح مشککین کا مذہب باطلہ ہے مثلاً زمین کا مدور ومتحرک بدور حرکت ہونا ثوابت کا چوبیس ہزار میل ہونا بلکہ تمام مسائل نظامیہ فلکیہ وشمسیہ وغیرہ درہم وبرہم ہوجائیں گے جس کی اسوقت تعلیمیافتہ جدید کیمرج لندن وجرمن بیحد دلدادہ وشیفتہ نظر آتے ہیں۔ ان سے دریافت کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اُن کو اقوال ظنیہ وہمیہ فلاسفہ یورپ پر کسقدر ایمان وایقان وشغف ہے کہ کسی خطرہ شک وشبہ کا گمان بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر اگر ان مریدان باصفا اور معتقدان بے ریا فدایان یورپ سے دریافت کیا جاوے کہ کبھی آپ نے بھی نظام اجرام فلکی کو رصد گاہ سے خود بھی تجربہ ومعائنہ فرمایا ہے جواب ملے گا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ پھر کہا جاوے کہ کسی تعلیم یافتہ انگریزی نے کسی رصد گاہ پر اُن کے دوربین وغیرہ آلات نوایجاد سے نظام شمسی وقمری کو دیکھا ہے جواب یہی ہوگا کہ نہیں کبھی نہیں۔ بجز نقشہ کتابی کے اور کچھ نہیں دیکھا پھر ان اقوال فلاسفہ یورپ ظنیہ وہمیہ قیاسیہ مختلفہ متنازع فیہ قدیم بطلیموس وفیثاغورث پر یہ ایقان وایمان کا

کا طوفان وطغیان کیون ہی جسمین شک وشبہ کا خطرہ اور وہم بھی نہین ہوسکتا وہ کیا ہی صرف حسن ظن وعقیدت مندی۔ اب ہم کہتے ہین کہ پھر علماء کرام اسلام کے ساتھ حسن اعتقاد رکھنا کیون کفر وحرام ہوگیا جو اپنے مذہب اسلام کے ہر نوع جامع وکامل ہین۔ اس سے یہ میری غرض نہین ہی کہ کورانہ تقلید علماء اسلام کی صرف حسن ظن پر کی جاوے۔ حاشا وکلا۔ کور وکورانہ مرد در نعم ولا۔ بلکہ حق تحقیق وتنقیح بقدر فہم وعلم سب کو برابر حاصل ہی۔ مگر درجہ قابلیت واستعداد شرط ہی۔ نہ یہ کہ باوصف ناقابلیت صرف اوہام ووسوسہ باطلہ سے نصوص صریحہ ودلائل قطعیہ قرآن وحدیث کو متزلزل کرنے کی فکر مین لگے رہین جو گونہ شوخ چشمی وسوء ادبی اور خلاف راہ احقاق حق ہی۔ پھر بطف یہ کہ اپنے خیالی خطرہ پر کوئی دلیل نہین حجت نہین اول آپ آیت وحدیث ولغت وادب وقول فقہا سے مفہوم ومصداق سود وربا معلوم کیجیے۔ پھر بشرط قابلیت اول قرآن مجید وحدیث شریف مین بہ نیک نیتی غور کیجیے بعدہ آثار صحابہ وتابعین کا معائنہ کرین پھر بھی خدانخواستہ تسکین خاطر عالی نہو تو کتب معتبرہ علماء محققین کی طرف رجوع فرمائیے۔ انشاء اللہ خود بخود مفہوم ومنشا الٰہی آپکے ذہن نشین ہوجاوے گا۔ اور شکوک وشبہہ دور ہوجائین گے۔ اب سنو کہ ہر چیز کے فضل نسیہ کو یعنی قرض وادھار پر اصل سے زیادہ لینے کو سود وربوا کہتے ہین۔ اگر اتحاد جنس باوزن وپیمائش یعنی باعتبار ناپ تول کے کوئی چیز متحد الجنس عرفاً اور رسماً ہو پس یہ قطعی حرام مطلق ہے۔ خواہ قلیل ہو یا کثیر دونا دون۔ یا اس سے بھی کم وزیادہ۔ پس اسی کو ربوا کہتے ہین۔ فاجتنبوہ

لوہدا کم اللہ من فضلہ۔ مین امید کرتا ہون کہ جناب محقق صاحب آیت ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ کو پیش نظر رکھ کر نظام کلمات وشان ترکیب عبارت قرآن کو مکرر سہ کرر بغور وخشوع قلب تلاوت کرکے اپنی عقل سلیم سے خود مستفتی ہونگے۔ تو انشاء اللہ یقیناً جواب پاوین۔ الربوا حرام مطلقا ولو کان مثقال ذرۃ۔ بشرطیکہ خوف رب جلیل وقہار وخشیت الٰہی بھی اس وقت دل نشین ہو۔ بعدہٗ اپنی رائے رزین سے مجھکو بھی بدعائے مغفرت یاد فرمائینگے

کیونکہ ان چند سطور سے مجھکو بحث ومناظرہ مقصود نہین ہی محض اظہار حق مراد ہی۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ والسلام علی من اتبع الہدی

التماس

جو واقعات متعدد وغیرہ مین درج ہین وہ اپنے چشم دید ہین۔ اُن سے اظہار واقعات حالت زمانہ مقصود ہی۔ نعوذ باللہ کسی کی ذات خاص پر حملہ منظور نہین۔ حاشا وکلا۔ وکفی باللہ شہیدا

بمقام رای سین ضلع مشرق۔ ریاست بھوپال

یکم جنوری ۱۹۱۴ء مطابق ۱۳۳۲ھ

بقلم عبدالباقی غفرلہ سہسوانی مودودے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزید تحقیق دیگر صور بوا مروجہ بنک

کہا جاتا ہو کہ سود کے لین دین مین بروے فقہ طرفین کا مشخص و معین ہونا ضروری ہے چونکہ بینک غیر مشخص ہو اس مین کوئی ذات خاص مشخص نہین کی جاتی ہو لہذا بنک سے سود کے لین دین مین کوئی وجہ حرمت کی نہین ہو اس کا جواب یہ ہو۔ کہ اول تو قید وجہ تشخص و تعین کی فقہاء کی مقرر کردہ برمبنے استقراء و اجتہاد ہو کوئی نص قرآنی صراحۃً یا اشارۃً نہین ہو۔ نہ کسی حدیث صحیح سے روایتاً و درایتاً ثابت ہو کہ معاملۂ سود مین خصوصاً تعین و تشخیص فریقین ضروری ہو۔ قرآن مجید و احادیث صحیحہ کثیرہ سے نفس ربوا علی الاطلاق کی حرمت صریح طور پر بلا خلاف احد سے ثابت ہو اور اس کے خلاف پر سخت و شدید وعید آئی ہو۔ خواہ کوئی مشخص ہو یا نا مشخص پھر اس لفظ نا مشخص نا مشروع کو محک حلت و حرمت بنا کر دلیل قاطع و برہان ساطع سمجھ کر حجت کرنا سراسر خلاف حمیت اسلامی و حلاوت ایمانی ہو کہ نصوص واضحہ قرآنیہ سے چشم پوشی کر لی جاوے۔ اور غیر متعلق لفظ سے بحث کی جاوے۔ بلکہ نور ایمانی کا اقتضا تو یہ ہو کہ جس پر لفظ ربوا صادق آتا ہو یا اس کا کچھ بھی شبہ ہو تو اس سے احتراز کرنا واجب سمجھے اور دور بھاگے۔ رہا لفظ تشخص۔ سو تشخص بغیر تو سود کیا کوئی بھی کام دنیا کا چل ہی نہین سکتا۔ یہ تو محال ہو۔ پھر سود کی ہی کیا خصوصیت ہو تشخص کے معنی بموجب لغت و محاورہ ذات معین و شے معین کے ہین۔ کہ اس کی طرف اشارہ کرنا صحیح ہو اور دوسری سے ممیز ہو جاوے۔ عام ہی اس سے کہ یہ مشار الیہ مشخص بذات واحدہ کوئی شخص یا شے خاص معین و مشخص ہو۔ خواہ کمپنی مجموعہ جماعت ہو۔ پس ہر دو صورت مین بنک کا معین و مشخص ہونا ضروری لازم آیا۔ کیونکہ وہ مشار الیہ صحیح طور سے ہو سکتا ہو۔ اور ہر ایک بنک دوسرے

بنک سے ممتاز و متمیز ہوتا ہی مثلاً سو روپیہ سود پر لینے والی ایک کمپنی ہی اور دینے والی دوسری
کمپنی و جماعت ہی۔ یا شخص واحد ہی۔ اب یہ فریقین مشخص ہوے یا نہین۔ اگر مشخص ہین تو مدعا
حاصل اور آپ کے ہی قول کے مطابق سود کا لینا دینا حرام ٹھہرا۔ اگر غیر معین و نامشخص ہین تو سود
کیا کوئی معاملہ بھی غیر مشخص سے اس دنیا مین کرنا عقل سلیم انسانی تو کسی طرح تجویز نہین کر سکتی
مثلاً زید عمرو بکر نے باتفاق باہمی کچھ روپیہ جمع کر کے ایک جگہ تجارت قائم کی یا بنک قائم کیا اور
خالد کو بعوض تنخواہ یا قدرے منافع کے اس کا ذمہ دار افسر و منیجر مقرر کر دیا۔ کہ لین دین و تجارت کرے
اور حساب صاف رکھے۔ اب یہ کمپنی و جماعت مشخص موجود فی الخارج تو ضرور ہوئی اور اس کا
قائم کردہ تجارتگاہ بنک بھی مشخص ہوا۔ کیونکہ ہر ایک جزو فرداً فرداً اسکا معین مشخص موجود فی الخارج
ہی تو کل بھی معین مشخص خارج مین ضرور ہوا۔ اس کی کوئی وجہ نہین کہ اس کا کل معین و مشخص نہ ہو۔
خواہ بالقوہ یا بالفعل فی الذہن یا فی الخارج اجزا کے تعین باعتبار جماعت کے عین مجموع و جماعت
کے تعین و تشخیص ہی جسکو کمپنی و جماعت کہتے ہین۔ ورنہ امر محال لازم آتا ہی کہ افراد و اجزا بحیثیت
جماعت موجود و معین ہون۔ اور جماعت غیر معین و نامشخص ہو۔ مثلاً ایک دیوار بہت سے خشت
و سنگ سے یا ایک کتاب متعدد اوراق موجودہ مشخص سے مرتب و تیار کی گئی۔ تو باوجود موجودگی
و تشخص خشت و سنگ و اوراق کے کون کہہ سکتا ہی کہ دیوار و کتاب موجود و مشخص نہین جس کے
اجزا موجود و مشخص اس کا کل بھی ضرور مشخص و موجود ہوگا۔ ایک مکتب یا مدرسہ جو مجموعہ چند طلبا
و مدرسین حاضر فی المدرسہ کو کون کہہ سکتا ہی کہ مدرسہ غیر مشخص و نامعین ہی۔ ورنہ لازم آئیگا کہ اجزا
مشخصہ موجودہ کا کل مجموع غیر معین و نامشخص و معدوم ہو۔ جو بالبداہۃ باطل ہی۔ پس دلائل مبینہ بالا
و امثلہ مذکورہ سے بنک کا مشخص و معین ہونا بطور قطعی بخوبی ثابت ہوگیا تو سود کا لینا دینا بھی آپ
ہی کے قاعدے مقررہ پر بوضاحت حرام ثابت ہوگیا اور اگر خدانخواستہ آپ بھی بنک غیر
مشخص ہی رہا۔ تو منیجر بنک کس نامشخص کا ملازم ہوا کس مشخص کو حساب دیگا۔ اور کس نامشخص سے
ابتدا مین روپیہ لیکر کسی بنک غیر مشخص مین جمع کیا اور کس نامشخص کو منافع دیگا اور کون کس غیر مشخص

سے قرض لیگا یا معاملہ کریگا اور کس نامشخص کو اصل و سود واپس دیگا۔ کیونکہ بنک تو غیر معین و نامشخص چیز خیالی بلکہ وہمی کا نام ہی۔ اور خیالی و وہمی غیر مشخص سے معاملہ کرنا خود وہم و خیال ہوا جسکو واقع سے کچھ تعلق و لگاؤ نہین ورنہ محال عقلی و امکانی نہ رہے بھی خیال رہے کہ غیر مشخص کسی کا ہونا مرادف وہم معنی معدوم فنا کے ہی کیونکہ موجود امکانی کو تشخص و تعین لازم ہی۔ بفرض محال اگر زید نے بنک نامشخص سے سودی روپیہ قرض لیا اور پھر ادا نہ کیا تو اب بنک نامشخص زید پر عدالت مین نالش کیونکر کریگا۔ بنک تو نامشخص و غیر معین ہی غیر مشخص کی فریاد بھی نامشخص رہیگی کیونکہ غیر معین کا استغاثہ قانوناً شرعاً عقلاً رسماً قابل سماعت ہرگز نہین ہو سکتا استغاثہ و دعوی بھی لامحالہ نامشخص ہونا لازم ہی۔ اُس کے لیے عدالت و حاکم بھی نامشخص ہونا چاہیے تاکہ فلسفہ و جنسیت عدالتی قائم رہے۔ اگر کہا جاے کہ منیجر کریگا تو بنا ے فاسد علی الفاسد لازم آتی ہی کیونکہ وہ خود بنک غیر مشخص کا ملازم و منیجر نامشخص ہوا جو صریح البطلان ہی ہان ایک سوفسطائی یہ کہہ سکتا ہی کہ حقیقی مفہوم نفس بنک افراد خود سے جدا ہو کر موجود و مشخص فی الخارج نہین پایا جاتا مثال یون سمجھو کہ جسطرح مفہوم کلیات ہمیشہ اپنی جزئیات و افراد مین پائے جاتے ہین نہ اپنے افراد سے جدا ہو کر پس یہ محض دھوکا ہی کیونکہ بینک اور اسکے اشخاص شرکا مین نسبت کل و جزو نہ کلی و جزئی کی نسبت کیونکہ بنک مجموعہ ہوا اور کسی شخص واحد پر صادق نہین آتا نیز مفہوم کل انسان اپنی جزئیات و افراد زید و خالد مین پایا جاتا ہی۔ نہ جداگانہ اگر افراد معدوم ہو جاوین مفہوم کلی انسان بھی ضرور معدوم فی الخارج و فنا ہو جاویگا۔ اور ان کے وجود سے موجود ہوگا۔ کلیات و مفہوم جہات وحدت فوق و غیر فی الخارج و مشخص ہین۔ نامشخص و غیر معین نہیں ہین۔ اسیطرح بنک بھی موجود و مشخص ہی ٹھہریگا نہ غیر مشخص۔ اب بنک بالضرور موجود و مشخص فی الخارج ٹھہرا تو جب آپکے قاعدہ مسلمہ سود بھی حرام ہو گیا۔ فھو مرادنا ——— اگر غور کیا جاے تو غالباً اسی جگہ سے اس وقت ہمارے بعض معاصر علماء کرام ہند و مصر وغیرہ کو مغالطہ ہو گیا کہ مفہوم بنک کو غیر موجود نامشخص خارج از افراد سمجھ کر سود و ربا کا لین دین بنک سے جائز قرار دیدیا۔ اور خود غرض نفس پرور اشخاص کو اس موقع کٹ حجتی کا ہاتھ آگیا اور مفہوم بنک مستنبط عن الافراد کو صرف موجود فی الذہن کہکر غیر مشخص قرار

اس کا خیال نہ فرمایا کہ جو مفہوم و کلیہ مستنبط موجود فی الذہن ہوگا اس کا بھی موجود و مشخص ہونا ضروری ہے کیونکہ غیر تعین و غیر مشخص شی نہ موجود فی الذہن ہو سکتی ہے نہ موجود فی الخارج۔ علاوہ برین بنک کی کھلی مثال ایسی ہے جسطرح ساہوکارون و مہاجنون کی دوکان کے نام قدیم سے ہندوستان مین ہوا کرتے ہین۔ کہ دو تین شریک بنک کے نام سے دوکان کا نام رکھا جاتا ہے۔ جیسے نند کشور فتح چند ایک دوکان کا نام ہے۔ اور گوکل داس گوپال داس دوسری دوکان کا نام ہوا۔ اس کو اہل یورپ نے زیادہ ترترقی دیدست دیگر بجاے دو شریک کے بہت سے شریک جمع کیے اور بکثرت روپیہ جمع کیا اور اسی کا نام بنک رکھا۔ جسکے ذریعہ سے تجارت دولت کو بہت کچھ ترقی دی۔ تا آنکہ بنک کن اعظم سلطنت بن گیا پس اگر دوکان مشترکہ مہاجنان سے سود لینا جائز ہے تو بنک گھر سے بھی سود جائز ہو سکتا ہے کیونکہ دونون مین بجز قلت و کثرت شرکا اور دولت کے کیا فرق ہے۔ لطف یہ کہ جو اصحاب سود کا لین دین بنک سے جائز فرماتے ہین۔ وہی اصحاب دوکان مشترکہ مہاجنان سے ربا حرام قطعی کہتے ہین۔ حالانکہ لفظاً و معناً دونون مین کچھ فرق نہین ہے۔ اگر بنک غیر مشخص ہے تو دوکان مشترکہ مہاجنان بھی قطعی نامشخص ہونا چاہیئے۔ الا الفرق بینہا۔ ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔ اگر بغور تامل دیکھا جاوے تو یہ طریقہ شرکت دوکان مہاجنی و بنک اہل ہند و یورپ نے اسلام ہی سے سیکھا ہے یعنی اسلام مین عمدہ طریق تجارت کا مضاربت ہے کہ متعدد آدمی روپیہ جمع کرکے بمشورہ باہمی تجارت کرین۔ اور نفع و نقصان مین بقدر حصص مساوی طور پر شریک رہین۔ اور دولت وافر حاصل کرکے ملک و قوم کو نفع پہونچائین پس اسی کو دوکان مشترکہ مہاجنی کہو یا بنک کہو۔ یا تجارت کہو یا مضاربت سے تعبیر کرو۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مضاربت مین ایک جماعت کی محنت و ریاضت دوسری کی رقم نقد دولت ہوتی ہے اسمین کچھ ترمیم کردی اور بنک نام رکھ دیا۔ اصل ماخذ وہی مضاربت ہے صرف زبان و لغت و رسم ملکی کا فرق ہے ورنہ بلا تفریق مصداق و مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ دوکان مشترکہ مہاجنی و مضاربت کو کسی نے بھی غیر مشخص نہین لکھا۔ پھر بنک مین کیا جدت ہے جو نامشخص ہوگیا۔ یا لفظ و اسم بنک لغت انگریزی کے لفظ مین غیر شخصیت کا جزو لاینفک لازم و ملزوم ہے

حالانکہ اس عالم امکانی فانی مین کسی کا شخصیت سے جُدا ہوکر موجود ہونا محال قطعی ہی کہ موجود فی الخارج یا فی الذہن تو ہو اور تشخص نہو حتی کہ خیال و خواب مین بھی جو چیز ہوگی وہ بھی مشخص و معین ضرور ہوگی۔ چہ جائیکہ دنیا مین موجود ہو اور تشخص نہ ہو۔ العجب ثم العجب۔ پس ہر مسلمان کو مناسب ہی کہ اس کو دھوکا شیطانی و نفسانی ان النفس لامارۃ بالسوء سمجھ کر خدا سے تمہارے ڈرے اور پناہ مانگتا رہے۔ نہ کہ مبادرت و جرارت کرے جو سراسر خلاف حمیت اسلامی و حلاوت ایمانی بھی ہی اور مخالف نصوص صریحہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ کثیرہ ہی۔ ورنہ فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ کے لئے تیار و مستعد ہو جاوے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ اور فقہا نے جو قید تشخص کی لگائی ہی وہ مبنی بر واقعات دنیوی ہی۔ اسکو نفس مسئلہ حلت و حرمت سود مین کچھ بھی دخل نہین ہی اسکو قید اتفاقی و بیانیہ کہتے ہین۔ اگر بنک نامشخص ہی تو نام کس نامشخص شے کا رکھا گیا جو ناممکن و محال ہی۔ بصورت تسلیم تو اب اسم خاص رکھنے سے وہ نامشخص ہی خود بخود مشخص ہوگیا (کیونکہ اسم نام خود بذاتہ تمیز ہی کہ اپنے مسمی کو دوسری چیز سے جدا کر دیتا ہی) اور ہر ایک بنک کا نام جدا جدا کیون رکھا گیا صرف اسی واسطے کہ ایک بنک دوسرے سے جدا و متمیز و مشخص ہو سکے ورنہ سر بسر عالم کون و فساد لاشے محض ہو جاویگا۔ نظام عالم قائم نہ رہے گا جیسے بنگال بنک الہ آباد بنک پنجاب بنک۔ امریکہ بنک وغیرہ یہ سب باہم متمیز و جدا جدا ہین۔ کیون ہین صرف تشخص و اسم سے۔ عالم کائنات مین جو کچھ تمیز ایک کو دوسرے سے ہی اسکا دار و مدار شخصیت ہی پر ہی۔ یا نام پر۔ اگر شخصیت یا نام خاص نہو تو تمام عالم کما قالہ ھو نظر آوے اور تو اور مین کا بھی فرق اُٹھ جاوے۔

تعجب ہی کہ بنک موجود فی الخارج اور محسوس تو ضرور ہی اور مشخص نہین یہ وہ عجیب فلسفہ ہی کہ افلاطون و ارسطو کو بھی نہ سوجھا۔ اور نہ یورپ مین داروِن و بیکن کو ملا۔ نعوذ باللہ من سوء فھمنا لتعوذاً کما۔

منجملہ دیگر وجوہ حلت ربوا کے یہ بھی کہا جاتا ہی کہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقولہ تھا کہ آنحضرت صلعم وفات پا گئے ہم حقیقت ربوا پوری طرح دریافت نہ کرنے پائے۔ پس اس سے اہل غرض بعض اقسام

دیوا جائز ثابت کرتے ہین مین نہین سمجھ سکتا کہ اس مقولہ عدم تحقیق سے جواز ربوا کیونکر ثابت ہوا۔
کیا لفظ حقیقت سے مراد سود بنک کی حلت ہی تو آپ واقعی خوب سمجھے یہ تو غور فرمایئے کہ کسی کے
عدم علم وجہل حقیقت سی اصل شے پر کیا اثر پڑ سکتا ہو اُن کو اگر علم حقیقت نہو تو حلت وحرمت سود
مین کیا اثر پڑا۔ آپ کو تیمم غسل جنابت نہین معلوم تھا کہ کیونکر ہی لہذا آپ تیمم غسل جنابت پر تمام
زمین پر لوٹتے تھے تا آنکہ تمام بدن مبارک خاک آلود ہو جاتا کیا اس سے حکم تیمم غسل مین جو مثل تیمم
وضو ہی کچھ فرق پیدا ہو جاتا ہی۔ ہرگز نہین بہت سے صحابۂ کرام بعض مسائل سے ناواقف تھے اور حضرت
عمرؓ بھی۔ پس اس سے حلت سود کیسے ثابت ہوتی ہی۔ یا عجبا ہذا من خرافات بعض اہل الرائے
کتب فی بعض تقاریر الہندیۃ فکیف حال اتباعہا حسرتا یا حسرتا بعض حضرات فرمایا کرتے ہین کہ مذہب
حنفیؒ مین دار الحرب سے سود لینا جائز ہی۔ لہذا ہندوستان مین سود کا لین دین جائز ہی۔ مگر یہ بھی
ان کی غلط فہمی ہی۔ کیونکہ اول تو ہندوستان اکثر علما کے نزدیک دار الحرب نہین ہی قدیمے قلیل علما
غیر ملکی کابلی وغیرہ دار الحرب کہتے ہین۔ دوم یہ کہ اکابر محققین علما حنفیہؒ کا بھی بالاتفاق یہی عقیدہ ہے
کیونکہ سود مطلقاً قطعی حرام ہی۔ دار الاسلام و دار الحرب و کافر و مسلم کا کچھ بھی فرق آیات قرآنیہ احادیث
صحیحہ و آثار صحابہ سے ثابت نہین ہی سود فی نفسہٖ ناپاک و حرام ہی جس جگہ سود ہوگا حرام ہی ہوگا
دیکھو سور دُنّا بلا قید مقام و شخص ہر جگہ نجس و حرام ہی۔ اسی طرح سود بھی قطعی حرام مطلق ہی بلا قید
جگہ و مذہب و قوم کے مگر بعض علما نے حالت افلاس مسلمانان دار الاسلام پر بحث کرتے ہوے
بمصالح وقتی محض اپنی رائے و قیاس سے بلا دلیل شرعی بہ مصالح بعض حالات افلاس یہ لکھ دیا ہی کہ[۱]

[۱] اصل مسئلہ یہ کہ شرائط دار الحرب امام اعظمؒ کے نزدیک سخت ہین جن کا وجود اجتماعی طور پر غلو ہی اور جواز سود
دار الحرب مین صرف امام کی رائے ہی پس وہ بھی غیر قوی ممکن ہی صاحبین وغیرہ و دیگر ائمہ شرائط دار الحرب جواز سود مین امام صاحب سے
اختلاف رکھتے ہین پس ہندوستان مصر وغیرہ بر بنائے قول اول دار الحرب نہین۔ لہذا سود بھی یہان جائز نہین اور
بر بنائے مذہب دیگر ائمہ بعض کے نزدیک دار الحرب ہی مگر دار الحرب مین سود کا جواز ممنوع ہی۔ بہر حال جواز سود کی
کوئی شکل تحقق نہین۔ فاہم ۱۲

کفار دارالحرب سے مسلمانان دارالاسلام کو وقت اشد ضرورت تہیہ سامان غزوات وامداد غربا مسلمانان وغیرہ کے سود کا لین دین لائق چشم پوشی ہو جسطرح تین دن کے فاقہ زدہ مسلم مضطر کو کتا و سور وغیرہ حرام بھی بقدر تسکین قابل عفو ہو جاتا ہو۔ غالباً اسمین یہ ہی نیت بخیر ہوگی کہ دارالاسلام مین بصورت عدم امکان تجارت وغیرہ کے سود ہی کے ذریعہ سے دولت آکر مسلمانون کے کام آوے۔ ہر چند کہ یہ رائے بھی مفتی بہ نہین[1] ہو مگر یہ جواز بھی اُسی صورت مین ہوگا کہ سود لینے والا باشندہ و مقیم دارالاسلام ہو تا کہ روپیہ وغلہ کفار سے دارالاسلام مین پہونچے۔ ورنہ جس حالات مین گیرندہ سود و دہندہ باشندہ و مقیم دارالحرب مین ہو۔ اور دولت و روپیہ وہین جمع وخرچ کرے اور سود لینے مین مسلم و کافر کا فرق نہ کرے۔ نہ اس سود سے مسلمانان دارالاسلام کو کچھ امداد و نفع پہونچے۔ بلکہ اس سے سود لینے والے کو اپنا تمتع ذاتی و فراوانی دولت مقصود ہو۔ تو ایسی صورت مین مثل دیگر ائمہ مذاہب کے بالاتفاق قطعی حرام مطلق ہو۔ بلاخلاف اور جو لوگ اس حیلہ سے ہندوستان کو دارالحرب کہہ کر روپیہ وغلہ وغیرہ سود کا لیتے ہین۔ اور دارالحرب ہندوستان ہی مین قیام کرکے جمع وخرچ کرتے ہین تو یہ سراسر ان کی نفس پرستی کی دلیل ہو۔ نہ مذہب کی پابندی کی سبیل یہ ہی منشاء عالمگیری وطحطاوی وشامی وغیرہ کا بعض ذمی عقل اصحاب دنیا جو بظاہر نفس سود کو مطلق حرام کہتے ہین اور بزعم خود سود سے احتراز فرماتے ہین مگر وہ بھی سود مین مبتلا ہین۔ بالیت قومی تعلقون۔ یعنی بہت سے زمیندار ہندو اپنے اسامیان دیہات سے زربقایا دلین دین وغیرہ کی دستاویز لکھا لیتے ہین اور بغرض تخویف ودباؤ لفظ سود بھی لکھا لیتے ہین۔ گو اُس وقت اُن کے ذہن مین اخذ سود کا خیال بھی نہین گذرتا ہوگا لیکن جب یہ معاملہ باہمی صورت نزاع پاکر عدالت تک پہونچتا ہو تو عدالت مین بھی دعوی مع سود کے دائر کیا جاتا ہو بعدہٗ جب ڈگری سودی حاصل ہو گئی

[1] حدیث جس سے مسئلہ مستنبط ہے الربا بین المسلم والحربی منجملہ موضوعات ہو جیسا حاشیہ ہدایہ مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلیؒ نے بتحقیق لکھے ہین ۱۲

تو وصولی اصل مال کی مع زر سود کے ہوتی ہے اب روپیہ سود وصول شدہ جو داخل جیب وخزانہ ہو چکا واپس دینا کارے دارد دل فولادی باید کا مضمون ہو جاتا ہے اب نفس امارہ حیلہ جو بد خو حدم واپسی زر سودی کے لیے بہانہ ڈھونڈھتا ہے کبھی کہتا ہے کہ وہ فریق بد معاملہ وبے ایمان ہے اُس کو ہرگز وہ سودی روپیہ واپس نہ دینا چاہیئے۔ کبھی سوچتا ہے کہ ہمارا خرچہ بالائی مقدمہ سوائے صرفہ ضابطہ قانونی اسٹامپ وطلبانہ وغیرہ کے ادائے حقوق اہلکاران یعنی رشوت وغیرہ سے زیادہ پڑا ہے وہ بھی اسی روپیہ سودی سے منہا و مجرا کرنا ضروری ہے علاوہ برین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے جو غور و فکر مقدمہ مین کی ہے اُس کا معاوضہ و بدلہ یہی ہم کو حاصل ہونا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ کل زر سود مثنا مرّبا ہضم ہو جاتا ہے اور اپنے نسبت خیال دہی پاکبازی و پاکدامنی کا ذہن مین جما رہتا ہے۔ اور بے تکلف ارشاد فرماتے ہین کہ ہم سود نہین لیتے سود تو بلاشائبہ قطعی حرام ہے۔ وقت فہمائش فرماتے ہین کہ اپنے حقوق واجب کا لینا بہر حال جائز بلکہ ضروری ہے جسطرح بھی ممکن ہو سکے وصول کرے بعض اقوال فقہا و آثار صحابہؓ و حدیث سے بہ تبدیل مفہوم و معنی دور از کار حجت کرتے ہین اس وقت ایسے ہی لوگون کے لیے یہ آیت صادق آتی ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ جو یہود و نصاریٰ کے حق مین نازل ہوئی تھی۔ سو آپ سن لو اور خوب سمجھ لو کہ یہ سب مکائد شیطانی نفس امارہ کے ہین۔ یاد رکھو کہ یہ قطعی بدیہی سود ہے اس سے ہر مسلم و مومن کو قطعاً اجتناب و پرہیز کرنا واجب ہے ورنہ فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ کے واسطے مستعد ہو جاؤ۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ نعوذاً کاملاً ۔

قصہ حضرت داؤد علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق ہو تو جانیئے مین کیا ہون قیس کیا
یون تو لکھا ہوا ہے سب ہی کچھ کتاب مین

مولانا شبلی صاحب مرحوم نے کتاب مقالات شبلی صفحہ ۸۶ مطبوعہ مقبول پریس دہلی مین بذکر خبر امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا ہے کہ علامہ موصوف نے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ التحیۃ والسلام کے قصہ مشہورہ مین عورت منکوحہ اوریا پر عاشق ہونا اور اوریا سردار فوج کا جنگ مین بھیجنا اور اسی جنگ مین مارا جانا۔ پھر اسکی بیوہ سے عقد نکاح کرنا۔ پھر دو فرشتون کا بہ پیکر انسانی بہ حیلہ تصفیہ نزاع مصنوعی باہمی حضرت داؤد کے پاس آنا۔ اور اسی قضیہ سے حضرت داؤدؑ کا اپنی لغزش بشری سے متنبہ ہو کر خدائے عزوجل سے توبہ کرنی کو غلط لکھا ہے بلکہ اُن کے نزدیک دونون آدمی ابن آدمؑ تھے نہ کہ فرشتہ۔ ورنہ زیادتی علی القرآن لازم آتی ہے اور اُن مین حقیقۃً نزاع باہمی واقع تھا۔ اور واقع مین فیصلہ ہی چاہتے تھے۔ اور اس قسم کے واقعات کا حضرات انبیا علیہم السلام کی جانب منسوب کرنا بے ادبی ہے۔ الخ

مین بہ ادب عرض کرتا ہون کہ ہرچند مین اس قابل نہین ہون کہ حضرت امام ابن حزمؒ[1] جیسے عالم متبحر متقی امام الائمہ ظاہری کے مقابل آکر کچھ عرض کرسکون۔ مگر احقاق حق مین چشم پوشی کرنا خود سنگین جرم ہے۔ اور یہ امر بھی بمصداق شعر مواعت کتاب ہذا بالکل صحیح اور درست ہے ؎

کس نداند راز حقیقت آگہی — جز بفہماند بہ عقل تہی

لہذا اپنی حد فہم کے مطابق بما الھمنی ربی۔ امر حق کا ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ

[1] آپ کا اسم گرامی امام ابو محمد علی ابن احمد معروف بابن حزم ظاہری مصنف کتاب الملل والنحل مطبوعہ مصر المتوفی ۴۵۶ھ ہجری ۱۲ منہ

اس قصہ کا تعلق پارہ ۲۳۔ وما لی لا اعبد الذی، سورہ ص۔ رکوع ۲ سے ہی۔ آیت کریمہ یہ ہی۔
وھل اتاک نبوا الخصم اذ تسوروا المحراب ۝ اذ دخلوا علی داود ففزع منھم قالوا لا تخف
خصمٰن بغی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا الی سواء الصراط
ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب ۝ قال لقد
ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا
الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ما ھم وظن داود انما فتنہ فاستغفر
ربہ وخر راکعا واناب ۝

اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ علامہ ابن حزمؒ کو یہ خیال غالباً صرف بلحاظ کمال ادب و نہایت اخلاص نسبت ذات مقدس انبیا علیہم السلام کے پیدا ہوا۔ ورنہ الفاظ و سیاق و سباق عبارت، و سلسلہ حسن بیان قرآن مجید کا بھی منشا ظاہر و باہر ہی کہ قصہ مشہورہ کی ضرور کچھ اصلیت ہے۔ بے بنیاد نہین ہی۔ اور ملائکہ متخاصمین کا یہ کہنا فاحکم بیننا بالحق اور پھر مکرر کہنا ولا تشطط واھدنا سہ کرتا کید کرنا اشارہ لطیفہ جانب تنبیہ حضرتؑ کے ہی ورنہ عدل و انصاف تو ان کا سب پر ظاہر تھا پھر مکرر سہ کر عدل کی استدعا کی کیا ضرورت تھی۔ سوائے تنبیہ کے اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہی۔ ورنہ الفاظ قرآنیہ۔ اذ تسوروا المحراب۔ ففزع منھم۔ قالوا لا تخف وظن داود انما فتنہ۔ فاستغفر ربہ۔ وخر راکعا واناب۔ فغفرنا لہ ذلک۔ وغیرہ کے کیا معنی ہون گے جو الضرور دلیل لغزش بشری و واقع واقعیہ قریبہ کے بصراحت تھی۔ ہر چند کہ وہ خطرہ قلبیہ ہی کیون نہ ہو کتب معتبرہ سیر و اکثر تفاسیر مشہورہ و مقبولہ مین حقیقت قصہ یون لکھی ہی کہ ایک دن آپؑ سیر کرتے ہوے بجاہ و حشم شاہی شہر مین داخل ہوے۔ لوگ جوق جوق تماشہ کے شوق مین راستون پر کھڑے تھے عورت اوریا بھی بعد غسل بکمال جامہ زیبی و دل فریبی اپنے گھر کی چھت پر کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی۔ کہ حضرت داؤدؑ کی نظر اتفاقیہ طور پر اسکے چہرہ حسن افروز پر جا پڑی۔ وہ حسن گلوسوز باقتضاء بشری آپ کو بھی بھلا معلوم ہوا۔ اور آپ متاثر ہوے۔ پس یہ ہی خطرہ قلبی تھا

جو بعد کو دفع بھی ہو گیا۔ اور اسی پر مواخذہ کر کے ذریعہ ملائکہ متنبہ کیے گئے کیونکہ ع نزدیکان را بیش بود حیرانی۔ مقولہ ہی۔ زان بعد حضرت نے نہ کوئی تدبیر فرمائی کہ وہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہو کر آپکے عقد مین بطریق جائز آجاوے نہ اُسکے متعلق کوئی خیال معاذ اللہ پیدا ہوا۔ اسکے بعد بھی وہ مدت مدید تک اپنے خاوند اُوریا کے پاس بدستور رہی۔ حسن اتفاق سے اوریا اپنی فوج لیکر کسی مہم سلطنت پر گیا اور معرکۂ جنگ مین اتفاقاً بکمال شجاعت کام آیا۔ اسکی بیوہ کو بعد مدت عقد ثانی کی ضرورت خود محسوس ہوئی۔ تب حضرتؑ نے بہ نظر استحسان عقد شرعی کر لیا بعض نے لکھا ہی کہ اُوریا کی منکوحہ نہ تھی بلکہ مخطوبہ تھی کہ آپ نے عقد نکاح کر لیا۔ یہی وجہ عتاب ہی اسی عورت کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوے کمافی تفسیر فتح القدیر بعض نے کہا کہ یہ عورت پیشتر سے بیوہ ہو چکی تھی جسکے جمال سے آپ متاثر ہوے تھے اور نکاح کر لیا۔ اس پر آپ کو چشم نمائی ہوئی کہ آپنے ننانوے بیویون پر صبر و قصر نہین کیا۔ کمافی تفسیر جامع البیان۔ پس اس واقعہ مذکورسے کون سی بات خلاف شان نبوت و تقوی و سوء ادبی پائی جاتی ہی کہ جس سے خواہ مخواہ انکار کرنا ضروری ہوا۔ حالانکہ یہی خیال امام محمد اسحٰق و امام ابن انباری وغیرہما کا بصحت قصہ ہی اور بہت سے مفسرین محققین کا بھی ایسا ہی خیال ہی اور ایک جماعت کثیر تابعین محدثین بھی اسی طرف ہین۔ کمافی تفسیر الکبیر اور امام ترمذیؒ نے نوادر الاصول مین اس قصہ کی تائید مین احادیث کثیرہ درج کیے ہین۔ ابن جریر اور ابن حاتم بھی عن انس مرفوعاً راوی ہین۔ ابن جریر نے دوسرے طریق پر بھی اسکو روایت کیا ہی اور جماعت محدثین کا اس روایت کا لینا ثابت ہی جیسا کہ تفسیر فتح البیان مطبوعہ مصر مین ہی کسی حدیث کے ضعیف کہنے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ حدیث فی نفسہٖ لفظاً و معناً ضعیف ہی قابل استناد بالکل نہین ہی بلکہ کہین ضعف سے یہ امر اولیٰ ہے کہ اسناد و الفاظ حدیث مطابق شرائط صاحب جامع کتاب نہین ہین۔ کہین یہ مراد ہی کہ سلسلہ روایت غیر مسلسل و نام مربوط ہی یا راوی بوجوہ شکوک و اوہام وغیرہ قابل اسناد نہین ہی وغیرہ وغیرہ اس سے

اصل مفہوم حدیث شریف کا غیر صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ مقولہ یشد بعضہا بعض احادیث ضعیفہ کے ہی لیے بولا جاتا ہے۔ فتدبر۔ ان آیات صریح الدلالۃ و حدیث مرفوع صحیح کے مقابلہ میں بشرط مخالفت مضمون حدیث ضعیف پیش نہیں کی جاسکتی۔ نہ قابل حجت ہوسکتی ہے قصص قرآنیہ و استحباب و سُنن و نوافل و منقبت وغیرہ میں ایسے احادیث ضعیفہ سے بھی بالاتفاق استدلال جائز بلکہ افضل ہے۔ الغرض چونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ احادیث تو ضعیف و مضطرباً موضوع ہیں مگر معناً صحیح ہیں کیونکہ دوسرے احادیث صحیحہ کے ہم معنی ہے۔ یہاں یہ مسئلہ تو آیات قرآنیہ کے مطابق ہو بہو ہے۔ اور احادیث ضعیفہ کثیرہ کے بھی موافق و مؤید ایک دوسرے کی ہیں۔ اب تو بدرجۂ اولیٰ دافضل صحیح المعنی تسلیم کرنا پڑیگا کما لایخفی علی اہل الحدیث۔ بلکہ جماعت کثیرہ نے ان احادیث کو بھی فرداً فرداً صحیح تسلیم کیا ہے و نیز نفس کثرت طرق و تواتر احادیث ضعیفہ کو حکماً صحیح بنا دیتی ہے۔ بمقولہ مسلّم یشد بعضہم بعضاً کما ذکرناہ آنفاً۔ الغرض چونکہ انبیاءؑ سے بوجہ علو مدارج و تقرب الی اللہ ذرا ذرا سی بات پر مواخذہ کیا جاتا ہے۔ بموجب مقولہ ہر کہ نزدیک تر ست پریشان تر ست۔ حتیٰ کہ اُن کے خیال و خطرہ پر بھی دار و گیر ہو جاتی ہے جس سے تمام قرآن مجید و کتب حدیث لبریز و مملو ہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو خطرۂ قلبیہ بے محل پر ذریعہ ملائکہ تنبیہ فرما دی گئی تو آمین کیا محذور خلاف شان نبوت لازم آتا ہے۔ یا کیا گستاخی و سوء ادبی پیدا ہوتی ہے۔ سورۂ یوسف میں یہ آیت پڑھو اور غور کرو۔ ولقد ہمت بہ وہم بہا۔ یہاں قصد و ارادہ یہی ہو گیا تھا جو مافوق خطرہ ہے۔ آگے فرمایا۔ وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء ایک جگہ ارشاد ہے۔ فعصے آدم ربہ فغوی و دجدک ضالاً فہدی۔ یہاں بھی سوء ادبی کا لحاظ ضروری ہو تو کیا معنی ہونگے۔ اسی قسم کے بہت سے آیات موجود ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ بصورت تسلیم صحت قصہ کوئی سوء ادبی نہیں ہے بالفرض اگر اچھی صورت کو اچھا جاننا کوئی جُرم سنگین ناقابل معافی یا گستاخی سمجھ کر تھوڑی دیر کو تسلیم کر لیں کہ یہ قصہ غلط ہے تو الفاظ مذکورۂ قرآن مجید بے معنی و بے محل سے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ دو آدمی کی معمولی نزاع سے حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا تنبیہ ہوئی جبکہ

خوف سے لرزان و ترسان بہزار ندامت و خجالت رکوع و سجدہ مین گر پڑے اور چالیس روز تک سجدہ ہی مین رہے۔ اور اپنے رب غفور و رحیم سے کس قصور و لغزش کے بالحاح و منت معافی چاہی۔ پس معلوم ہوا کہ کوئی لغزش بشری ضرور سرزد ہوئی جسپر غفر تقصیر چاہی چنانچہ ارشاد ہوا۔ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ۔ پھر فرمایا۔ فغفرنا لہ ذالک ۔ پس یہ الفاظ بہیئت ترکیبی نظم قرآن و طرز بیان باواز بلند صاف و صریح کہتے ہین کہ کوئی لغزش بشری ضرور سرزد ہوئی۔ ورنہ حضرتؑ کا معافی مانگنا اور رب غفور کا معافی دینا کیا۔ اور کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور لفظ ذالک سے خاص کسی لغزش زمانہ قریبہ معینہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور کلام باری تعالیٰ مین ذکر ننانوے دنبیون کا اور پھر ایک دنبی کا ذکر جیسا کہ ارشاد ہے۔ لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ یہ صریح اشارہ طرف ازواج مطہرہ حضرتؑ و عورت اوریا کی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ گلہ مین سب نر مادہ و بچی بچہ کڈمڈ ہوتے ہین پھر تعیین و تخصیص مادہ کی کیون فرمائی گئی۔ اور اہل عرب ہمیشہ نعجہ سے مراد عورت لیتے ہین یہ تعریض و کنایہ بکثرت پایا جاتا ہے کما لایخفی علی اہل الادب صاحب الذوق اگر یہ قصہ لغزش حضرتؑ صحیح نہ تھا تو حضرتؑ نے صرف ایک فریق مدعی کا بیان سنتے ہی کیسے سمجھ لیا کہ یہ میرے رب کی جانچ و آزمائش ہے۔ غرضکہ بوا دید سیاق و حسن نظم قرآن مجید ضرور ہے کہ یہی قصہ مشہورہ لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا جسکے بغیر چارہ کار نہین اگر بفرض ربط کلام دوسرا قصہ بیان کیا جاویگا تو وہ بھی اجتہادی محض قیاس پر مبنی ہوگا۔ جسکی تقلید کسی اہل علم و عقل پر واجب نہین۔ کیونکہ کسی حدیث صحیح و آیت سے اس بارہ مین بصراحت کچھ ثابت نہین ہے۔ یہ کہنا کہ یہ قصہ یہود وغیرہ سے لیا گیا ہے اور بے اصل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ صراحتاً یا کنایتاً اُسکی تردید کلام ربانی مین ضرور ہو جاتی۔ تاکہ یہ الزام بیجا نبی اللہ سے دفع ہو جاوے جیسا کہ اکثر قرآن مجید مین کیا گیا ہے۔ کما لایخفی علی اہل العلم۔ حالانکہ ایسا نہین کیا گیا۔ بلکہ اسکی تائید صاف الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے کما ذکرنا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ بنفسہ ضرور کسی حقیقت و واقعیت پر مبنی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید بابت قصص و روایات و

عبادات ہمیشہ مجمل ہوتا ہی جسکی کسی آیت کو دوسرے آیت سابقہ ولاحقہ سے لفظاً ومعناً کچھ نہ کچھ لگاؤ ہوتا ہی اور اُسی سے کوئی نتیجہ ہدایت وغیرت وغیرہ کا نکل آتا ہی۔ کما لا یخفےٰ علےٰ اہل الذکر۔ اور شرح وتفسیر آیات سے زیادتی علی القرآن کا لزوم بھی صحیح نہین ہی۔ کیونکہ اس صورت مین علم تفسیر وتجوید وامثلہ واجتہاد واستنباط مسائل وغیرہ بتمامہ بیکار وباطل ہوے جاتے ہین فافہم وتدبر شان ذالک من عزم الامور۔ ماسوا اسکے جسطرح (خصمان) سے ملائکہ تسلیم کرنے مین زیادتی علی القرآن لازم آتی ہی۔ اسی طرح جن وانس تسلیم کرنے مین زیادتی لازم آتی ہی۔ پھر فرق کیا رہا۔ علامہ رح خصمان کو آدمی ابن آدم فرماتے ہین اور جماعت کثیر[1] محققین ومفسرین ومحدثین واہل سیر بالاتفاق ان کو یہ نص صریح الدلالت قرآنی ملائکہ کہتے ہین۔ اب ضرورت ہی کہ اقوال زید وعمرو سے چشم پوشی کرکے ترکیب الفاظ وسیاق عبارت وطرز بیان قرآن پاک پر غور وتامل کیا جاوے تو غور وخوض کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ متخاصمین ضرور ملائکہ ہی تھے نہ کہ آدمی کیونکہ باوجود ممانعت حارسان شاہی وبلند دیوار حجرہ مقفل ودیوار پھاند کر خلوت عبادتگاہ حضرتؑ مین اچانک بے دھڑک بلاہراس وقت شب بغرض فریاد رسی معمولی غیر ضروری کے چلا جانا۔ اور اُن کے نا وقت بیباکانہ آجانے سے حضرتؑ کا خوف کھانا۔ اور متخاصمین کا (لاتخف) کہکر تسلی واطمینان دینا صریح دلیل اسکی ہی کہ ضرور وہ فرشتہ ہی تھے نہ کہ آدمی۔ ورنہ ظاہر ہی کہ ایک جلیل القدر نبی اللہ اور بادشاہ اعظم کے تخلیہ مین کوئی شخص امتی یا رعایا سے یہ جرارت کب کرسکتا ہی کہ گستاخانہ طریق سے بہ تمرد وسرکشی جا داخل ہو۔ اور کچھ بھی خوف وہراس وپاس ولحاظ آداب نبوت ومہابت شاہی نہ ہو۔ علی الخصوص اپنے ہی غرض وحاجت کے وقت۔ کیونکہ ظاہر ہی کہ ہر شخص اپنی حاجتمندی کے وقت فطرتاً ادنیٰ حاکم کے اجلاس کا معمول سی زیادہ ادب واحترام کرتا ہی۔ بلکہ خوشامد بیجا کے اظہار پر مجبور ہوجاتا ہی۔ جو لازمہ فطرت انسانی ہی کشاف مین ہی کہ چہار دیواری عبادت گاہ کی بہت بلند تھی۔ حارس بھی بہت سے مسلح موجود تھے

[1] کشاف وفتح القدیر قاضی امام شوکانی تفسیر کبیر فتح البیان۔ خازن۔ وجلالین وکمالین وغیرہ ۱۲

کہ آدمی کا گذر غیر ممکن تھا بہ اندازہ مقفل تھے۔ مگر ملائکہ کی آمد و رفت کب بند ہو سکتی ہے۔ وکلو
کنتم فی بروج مشیدۃ ۔ فتح البیان میں ہے کہ وقت شب یہ ملائکہ آئے تھے۔ ایک اور بات
بھی قابل غور ہے کہ قرآن مجید میں نہ ثبوت دعوی مدعی ہے نہ ذکر جواب دہی مدعا علیہ ہے نہ تذکرہ فیصلہ
کا ہے کہ کیا تصفیہ اور کس کے حق میں صادر ہوا۔ مزید تعجب خیز یہ امر ہے کہ ہر دو فریق بلا انتظار فیصلہ
فوری چلے گئے۔ اگر بموجب زعم علامہؒ واقعی آدمی ہوتے اور فیصلہ کے حقیقۃً طالب و
خواہاں تھے تو ضرور رہتا کہ بعد ساعت فیصلہ جاتے۔ الحمد للہ بوجہ مبینہ بالا بخوبی ظاہر ہو گیا
کہ فریقین یقینی فرشتہ تھے نہ ابن ابی البشر۔ اور صرف فرشتہ مدعی کے بیان پر اس لیے
قصر فرمایا کہ اس کے اظہار سے حضرتؑ کو خطرۂ قلبیہ پر متنبہ کرنا مقصود تھا۔ وہ حاصل ہو گیا تفسیر
کشاف و تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرتؑ نے صرف بیان مدعی پر اکتفا فرمایا اور کہا کہ اکثر شریک
انّ کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض۔ ایسا ظلم کرتے ہیں بجز مومنین کے سو ان کے
چہرہ و ناک پر ضرب لگانی چاہیئے اور اشارہ اپنے چہرہ و ناک پر کیا اس پر متخاصمین سے
ہر ایک نے ایک دوسرے کی طرف بنظر چشمک زنی و تبسم دیکھا اور کہا حق ہے۔ یہ آپ نے فیصلہ
اپنے ہی حق میں کیا۔ اور ہنستے ہوئے آسمان کی طرف غائب ہو گئے تفسیر فتح القدیر فتح البیان
و تفسیر ابن عباس و جامع البیان فی تفسیر القرآن مطبوع فاروقی دہلی میں بھی اسی طرح ہے پس
حضرتؑ یہ دیکھ کر متعجب ہو گئے اور اپنے حال پر متنبہ ہو کر توبہ و استغفار کرتے ہوئے رکوع و
سجدہ میں چالیس روز تک مشغول رہے حتیٰ کہ گریہ و زاری سے گھانس سبز اگ آئی
تب اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا۔ فغفرنا لہ ذالک ۔ اگر کہا جائے کہ بعد اخذ جواب مدعا علیہ
کچھ تصفیہ ضرور کیا ہوگا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ حضرتؑ سولے
درجہ مقدسہ نبوت کے مستقل بادشاہ یا شاہان دشکوہ بھی تھے ہزاروں لاکھوں مقدمات
فیصل کیے ہونگے۔ پھر علی الخصوص اس قضیہ کے بیان کرنے میں کیا اہمیت تھی اور وہ
بھی ناقص و ناتمام۔ پس نتیجہ ضروریہ ہی نکلتا ہے کہ اس قصہ کو جتنا حضرت کے واقعہ سے

مناسبت تھی اسی قدر بیان فرما دیا۔ تاکہ کتاب مقدس حشو و زوائد سے پاک و مبرّا رہے اور مقصود بھی حاصل ہو جائے۔ یعنی حضرتؑ کا متنبہ ہو کر فوری توبہ کرنا اور لغزش خطرۂ قلبیہ پر مواخذہ روز حشر پڑ رہنا جیسا کہ لفظ غفرناہ سے بوضاحت ثابت ہے۔ عیان ہو گیا۔ نکتہ یہ ہے کہ اس میں ہم کو طریق تعلیم بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کی بھی فرما دیا کہ تنہائی میں نصیحت کرنا بہتر ہے اور وہ بھی دوسروں کے تصور میں ادا ہے تاکہ دل آزاری مزید و ندامت و خفت احباب و ہمجنس کے نظر میں نہ ہو اور توبہ بھی نصیب ہو جاوے ؎

خوش تر آن باشد کہ سرِ دلبران ۔۔۔ گفتہ آید در حدیثِ دیگران

یہ ہی اخلاق محمدی و آداب اسلامی ہیں جس پر اسلام دوسرے ادیان پر جس قدر فخر کرے تو بجا ہے۔ یہ امر بھی قابل توجہ و لحاظ خاص ہے کہ تواے جسمانی و روحانی حضرات انبیاءؑ کے تمام مخلوق سے بدرجہا قوی و مضبوط ہوتے ہیں۔ کیسا ہی نازلہ ہائلہ و حادثہ اسخت کیوں نہ ہو اُنکے قلوب مطمئنہ پر کچھ بھی خوف و ہراس نہیں آسکتا۔ کیونکہ ارشاد رب العالمین واخشونی و لا تخشون سے اُن کے دل و دماغ معمور و منور ہوتے ہیں۔ پھر کیونکر حضرت داؤدؑ و دو آدمی امتی دو ہابادہ بھی غیر مسلح کے آجانے سے اس قدر خوف زدہ ہو سکتے ہیں کہ خود فریقین متقدمہ ان کے خوف و فزع کو معلوم کر کے اُن کی اطمینان دلانے اور تسلی کے لیے کہیں۔ لا تخف خصمان بغی بعضنا علی بعض ۔ یعنے تم ڈرو نہیں ہم تو خود تمھارے پاس فریاد رسی و داد خواہی کو آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کس قدر ندامت و خجالت معمولی حاکم و امیر کو ہو جاتی ہے جو منجربہ ذات و رسوائی ہے نہ کہ ایسے جلیل القدر نبی اللہ و بادشاہ عالم پناہ کے لیے کس قدر باثر بلکہ بدتر از تیر و تبر ہو گی۔ یہ سب خرابی کیوں لازم آئی صرف آدمی ہونیسے میرے فہم ناقص میں ایسے کمزور قلب کا آدمی جو اپنے معمولی امتی یا رعیت داد خواہ سے اس قدر خوف کھا جاوے وہ کسی طرح نبوت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ سزاوار سلطنت ہو سکتا ہے کیونکہ جبُین بدترین عیوب انسانی سے ہے جس سے ذات والا صفات انبیا علیہم السلام

بالکل پاک ومبرا ہے۔ بلکہ وہ بجمیع صفات کمالیہ اشرف ترین تمام مخلوقات ہوتے ہیں ہاں نزول ملائکہ سے حضرات انبیا کو فوری اضطرابی و پریشانی ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور نشیت الٰہی طاری ہو جاتی ہے کہ کیا حکم رب جلیل لائے ہوں ہر چند کہ ملائکہ کو بہ صورت انسانی دیکھ کر نہ پہچانیں تب بھی آپ کے قلوب نورانی پر اثر جزع فزع کچھ نہ کچھ ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ پس یہی خوف وفزع تھا جو آمد ملائکہ سے حضرت داؤدؑ پر نمودار ہوا تھا۔ اس قسم کے واقعات سے تمام قرآن مجید لبریز و پُر ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ولقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشریٰ قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ ط پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۷ یعنی بہت خائف ہو گئے۔ یہاں بھی نزول ملائکہ بہ پیکر انسانی ہوا، لطف یہ کہ بشارت وخوش خبری لیکر آئے اور سلام بھی کیا جو علامت رحمت واخلاص ہے پھر بھی بیحد خوف زدہ ہو گئے۔ ملائکہ نے یہاں بھی وہی لفظ کہا (لاتخف) پھر ارشاد ہے۔ فنکرھم واوجس منھم خیفۃ ط قالوا لاتخف ط پارہ ۲۶ سورہ حجر ۵۱۔ رکوع ۴۔ دیکھو یہاں بھی باوجود سلام ملائکہ جو شان رحمت ومواسات ہے حضرت ابراہیمؑ اسقدر خائف ہو گئے کہ جواب سلام بھی نہ دیسکے پھر ارشاد ہوتا ہے۔ فاوجس منھم خیفۃ ط قالوا لاتخف ط پارہ ۲۶ سورہ حم ۵۱۔ رکوع ۲ یہ کیا تھا وہی خشیت الٰہی تھی جس سے انبیاؑ بدحواس ہو جاتے ہیں۔ ہمارے رسول خدا صلعم روحی فداہ باوصف علو مرتبت وقرب منزلت بربّ عزت وقت نزول وحی بیہوش ہو جاتے تھے کما ثبت فی احادیث صحیحہ کثیرہ۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ رب العزت نے آیت بالا میں لفظ ضیف ابراہیم فرمایا یعنی ابراہیم کے مہمان۔ اور ظاہر ہے کہ مہمان وہ ہوتا ہے جس کو میزبان بحسب حیثیت عمدہ کھانا کھلاوے بقدر ضرورت ہر چیز آسائش کی مہیا کرے۔ پس یہاں اس آیت میں قرینہ قویہ زیادہ قرین قیاس بہ نسبت قصہ داؤد کے ہے کہ یہ ضیف آدمی ہونگے نہ فرشتہ کیونکہ ملائکہ پر لفظ ضیف ومہمان کا حقیقۃً اطلاق صحیح نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہاں محمول علی التوریۃ کرکے بالاتفاق ملائکہ سے سب مفسرین ومحدثین تعبیر وتاویل فرماتے ہیں

نسبی کا خلاف نہیں ہے مزہ یہ کہ لفظ ملائکہ و رسل وغیرہ بھی ان آیات میں موجود فی القرآن نہیں ہے۔ بلکہ لفظ ضیف ہے جو انسان کے لیے زیادہ لائق ہے پس اس جگہ زیادتی علی القرآن کیوں نہیں لازم آتی جو زیادہ تر قرین قیاس ہے۔ اور ملائکہ کا یہ کہنا خصمن بغی بعضنا علی بعض۔ ان ہذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ ط بطریق تعریض و مجاز تقدیر ہے نہ بطریق حقیقت جیسا کہ تفسیر کشاف و تفسیر کبیر و فتح القدیر و خازن و فتح البیان وغیرہ میں ہے۔ ورنہ ملائکہ میں حقیقۃً نہ خصومت ہے نہ مادۂ بغاوت نہ اخوت نسبی پس بحالت موجودہ بوجہ مذکور کذب ملائکہ بھی لازم نہیں آتا۔ ماسوا اسکے وہ اس وقت بشکل انسانی تھے نہ بصورت ملکوتی۔ پس اس وقت بعض لوازم بشری کا اظہار بھی ضروری کرنا پڑا جسطرح لباس سے ستر کا ڈھانکنا آدمیوں کی طرح رفتار گفتار نشست و برخاست وغیرہ یہ سب مجازاً و تعریضاً تھے نہ حقیقتاً۔ اب کوئی معذور نہیں رہا۔ ورنہ ملائکہ کا اصلی صورت ترک کرکے اچانک دوسرے کی صورت میں ظاہر ہونا خود ایک قسم کا روپ بھرنا اور دھوکا دینا لازم آتا ہے نعوذ باللہ منہ[1]۔ ہاں یہ جزو قصہ جو زبانی مشہور ہے بالکل غلط ہے جیسا کہ خود تمام محققین مفسرین و اہل سیر خوش سیر نے بالاتفاق تردید کی ہے۔ کہ حضرت داؤدؑ نے بوجہ تعشق عورت اوریا۔ اوریا سردار فوج کو اس غرض سے جنگ میں بھیجدیا تھا کہ یہ جنگ میں مارا جاوے تو میں اسکی بیوہ سے نکاح کرلوں گا۔ کیونکہ کسی نبی اللہ کو علم غیب نہیں ہوتا کہ یہ اسی جنگ میں ضرور ہی مارا جاویگا اور نہ یہ امر یقینی تھا کہ اسکی بیوہ ضرور ہی عقد کرے گی۔ اور اگر عقد نکاح کرے گی تو حضرت ہی کو یقینی تمام مخلوقات میں سے کل بوجہ نکاح کے لیے پسند کرے گی۔ پس باوجود ان خیالات مانع کے پھر قتل کا تعین کرکے اوریا کو جنگ میں بھیجنا۔ کسی معمولی عقل کے آدمی کا بھی کام نہیں ہوسکتا

[1] بعض نے کہا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے اپنے عہد خلافت میں ممانعت اس قصہ کی کردی تھی اول تو ان کی محض رائے ذاتی تھی روایت و حدیث نہ تھی ممکن ہے کہ ہر جگہ یہی چرچہ زیادہ ہو اور فتنہ و فساد یا توہین حضرت کا خوف ہو لہذا منع کردیا اس سے ابطال اصل قصہ لازم نہیں آتا بلکہ مصلحت وقتی پر محمول ہے منہ ۱۲

نہ کہ نبی اللہ جلیل القدر کا جو ہر نوع کامل العقل والتقوی ہوتے ہین کیونکر ممکن ہوسکتا ہے
اصل قصہ وہی ہی جو ہم نے اوپر ذکر کیا۔ کہ جسمین نہ توہین لازم آئی نہ زیادتی علی القرآن
ہوئی۔ فافہم وتدبر۔ ہذا ما الہمنی ربی۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ افسوس[1]
ہی کہ مولانا شبلی مرحوم نے علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ناقص وناتمام چھوڑا کاش یہ بھی تحریر
فرماتے کہ علامہؒ نے آیات قرآنیہ کے کیا معنے لکھے ہین اور کسطرح مناسبت الفاظ وحقیقت قصہ
وربط آیات وحسن نظام کلام قرآن مجید ثابت کیا ہی۔ کاش علامہؒ کی عبارت بھی درج کی جاتی
تو زیادہ انسب ہوتا کیونکہ ہر شخص کا مفہوم منطوق جدا ہوتا ہی ممکن ہی کہ ابن حزم رحمہ نے بعض
منکرات وموضوعات کا انکار کیا ہو مگر اس سے اصل قصہ پر کیا پڑ سکتا ہی۔ اور ان کا رجسٹر بھی
انکار کل کا لازم نہین آتا۔ تو البتہ موقع مزید غور وخوض کا ہوتا۔ بے موقع وبے محل کوتاہ قلمی
فرمائی۔ اللھم ارحم علینا وعلیہم واہدنا الی صراط المستقیم آمین فقط۔

[1] اور ان کی کتاب کا نام وحوالہ بھی نہین دیا ۱۲ منہ۔

حررہ عبد الباقی غفرلہ نقوی مودودی سہسوانی ۱۴ شہر رمضان ۱۳۳۴ھ
مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۱۶ء مقام رائسین علاقہ ریاست بھوپال

انتخاب مناجات از مثنوی فارسی

مولفہ سید عبد الباقی غفرلہ نقوی مودودی سہسوانی مولف (کتاب جواۃ العلما)

خدایا مرا نور ایمان بدہ	بذات صفات خود ایقان بدہ
کنم پیروی رسول کریم	بذوق تقاضائے عقل سلیم
شود رہبر من کتاب و حدیث	نگہدار از کژ روی خبیث

مرا تو خلوص عبادت بده | بدل ذوق و شوق عبادت بده
ز فضل شفیع مرا - باز دار | بخیر و مبرات دمساز دار
ز هر جرم و عصیان دلم ساز پاک | کزان پیش آیم تہ تیره خاک
نیفتد بایمان کم و کاستی | بود جمله کردار من راستی
وزان پس ز فردوس جایم نما | هم آغوش با اقربایم نما
بود بهترین آخر کار من | بدنیا بود لطف تو یار من
ز هر فکر فارغ بدنیا بدار | با یمان کامل بحشر برآر
بانم من آزاده از هر وعید | شود روز محشر مرا روز عید
شود از نبیم شفاعت نصیب | شوم با غلامان او هم نصیب
تو بر نور ایمان کنم خاتمه | بحب نبی و بنی فاطمه رض
بدار از کرامت ز رحمت دریغ | ببار از کرم هر چه بارنده میغ
ز فضل تو امید وارم کریم | که قبرم شود روضه پر نعیم
چو عفو تو عاجز نوازی کند | ز هر کلفتم چاره سازی کند
کند نور عینیت بچشم مقام | آمین | بانم بمیدار تو شاد کام

کلام فارسی

بمدح فردوسی

بفرمود فردوسی خوش نهاد | که روح روانش بفردوس باد
ز بند غلامی تو آزاد شو | بقدر گرامی تو دل شاد شو

مدح حضرت نظامی رح

چه خوش گفت شاه سخن گنجوی | نظام سخن یافت کز دی نوی
برآرام گاهش ز عرش برین | رسد رحمت حق الی یوم دین
تو بر وضع خود باش ثابت قدم | وگرنه تو باشی ندیم ندم
تو دانی چها گفت آمد بدل | اگر کار بندی نباشی خجل
کلاغی تگ کبک در گوش کرد | تگ خویشتن را فراموش کرد

در توصیف حضرت سعدی رح

چه پسندیده گفتار کن خرد جان | ز سعدی که آمد سعادت نشان

درود خدا باد بروے مدام — طفیل محمد علیہ السلام
کہ چندانکہ جہدت بود خیر کن — ز تو خیر ماند ز سعدے سخن

بوصف حضرت امیر خسرو رح

ز خسرو ہمین یک سخن یاد دار — کہ شاہی گدائے ندارد قرار
گدا باش در فقر و شاہی بکن — اگر خواہی شاہی گدائی بکن
بملک سخن گشت حکمش روان — چہ بود ست از و خسرو شاعران
ز خسرو سخن یافت جان نوی — کہ نامی ست زو نامہ خسروی
نظامی و سعدی بپاکیزہ گفت — ق گہرہائے روشن بسی گرچہ سفت
مگر تربہ خسروی دیگر است — کہ اعجاز از سحر بالا تر است
خدایا روانش بجنت رسد — نصیبش فراوان ز رحمت رسد

بمدح جناب مولانا رومی رح

چو در معرفت پا نہی اے پسر — بکن در پے مصطفےٰ پا بسر
رہ رستگاری بجو از کتاب — کہ سازد برویت ز حق فتح باب
بآثار و سنت بکن اعتصام — رسد از یقین تا کہ خط تمام
بہ پرہیز از مبحث قیل و قال — زبان بند و چشمت کشا سوے حال
بخوان چند اسفار از مثنوی — کہ گردد ازان نور ایمان توی
بہ بینی در آن نور ایمان بسے — کہ زو تافتہ ضوی ایقان بسے
ز قرآن بیابی دران مغز را — کنی اخذ ہر معنی نغز را
بدریاے ایقان شوی غوطہ زن — کنی بر سر اوج عرفان وطن
ز ہر ہست و بودت شود آشکار — جمالی کہ بروے دل و جان نثار
الٰہی بحق کتاب قدیم — ق خدایا بجاہ نبی کریم
بایمان اولا در اصحاب او — بایقان انصار فرخندہ خو
بہ بخشاے بر مولوی معنوی رح — کز و یادگار ست این مثنوی
در رحمت بر رخش باز کن — بہ لطف حضوری سرافراز کن
بفیروز چشمش رد یدار خود — بمیند و ز قلبش زانوار خود
بود در حریم جلالت نصیب — رسوخش فراوان ترا از ہر قریب

بمدح جناب حافظ شیرازی رح

اگر خیر خود جوئی چو از شمس دین — بزن فال نیک از کتابش بمین

که او خواجهٔ خواجگان بوده است — بود راست هر آنچه فرموده است
مکن در شراب و کبابش نظر — که باشد مجاز از حقیقت دگر
کلامش همه هست بیتک وریب — ز عرفان حق دفتری دل فریب
بشرطیکه باشد بصیرت ترا — کند ره نمای حقیقت فزا
خدایا بفردوس کن جای او — همین دارم از لطف تو آرزو
شرابا طهورا نصیبش نما — بطه و یٰسین قربش نما
ورا در جنان عیش باقی بده — سپس قرب با حوض ساقی بده
ز قرب محمد بیابد نصیب — کند ورد لب کلمهٔ یا حبیب

مدح حضرت جامی رح

ز جامی بکے جام عرفان بگیر — که ایمان بعرفان چو یابد خمیر
دهد نشأهٔ سرمدی — رساند ترا تا خدا از خودی
بفیض الٰهی بخود قربتش — ز انوار معمور کن تربتش
بروزی که سنجند جو را بجو — زند جوش چون باده نو عفو تو
ازان باده جامی بجامش بده — بجامش مے شادکامی بده
مے باقیمانده به باقی رسان — پے خدمت حوض ساقی رسان

مناجات

الٰهی بحق محمد امین — بطفیل عبادت سلف صالحین
بحرمت جمیع انبیا اصفیا — بآل عبا اتقیا اولیا
بتهی نشئه گان کنار فرات — ز تهمه و عذاب تو ایمن نجات
نه از بار عصیان شوم دهمناک — نه در قعر دوزخ شوم من هلاک
نگهدار ما را ز دیو لعین — که نشئه از کینه اندر کمین
بدر کن ز من نفس اماره را — بمنزل رسان پیر بیچاره را
بگویم ز دل من انا عبدک — بفریاد من آنا ربک
تو از خشیت خود جگر پاش ساز — ز حبت دلم مضطرای کاش ساز
تا سجده با چشم گریان کنم — بشوقت دل خویش بریان کنم
چو ناگه ز سجده برارم سر — ز پورت بیابم نور بصر
وزان پس بنورت فنا یابم بکن — بجاه محمد رسانم بکن

حافظ معصوم علی کے اہتمام سے معصوم المطابع بہدیوان لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا وسیدنا حاجی سید ذوالفقار احمد صاحب نقوی بھوپالی رکن اعظم مجلس علمائے ریاست بھوپال متوفی تاریخ ۲۱ محرم ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء شب جمعہ رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا و مولانا ونبینا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد مین نے کتاب حیوۃ العلما تالیف شریف اخی وعزیزی جناب مولوی سید عبد الباقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی اکثر مقامات بغور سنی، جہانتک میرا خیال ہی ہندوستان کے اہل علم بزرگونکے حالات آجتک پردۂ خفا مین تھے مصنف صاحب کی یہ تالیف نفیس ضرور اس حیثیت سے نقش اول کا حکم رکھتی ہی، اگرچہ یہ کتاب صرف علما سہسوان کی علوم عالیہ اور مشاہیر عظمیٰ کی زندہ تاریخی یادگار ہی لیکن درحقیقت دیگر اہل علم کیواسطے محرک واقعی ہونے کا بہترین نمونہ ہی۔ اگر اور حضرات مصنف ہذا کی سعی موفور اور کوشش جمیل سے سبق حاصل کرکے علماء کرام ہندوستان کی عموماً یا علماء مقامی کی خصوصاً حالات واقعی کو ضبط تحریر مین لاکر بقاء دوام کے دربار مین جلوہ آرا کرین تو اُس حق سے ضرور سبکدوش ہونگے جو ہمارے اسلامی تمام گروہ کی گردن پر حق واقعی ہی خصوصاً ایسی حالت مین جبکہ مصنف حیوۃ العلماء کی محققانہ تحریر نے مناسب شاہراہ قایم کرکے ایک جماعت علماء اکرام سہسوان کی جو زیر زمین سو رہے ہین حیات جاودانی بخشی مصنف صاحب کی سعی بلیغ اور کاوش محققانہ عموماً ہندوستان اور خصوصاً حضرات سہسوان کی شکرگذاری وفخر کے قابل ہی کہ جس سے ایک جدید اور عمدہ اضافہ فن تاریخ مین ہوگیا اور خوبی عبارت وضبط احوال مین بنظیر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کتاب مبارک کو مقبول خاص وعام کرے

اور اہل ہمت کو توفیق دے کہ یہ کتاب نادر الوجود طبع ہو کر اہل علم کی مجالس جلیلہ مین قبول عام کا خلعت حاصل کرے بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تحریر ۲۴ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ فروری ۱۹۱۹ء

تقریظ جامع علوم ظاہری و باطنی کشاف رموز سری جناب مولانا سید محمد ضیاء الدین صاحب نقشبندی متوطن قصبہ اسیون ضلع اُنا و ملک اودھ نزیل و مقیم ریاست بھوپال سلمہ

زلات حمد و لغت اولی ہست بزلال ارجحفتن سجودے میتوان کرد ایں رہے میتوان گفتن

چمن آرائے ازل نے جب سے گلشن عالم کو اپنے کمال قدرت سے دلکشی اور دلآویزی کے ساتھ آراستہ فرمایا اسمین ہزارون پھول پھولے اور صدہا شگوفے کھلے بعضون نے دو دن بہار جانفزا دکھائی اور بعضے کھلتے ہی مرجھا گئے جمادات نباتات حیوانات کے مختلف طبقات مین تغیرات اور تبدیلیان حقائق بین نظرون مین اس ثبوت کے ڈورے ڈالتے ہین کہ گویا نگارخانہ ہست نما ایک استقرار رکھتا ہی لیکن درحقیقت فانی اور گذشتنی ہی گذاشتنی ہی اس لیے سر عالم کو دار عمل قرار دیکر یہ فیصلہ کردیا ہی کہ ہر طبقہ کے کارنامے اسکی خوبی و بہتری کا نمونہ اور اسکے گذر جانے کے بعد اُسکی جیتی جاگتی تصویر بن سکتے ہین یہی وجہ ہی کہ سلف صالحین نے اپنے اسلاف کے حالات اور آثار قدیمہ کے تذکرے کو شستہ و لفظ فرما کر جمع کیے اور قوم کے سامنے خوشنما لباس مین پیش کیے۔ فی زمانہ اکرم محترم مولوی سید عبدالباقی صاحب سجادہ نشین ادام اللہ فیضہ نے اسطرف ہمت عالی مبذول فرما کر ایک دلکش یادگار وطن مرتب فرمائی ہی جسمین نے جابجا نظر غور سے دیکھی بیان دلکش عبارت دلپسند اور مبالغات سے خالی انصاف سے لبریز معلوم ہوتی ہی میری معلومات مین اردو زبان مین نقش اول ہی جو خوبی مین نقش ثانی سے بہتر اور پسندیدہ ہی ہمعصرون پر جناب مولانا کا غایت کرم اور تصنیف قابل رشک ہی یہ بیش بہا موتی حقیقۃً درۃ التاج آگہی ہین خدا مولانا ممدوح کو جزاء خیر دے اور تصنیف کو درجۂ قبول عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین تحریر ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ ۱۴ اگست ۱۹۱۹ء ۱۴ ہجرت ۱۰ سال

تقریظ رئیف منشی مولوی مفتی محمد فضل اللہ صاحب نمبر ۱ جاگیردار قدیم ریاست شہر بھوپال شفق تخلص سلمہ

نحمدہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فرق ناطق اور مطلق صرف صورت مین نہین
ہین بہت کچھ خاص باتین آدمیت کے لیے

انسان ضعیف البنیان کو خلاق عالم نے بمقابلہ کل موجودات اپنی قدرت کاملہ کا بہترین مونہ بناکر احسن الخالقین کے مغز خطاب سے ممتاز فرماتے ہوے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ہ۔ کے شاندار الفاظ سے یاد فرمایا ہی۔ اس مرتبہ اور خصوصیت کے متعدد وجوہ مین سے دو وجہ خاص ہین اول یہ کہ خلاصہ موجودات خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات سے صنف انسان کو ایک خاص نسبت ہی۔ دوسرے ادراک اور حصول علم احقاق ومعارف کی قابلیت بنی آدم کا خاص حصہ کرنے کے ساتھ خداوند وجہان سے ولقد کرمنا بنی آدم کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ مبدء فیاض نے ہر انسان کو ان صفتون سے موصوف کیا ہی۔ لیکن نظام عالم کے اعتبار سے قسام ازل نے جیسی صورتین مختلف خلق فرمائی ہین۔ ویسی ہی اپنے علم وآگاہی خداوندی کی بناپر ہر متنفس کا حصہ ان اسباب مین بقدر مناسب ودیعت فرمایا ہی۔ اگرچہ صورتاً انسان کو حیوان سے قدرت نے ممتاز کیا ہے لیکن اس صنف کثیر سے بہت قلیل جماعت ایسی پائی جاتی ہی جسپر اطلاق آدمیت صادق آسکے۔ مرزا غالب ؎

لیکن وشوار ہر کام کا آسان ہونا　　آدمی کو بھی میسر نہین انسان ہونا

شرافت اول جو حضرت انسان کو بالصنف حاصل ہی وہ شرف ثانی کے عدم سے اپنا اثر ہوجاتی ہی۔

اگر آدمی مین علم نہین ہو تو انسان حکماً و عملاً حیوان ہو۔ اگر غور سے دیکھا جاے تو اس دولت عظیم لازوال سے صرف علماء اسلام ہی کی جماعت مالا مال ہو ؎

ذرہ ذرہ مین جہان کے ترا جلوہ دیکھے　　آنکھ وہ ہو جو اندھیری مین اُجالا دیکھے

لہذا یہی وہ گروہ پرشکوہ ہو جو تمام عالم مین ہمیشہ سے مفخر و ممتاز رہا ہو۔ اور اسی جماعت مقدس پر اطلاق آدمیت صادق آتا ہے۔ گو ملفوظات اور مکتوبات اس برگزیدہ قابل قدر جماعت کے زندہ کن موجود ہین۔ لیکن جس طرح وہ حضرات چادر مرگ سے مُنھ ڈھانپے ہوے اپنے اپنے مقبرون مین عزلت گزین ہین۔ ویسے ہی اُن کے عام حالات زندگی بھی پردۂ خفا مین رہے۔ اس پردہ کو میرے مکرم محترم جناب مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب نقوی مودودی دہسوانی پنشنیر بھوپال نے اٹھا کر دنیاے تاریخ اسلام مین قابل قدر وقعت اضافہ فرمایا ہے۔ اور اپنے ہم وطن اصحاب علم کے حالات محققانہ طور پر سچائی کے ساتھ قلمبند کر کے ہر اہل شہریت پر یہ معنی رہنمائی فرمائی ہو کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خاندانی اور وطنی علماء کبار و بزرگان دین و دنیا کے حالات صداقت و راستبازی ضبط تحریر مین لاے جس کی نہ صرف داغ بیل بلکہ شاہراہ عام بھی درست قایم کر دی ہو۔ لیکن بمصداق اس مصرعہ کے ع

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

جناب مولانا صاحب جیسے ذی علم حضرات اس حق کو ادا کر کے نامور خفتگان خاک کو جامۂ زندگی دائمی پہنا سکتے ہین۔ نہ یہ کام آجکل کے معمولی اردو خوان اشخاص کا ہو۔ نہ جدید تعلیمیافتہ افراد مین ایسی قابلیت ہے۔ الیاقوت والمرجان فی ذکر علماء دہسوان کے دیکھنے والون کو اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہو کہ یہ کام کس درجہ ذمہ دارانہ قابلیت کا ہے اور متبحر علماء کے مبلغ علم اور قابلیت کا اندازہ کرنے کو مصنف کے لیئے کس درجہ جد و جہد و دماغ سوزی کی ضرورت ہے۔ مین نے اس تصنیف لطیف کو استفادتاً

ازابتدا تا انتہا بغور دیکھا۔ اگرچہ مجھ میں ایسے بحر ذخار کے ادق مضامین اور نکات عالی کے سمجھنے کا فہم نہیں ہے۔ مگر جناب مولانا صاحب نے رفتار زمانہ پر نظر کر کے ابنار زمانہ کی محدود قابلیت کو محسوس کرتے ہوے علماے کبار کے واقعات جلیلہ علمیہ اور رسائل دقیقہ حکمیہ کو اسقدر سلیس عبارت و قریب الفہم الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ جسکے سمجھنے کا ہر اُردو خوان مستحق ہو گیا ہے ؎

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا　　آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

اور یہ پہلو جناب مولانا صاحب کی دور بین نظر کا قابل قدر معیار ہے۔ اس پر کمال یہ ہے کہ علماء عالی مقام کے مباحث علمیہ جو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے پُر ہیں اور ان حضرات کے علم و فضل کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔ اس قدر خوش آیند اور صاف الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ ہر دیکھنے والا اپنے اپنے فہم و مذاق کے موافق لطف حاصل کر سکتا ہے۔ علماے علماء محترم کے مناظرے ایسی شان سے صداقت و تہذیب کے ساتھ حوالہ قلم فرماے ہیں کہ ہر طبقہ کے افراد لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اہل نظر کے واسطے علم و ادب آموز استاد ہیں اور اصحاب بصیرت کے لیے بتصور ؎

یہ کیا ضرور سب کو ملے ایک سا جواب　　آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

مصنف صاحب حیوۃ العلماء نے جدید تعلیم مغربی کے دلدادوں کی اس خیال کی بھی بکمال حسن و خوبی سے مدلل تردید کرتے ہوے بوضاحت ثابت کر دیا ہے کہ اہل علم کی عقل دنیا اور تدبیر ملکت و سیاسی بھی بہت کچھ قابل قدر ہے۔ جب سے ناعاقبت اندیشی نے اس معزز و مفخر جماعت سے انتظام ملکی کے عہدہ ہاے جلیلہ خالی کر کے جُہلا اور کم فہم مخلوق کے ہاتھوں میں دیئے ہیں اس وقت سے ملک گیری اور جہانداری برباد ہے۔ اور انتظام کی خرابی نے عالمگیر قبضہ کر لیا ہے، اسی وقت سے بوجہ نہ ہونے انتظام کے سازشوں و نمک حرامیوں و خود پرستی وغیرہ کی گرم بازاری ہے اور چاروں طرف ظلمت کی گھٹا چھا گئی ہے جس کا نتیجہ ہم اپنی آنکھوں سے

دیکھ رہے ہین۔ حیوٰۃ العلماء کے خاص مقامات دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ فرمانروایان اسلام کو ان کامل العقل حضرات سے کس قدر مدد ملی ہی۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صاحب کی اس کوشش بلیغ کا اجر جزیل دارین مین عطا فرمائے اور اس خزانۂ عجیب کو مقبول خاص و عام کرے۔ آمین۔ فقط ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۱۹ء

تقریظ حاوی علوم و فنون شریعہ واقف رموز حکمیہ و طبیب حاذق و کامل مولانا سید محمد صاحب ٹونکی شہید تخلص معتمد خاص جاگیر صاحبزادہ حاجی حافظ نواب عبید اللہ خان صاحب بہادر جنرل فوج ریاست بھوپال و گورنمنٹ برطانیہ

کئی سال ہوے جب مین نے بدو طلب سے اسوقت تک کے اطبا کے تراجم لکھنے کا قصد کیا تھا اور اس کام کے لیے عمدہ و نایاب کتاب عیون الانبا عربی جامع مل گئی تھی جسمین شروع سے ساتوین صدی تک کے حالات موجود تھے جسمین اسکے بعد کے حالات کی تلاش ہوئی اور بعض قرن کی کتابین دستیاب بھی ہوگئین مگر جس قرن کی کوئی کتاب دستیاب نہوسکی اس زمانہ کے حالات دریافت کرنے مین جو دقتین پیش آئین ان کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کام سے میری ہمت قاصر ہوگئی اور بالآخر جب حسب خاطر مواد نہ پایا تو ارادہ ملتوی کردیا جب کبھی مولانا سید محمد عبدالباقی صاحب نقوی مودودی چشتی سہسوانی کی ہمت و جد و جہد کا خود مشاہدہ نہ کرتا ہون تو تعجب ہوتا ہی اور ان کو آفرین کیے بغیر دل نہین مانتا آپ نے اس زمانہ کے حالات و تراجم قلمبند فرمائے ہین جسمین یہ مذاق بہت کم تھا اور عام مولفین کی نظر اس طرف سے پھری ہوئی تھی۔ آپ کے لیے بجز اسکے اور کیا چارہ تھا کہ قصص و بیانات سماعی ثقات اہل علم عصر پر اکتفا کرکے انھین کتابی صورت مین لاتے۔ آپ نے کتاب الیاقوت والمرجان فی ذکر علماء الہسوان

کے دیباچہ مین خود اس کا اظہار فرماتے ہوے اپنی مجبوری ظاہر کردی ہے اس پر
سابق فرامین شاہی اور قلمی قدیم بیاضون و مونفات قلمی قدیمہ کا فراہم کرکے ان سے
کام لینا اور واقعات سماعی کو تحریرات متقدمین و فرامین شاہی سے تطبیق و توثیق کرنا
آپ کی انتہائی قابلیت و کوشش کی دلیل ہے اس محنت شاقہ کا یہ نتیجہ لاثانی دیکھنے کے
قابل ہے کہ آپ نے ان امور کو جو کسی شخص کے حالات زندگی لکھنے کے لیے نہایت اہم
اور ضروری ہین پانسو برس قبل کے کہان تک جمع کیے ہین۔ اور کن دقتون سے جمع کیئے
ہون گے۔ آپ نے اس کی بہت کوشش کی ہے کہ پرانی طرز عبارت و واقع نویسی کو چھوڑ کر
آجکل کا انداز تحریر اختیار کرین جسمین بڑی کامیابی ہوئی جو ہر ہان ناظرین آپ کی فضل و کمال
قابلیت خداداد کی ہے۔ مگر رنگ طبیعت کب مٹ سکتا ہے۔ ہان ناظرین کتاب کا نظر باز
ہونا کہ رس ہونا شرط ہے بمصداق شعر ؎

ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اور یہ سچ ہے کہ جس شخص کی عزیز ایسے مشاہیر علما، اور مقدس صلحا مین گذری ہو جن کی
نظرون سے یہ مغز دنیا شش منزلون دور تھی، وہ کیونکر اس فریب مین آسکتا ہے تاہم
امید رنگ تحریر مین عالمانہ انداز نے جدید روح پھونک کر لطف دوگونہ سے الحسن کا
پیدا کردیا ہے جب اس کتاب کا اخذ فرامین و تقریظات شاہی و بیاضہاے قدیمی و
مولفات و حکایات سابقہ معتبرہ قرار پاچکی ہین تو یہ کتاب اور بھی قابل وقعت و قدر ہوجاتی
ہے اس وجہ سے آپ نے جو کچھ لکھا ہو وہ نہایت احترام و عزت کے قابل ہے اور آپ کی یہ کتاب
اس لائق ہے کہ آیندہ جو صاحب ایسے بزرگون کے حالات لکھنے پر قلم اٹھائین گے اس کا اخذ
طرز و انداز اسی کتاب کو قرار دینا پڑے گا ان بزرگون کے حالات دیکھکر مجھکو سخت افسوس
ہوا تھا اور یہ خیال آیا تھا کہ ایسے نامور علما و مشاہیر علما، عصر و صلحا زمانہ اور ایسے گمنامی کے

عالمین تھے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے مکرم مولف ہذا کو دارین مین جزائے خیر دے کہ آپ نے
بعد صدیون کے پھر اُن سے اہلِ علم کو آشنا کرا دیا۔ یہ کتاب کیا ہی گویا اعجاز عیسوی کا مجمو
ہے۔ ترتیب حالات کے لیے اگر بجاے سلسلہ خاندانی وزمانہ وعصر کے حروف تہجی اسما کا لحاظ فرما
تو مناسب تھا اور یہ میری ذاتی رائے ہی کوئی نکتہ چینی نہین ہی۔ فقط۔ تحریر ۳۰ ذیقعد
سنہ ۱۳۳۷ھ ۲۷ اگست سنہ ۱۹۱۹ء محلہ سبز منڈی بھوپال قریب موتی مسجد سکنہ ری۔